باب ۱۹

ایسے نادر ملفوظات جن کا ظاہری مفہوم مرادی مفہوم کے خلاف محسوس ہو

(۲۹۸) حضور نبی کریم ﷺ کا مزاح:۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ (ا) مزاح کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں کرتے تھے، میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے رسول اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی مجھے اہل جنت میں سے کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہ داخل ہوں گی۔ پھر باہر سے آواز آ گئی تو آپ ﷺ باہر گئے۔ جب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ وہ رو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ سے موجودین نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہ جائیں گی اس سے رو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان کو جوان کنواری اور موزوں بنا کر داخل کرے گا۔ (پھر وہ خوش ہو گئی۔)

(۲۹۹) میں اپنے خدا سے ہر خیر کی امید رکھتا ہوں:۔

حرث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے آپ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو ابو طالب کے بارے کیا امید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے خدا سے ہر خیر کی امید رکھتا ہوں۔

(۳۰۰) ایک عورت سے رسول اللہ ﷺ کا مزاح:۔

قرشی سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیرا شوہر کون ہے؟ اس نے اس کا نام بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ جب وہ واپس ہوئی تو لگی اپنے شوہر کی

آنکھوں پر غور کرنے۔شوہر نے کہا تجھے کیا ہوگیا۔اس نے کہا رسول اللہﷺ نے مجھ سے کہا کہ تیرا شوہر فلاں ہے۔میں نے کہا ہاں،تو آپﷺ نے فرمایا وہی جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے تو شوہر نے کہا کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں ہے۔

(۳۰۱)اونٹنی کا بچہ:۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سواری کے جانور کی درخواست کی۔آپﷺ نے فرمایا ہاں ہم تجھ کو اونٹنی کے بچے پر بٹھائیں گے۔اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا۔آپﷺ نے فرمایا اونٹ کو ناقہ یعنی اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔

(۳۰۲)جنگی ضرورت کی وجہ سے رسول اللہﷺ کے ذو معنی کلمات:۔

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے جب غزوہ بدر کے لئے کوچ کیا تو آپ بدر کے قریب اترے اور آپﷺ ایک صحابی کو ساتھ لے کر اونٹ پر سوار ہوکر (قریش کے تجسس کے لئے کسی طرف) چل پڑے اور ایک بوڑھے کو دیکھ کر ٹھہر گئے۔اس سے آپﷺ نے قریش کی بابت سوال کیا اور یہ بھی کہ محمدﷺ اور اس کے اصحاب کے بارے میں تجھے کیا معلوم ہے؟بوڑھے نے کہا میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک تم دونوں مجھے یہ نہ بتادو کہ تم کون ہو؟رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جب تو ہمیں بتادے گا تو ہم بھی بتادیں گے۔بوڑھے نے کہا دونوں باتوں کا ادلا بدلہ ہوگا۔پھر بوڑھے نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ محمدﷺ اور اس کے اصحاب فلاں دن مدینہ سے نکلے ہیں اور اگر یہ خبر جو مجھے پہنچی صحیح ہے تو ان کو آج فلاں فلاں مقام پر ہونا چاہئے۔ٹھیک وہی جگہ بتائی جہاں تک رسول اللہﷺ پہنچے تھے اور مجھے یہ خبر پہنچی کہ قریش فلاں دن فلاں وقت نکلے۔اگر یہ خبر سچی ہے جو مجھے دی گئی ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہیں۔ٹھیک وہی جگہ بتائی جہاں قریش پہنچے تھے۔اس نے

خبر سے فارغ ہو کر کہا اب بتاؤ تم کون ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہم عراق کے پانی سے آئے ہیں۔ احمد بن علی کہتے ہیں کہ (جنگی ضرورت کی وجہ سے) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کلمات استعمال کر لئے جس سے اس کو یہ متوہم ہو گیا کہ یہ لوگ عراقی ہیں (عراق میں چونکہ پانی کی کثرت تھی تو عموماً اہل عرب مطلقاً پانی کہہ کر عراق مراد لیا کرتے تھے) تو گویا لفظ عراق پانی کا مرادف بن گیا اور حضور ﷺ نے پانی سے نطفہ مراد لیا کہ وہ نطفہ ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۳۰۳) اسمأ بنت ابی بکر کی دعا:۔

ابو الزناد سے مروی ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک پیرہن تھا۔ جب عبد اللہ بن زبیر (اسماء کے بیٹے) شہید کر دیئے گئے تو وہ پیرہن مبارک بھی گھر کے دوسرے سامان کے ساتھ جو لوٹا گیا تھا جاتا رہا۔ اسمأ نے کہا کہ قمیص مبارک ایک شامی کے پاس ملی (اس کو کہا گیا کہ اسماء کو واپس کر دینی چاہئے) اس نے کہا کہ اس شرط پر واپس کر سکتا ہوں کہ اسماء میرے لئے مغفرت کی دعا کر دے۔ اس کا اسمأ سے ذکر کیا گیا۔ اسمأ نے کہا میں عبد اللہ کے قاتل کے لئے کیسے مغفرت کی دعا کروں؟ لوگوں نے کہا پھر وہ شخص قمیص واپس نہ کرے گا۔ فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ آ جائے۔ چنانچہ وہ قمیص لے کر آ گیا اور اس کے ساتھ عبد اللہ بن عروہ بھی آئے۔ اسمأ نے فرمایا کہ قمیص عبد اللہ کو دے دے۔ اس نے ان کو دے دی۔ آپ نے فرمایا، اے عبد اللہ تو نے قمیص لے لی؟ (حضرت اسمأ کی آخر عمر میں نگاہ نہ رہی تھی) انہوں نے عرض کیا جی ہاں لے لی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ خدا تیری مغفرت کرے اور آپ نے عبد اللہ بن عروہ کو مراد لیا تھا۔

(۳۰۴) لعنت کے الفاظ دینا اور بیزاری کا اظہار نہ کرنا:۔

حجر المدری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تیرا کیا حال ہو گا جب کہ تجھ کو اس پر مجبور کیا جائے گا تو مجھ پر لعنت بھیجے۔ میں نے کہا، کیا ایسا

ہونے والا ہے؟ فرمایا، ہاں میں نے عرض کیا کہ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہئے ۔فرمایا لعنت کے الفاظ کہہ دینا اور مجھ سے بیزاری کا اظہار مت کرنا ۔کہتے ہیں کہ (اب وہ وقت آ گیا) جمعہ کے دن محمد بن یوسف (حجاج بن یوسف کا بھائی)منبر کے ایک جانب کھڑا ہوا اور مجھ سے کہا کہ علی پر لعنت کر ۔میں نے کہا کہ امیر نے مجھے حکم دیا کہ علی پر لعنت کر محمد بن یوسف نے لعنت کرو اس پر خدا اس پر لعنت بھیجے ۔یہ سن کر تمام اہل مجلس رخصت ہو گئے مگر اصل مطلب ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ سمجھ سکا۔(یعنی یہ کہ انہوں نے علی کے بعد محمد بن یوسف کا نام لیا اور پھر کہتے ہیں کہ خدا اس پر لعنت کرے ۔یعنی محمد بن یوسف پر اور وہ آدمی خود ہی تھے ۔)

(۳۰۵)صعصعہ بن سرحان کا کلام:۔

کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ کے مقابلے پر چند مقرروں نے کلام شروع کر دیا۔پھر صعصعہ بن سرحان نے کھڑے ہو کر بولنا شروع کیا۔مغیرہ نے کہا اس کو یہاں سے لے جا کر چبوترے پر کھڑا کرو۔وہاں کھڑا ہو کر اس کو علی پر لعنت کرنا ہوگی (صعصعہ کو لے جا کر کھڑا کیا گیا)تو انہوں نے کہا لعن اللہ من لعن اللہ ولعن علی ابن ابی طالب یعنی لعنت کرے اللہ جس پر لعنت کی اللہ نے اور لعنت کرے علی بن ابی طالب پر (اب مطلب یہ ہوا کہ میں ان سب پر لعنت کرتا ہوں جن پر اللہ لعنت کر چکا ہے اور جنہوں نے حضرت علی پر لعنت کی ان پر بھی لعنت)(ان کو لے جانے والے نے)مغیرہ کو ان الفاظ کی اطلاع دی ۔مغیرہ نے کہا خدا کی قسم ہم اس کو قید کریں گے تو صعصعہ نے آ کر عوام کو خطاب کیا کہ ان ھذا یابی الاعلی ابن ابی طالب فالعنوہ لعنہ اللہ یہ شخص (مغیرہ)علی کے سوا اور سب سے لعنت کا انکار کرتا ہے (اور میں نے تمام ملعونوں پر لعنت کی تھی اب پھر کہتا ہوں)اس پر (ان کا حقیقتاً اشارہ مغیرہ کی طرف ہے ۔مگر ابہام اس طرف ہے کہ علیؑ کے بارے میں کہہ رہے ہیں)لعنت بھیجو خدا اس پر لعنت کرے (صعصعہ کا مطلب کوئی نہیں سمجھا صرف

مغیرہ نے ہی سمجھا اس لئے برہم ہو کر کہا) اس کو نکال دو۔ خدا اس کی جان نکال لے (قید اس لیے نہیں کیا کہ اس پر عوام میں جوش پیدا نہ ہو جائے۔ مغیرہ بن شعبہ حضرت علیؓ کے مخالف اور معاویہؓ کے طرف داروں میں سے تھے اور شام کے گورنر تھے۔

(۳۰۶) عیسیٰ بن موسیٰ کے استفسار پر ابن شبرمہ کی گفتگو:۔

ایک شخص نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی۔ اس کے پاس قاضی عبداللہ بن شبرمہ موجود تھے۔ عیسیٰ نے اس شخص سے کہا تجھے کوئی پہچانتا ہے۔ اس نے کہا ابن شبرمہ۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں یہ جانتا ہوں کہ یہ اہل شرف و صاحب بیت اور صاحب قدم ہے۔ (محاروہ عرب کے لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ صاحب عزت اور اعلیٰ خاندان اور صاحب استقامت ہے) جب ابن شبرمہ نکلے تو کسی نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں جانتا ہوں کہ اس کے دو کان ہیں جن کے سوراخ کھلے ہوئے ہیں (شرف کے معنی ابھار کے ہیں) اور اس کا گھر بھی ہے جہاں یہ سوتا بیٹھتا ہے (وہی گھر ہے یہ ضروری نہیں کہ اس کی ملکیت بھی ہو) اور اس کے پاؤں بھی ہیں جن سے چلتا ہے۔

(۳۰۷) حجاج اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا واقعہ:۔

حجاج نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کو مارا اور ان کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا اور ان پر ایک شخص مسلط تھا جو دھکا کر کہتا تھا کہ لعنت کر علی پر وہ اس طرح کہہ رہے تھے اے اللہ لعنت بھیج سب جھوٹوں پر۔ پھر سکوت کرتے تھے اور آہ کرتے تھے اور کہتے تھے علی بن ابی طالب۔ پھر سکوت کے بعد کہتے مختار بن الزبیر۔

(۳۰۸) خدا کی قسم، عمار بن سمنہ کے قتل میں تمام زمین والے شریک ہو جاتے تو سب کے سب دوزخ میں داخل ہوتے:۔

مبارک سے منقول ہے کہ حجاج بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک بھاری بھر کم موٹا تازہ شخص آیا، جس کی صورت سے اس کی غداری عیاں تھی۔ جب اس کو حجاج نے دیکھا

تو کہا ابو غادیہ مرحبا اور برابر مرحبا مرحبا کہتا رہا یہاں تک کہ اس کو تخت پر اپنے برابر بٹھایا۔ پھر اس سے کہا کہ ابن سمنہ کو تم نے ہی قتل کیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔ حجاج نے پوچھا کیسے؟ ابو غادیہ نے کہا میں نے یہ کیا اور وہ کیا، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ حجاج نے اہل شام سے کہا کہ جو شخص چاہے کہ ایسے شخص کو دیکھے جو قیامت کے دن عظیم الجثہ ہوگا وہ اس شخص کو دیکھے جس نے ابن سمنہ کو قتل کیا۔ پھر ابو غادیہ نے حجاج سے سرگوشی کی اور کسی چیز کا سوال کیا اور حجاج نے انکار کیا تو ابو غادیہ نے کہا، ہم ان کو دینار دیتے ہیں۔ پھر جب ہم خود اس میں سے کچھ طلب کرتے ہیں تو ہم سے ہی انکار کر دیا جاتا ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم قیامت کے دن عظیم الجثہ ہوں گے۔ حجاج نے کہا، ہاں واللہ جس شخص کی داڑھ احد پہاڑ جیسی اور اس کی ران ورقان (ایک پہاڑ کی چوٹی) جیسی اور پنڈلی بیضاء جیسی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اتنی بڑی جتنی کہ مدینہ سے زبید تک کی ہے (بعض دوزخیوں کی یہ حالت حدیث میں ہے۔ یہ تلمیح اسی کی طرف ہے) اس کے قیامت کے دن عظیم الباغ (ا) ہونے میں کیا شک ہے۔ خدا کی قسم اگر عمار بن سمنہ کے قتل میں تمام زمین والے شریک وہ جاتے تو سب کے سب دوزخ میں داخل ہوتے۔

(۳۰۹) بن الاشعث سے حجاج کا تنگ آنا اور ابی الاشعث کی عقل مندی:۔

قرشی نے بیان کیا مطرف بن عبداللہ ابن الشعث کے ساتھ تھا (ابن الاشعث عرصہ دراز تک حجاج سے جنگ کرتے رہے۔ اس بہادر شخص سے حجاج تنگ آ چکا تھا۔ لیکن انجام یہ ہوا کہ یہ شہید ہو گئے اور سب ساتھی متفرق ہو گئے) جب مطرف حجاج کے سامنے ملایا گیا۔ بعد اختتام جنگ تو اس نے مطرف سے کہا۔ اے مطرف کیا تو بھی کافر ہو گیا تھا۔ مطرف نے کہا نہیں، لیکن وہ ایک حیرت کی حالت تھی اور اگر ہم حق کی مدد کرتے تو یہ ہمارے لئے زیادہ اچھا تھا (اس گفتگو سے جان بچ گئی۔)

(۳۱۰) خوراج کا ایک شخص کی گفتگو سن کر اس کو یہودی سمجھنا:۔

قرشی سے منقول ہے کہ بصرے میں خوراج کی ایک بڑی جماعت نکلی۔ان سے ایک بوڑھا ملا۔جس کا سر اور داڑھی سفید تھے۔خارجیوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟تو بڑے میاں نے (جان بچانے کے لئے) کہا کہ میں یہود کے بارے میں تم سے کچھ پوچھنے آیا ہوں، کیا تم نے قصد کرلیا ہے اہل دیت کے قتل کا (انہوں نے اس کو یہودی سمجھ کر) جواب دیا، جاؤ تم ہماری طرف سے جہنم میں۔

(۳۱۱) ایک ماہر فن کا یحییٰ بن اکثم کو لا جواب کرنا:۔

ابوالعباس احمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ یحییٰ بن اکثم (قاضی) کی طبیعت میں سخت حسد تھا اور بڑا چالاک تھا۔جب وہ کسی ایسے عالم کو دیکھتا جو فقہ کا ماہر ہے تو اس سے حدیث کا سوال کرتا اور اگر کسی کو دیکھتا کہ یہ حافظ حدیث ہے تو اس سے نحو کا سوال کرتا اور اگر کسی کو علم نحو دیکھتا تو اس سے علم کلام کا سوال کرتا تا کہ اس کو شرمندہ کرے اور نہ جمنے دے۔ایک مرتبہ اس کے پاس اہل خراسان میں سے ایک ہوشیار آدمی آیا وہ حافظ تھا۔اس سے مناظرہ کیا تو اس کو ماہر فنون پایا۔اس سے کہا کہ حدیث میں بھی کچھ نظر رکھتے ہو؟اس نے کہا ہاں، پھر اس سے پوچھا کہ اصول میں سے تمہیں کیا محفوظ ہے۔اس نے کہا مجھے شریک کی حدیث یاد ہے جو روایت کرتے ہیں ابواسحٰق سے اور وہ خرث سے کہ حضرت علیؓ نے ایک اغلام باز کو سنگسار کیا۔بس پھر خاموش ہوگیا۔آگے بات نہ کرسکا۔(اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ اس علت میں متہم اور مشہور تھا۔)

(۳۱۲) ہشام بن عمرو القوطی کی عربیت:۔

ایک شخص نے ہشام بن عمرو القوطی سے کہا کم تعد (لفظی ترجمہ تم کتنا گنتے ہو، اس کا محاورے کے لحاظ سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تمہاری کیا عمر ہے) ہشام نے کہا، ایک سے دس لاکھ اور اس سے بھی زیادہ تک۔اس نے کہا میں نے یہ دریافت کرنے کا

ارادہ نہیں کیا۔ ہشام نے کہا پھر کیا ارادہ کیا؟ اس نے کہا کم تعد من السن لفظی ترجمہ ''تم کتنا گنتے ہو سن میں'' سن کے معنی سال کے علاوہ دانت کے بھی ہیں) ہشام نے کہا بتیس۔ سولہ اوپر کے اور سولہ نیچے کے۔ اس نے کہا میں نے تو یہ معلوم کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہشام نے کہا پھر کیا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کہا کم لک من السنین (لفظی ترجمہ کتنے ہیں تمہارے سال) ہشام نے کہا میرا ان میں کچھ بھی نہیں۔ سب کا مالک اللہ ہے۔ پھر اس نے (سوال کا عنوان بدلا اور) کہا فما سنک (تمہارا سن کیا ہے؟) ہشام نے کہا ہڈی۔ پھر اس نے کہا فابن کم انت (لفظی ترجمہ ''تو کتنے کا بیٹا ہے۔'' یہ بھی محاورہ ہے جس سے عمر مراد لی جاتی ہے ہشام نے کہا دو کا بیٹا ہوں۔ باپ کا اور ماں کا۔ پھر اس نے کہا کم اتی علیک (لفظی ترجمہ کتنے آئے تجھ پر با اعتبار محاورہ اس سے بھی عمر ہی مراد ہوتی ہے) ہشام نے کہا اگر مجھ پر کچھ آ جاتا تو ہلاک ہو چکا ہوتا۔ (اب سائل کی ہمت جواب دے گئی) اس نے کہا پھر (تم ہی بتاؤ) کس طرح پوچھوں؟ ہشام نے کہا یوں پوچھ کم مضٰی من عمرک (یعنی تمہاری عمر کتنی گذر چکی ؟)

(۳۱۴) سکندر کا کارنامہ:۔

سکندر کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک بادشاہ پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ سکندر نے کہا جس نے اس کو مارا وہ بڑے کارنامے انجام دینے والا شخص ہے اور اگر وہ ہم پر ظاہر ہو جائے تو ہم اس کو وہ جزا دیں جس کا وہ مستحق ہے اور لوگوں پر اس کو بلند کریں۔ جب اس کی خبر ان دونوں کو ہوئی تو وہ ظاہر ہو گئے اور انہوں نے قتل کا اقرار کر لیا۔ سکندر نے کہا کہ ہم تم کو وہ جزا دیں گے جس کے تم مستحق ہو۔ تو جس شخص نے اپنے سردار کو قتل کیا ہو حالانکہ اس نے اس کا مرتبہ بلند کیا مگر اس نے پھر بھی اپنے آقا سے غداری کی وہ صرف قتل ہی کا مستحق ہے، اور لوگوں پر تمہارا بلند کرنا اس طرح ہوگا کہ میں تم کو اتنی بلند لکڑی پر پھانسی دوں گا جس قدر زیادہ سے زیادہ بلند فراہم ہونا ممکن

ہے۔

(۳۱۴) اللہ ہی سب کا رب ہے:۔

روایت ہے کہ فرعون کے سامنے اس کے دو پرستاروں نے ایک مرد مومن کی چغلی کھائی (کہ یہ اپنا رب خدا کو سمجھتا ہے فرعون کو نہیں سمجھتا) فرعون نے اس کو بلایا اور ان دونوں کو بھی اور ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کا رب کون ہے؟ انہوں نے کہا تو۔ پھر مومن سے کہا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا میرا رب وہی ہے جو ان کا رب ہے (یعنی اللہ جو حقیقتاً سب کا رب ہے۔) فرعون نے کہا تم نے ایسے شخص کو مجھ سے قتل کرانے کے لئے شکایت کی جو میرے ہی دین پر ہے۔ اس پر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ بعض نے کہا ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے:

فوقاۃ اللہ سیات مامکروا و حاق بال فرعون سوء العذاب

(۳۱۵) مہنی بن یحییٰ شامی کے حیلہ پر احمد بن حنبل کا ہنسنا:۔

اسحاق بن ہانی کہتے ہیں کہ ہم و عبداللہ احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں ان کے مکان پر بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ مروزی اور مہنی بن یحییٰ شامی بھی تھے تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کیا مروزی یہاں ہیں اور مروزی یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو یہاں کی موجودگی کا علم ہو تو مہنی بن یحییٰ نے اپنی انگلیاں (دوسرے ہاتھ کی) ہتھیلی پر رکھیں اور (اپنی ہتھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا مروزی یہاں نہیں ہیں اور مروزی کا یہاں کیا کام؟ اس پر امام احمد ہنس پڑے اور اس پر ان سے کچھ گرفت نہیں کی۔

(۳۱۶) مہنی بن یحییٰ شامی کا احمد بن حنبل سے حدیث سننا حیلہ کے ذریعہ:۔

ابوبکر مروزی سے مروی ہے مہنی بن یحییٰ شامی ابوعبداللہ (امام احمدؒ) کے پاس کچھ احادیث لئے ہوئے آ کر کہنے لگے اے ابوعبداللہ، میرے ساتھ یہ احادیث ہیں اور میں نے چلے جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ آپ یہ مجھے پڑھا دیجئے۔ امام احمدؒ نے پوچھا کب جاؤ گے؟ کہنے لگے کہ ابھی جاؤں گا۔ تو انہوں نے اسی وقت حدیثیں بیان

کر دیں۔ اور یہ چلے گئے۔ جب دوسرا یا تیسرا دن ہوتو یہ امام احمدؒ کے یہاں آئے، امام احمد نے ان سے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں ابھی (باہر) جا رہا ہوں۔ کہنے لگے کہ میں نے آپ سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں ابھی بغداد سے جا رہا ہوں۔ میں نے جو کہا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ میں آپ کے کوچہ سے ابھی چلا جاؤں گا۔

(۳۱۷) ایک بھٹیارے کے بیٹے کی ذہانت:۔

قاضی عریان کے سامنے ایک نوجوان کو لایا گیا جو نشہ میں تھا۔ عریان نے اس سے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے یہ شعر کہا:

أنـــا ابـــن الـــذی الایـــنـزل الـدھـر قـدرہ
وان نـــزلـــت یـــومـــاً فـســوف تـــعـــود

"میں اس کا بیٹا ہوں کہ زمانہ جس کی قدر نہیں گرا سکتا اور اگر کسی دن گر جائے تو پھر واپس آ جائے گی۔"

اس کے بعد اس نے اپنے سپاہی سے کہا تم اس سے پوچھو تو اس نے کہا وہ صاحب با قلا کا بیٹا ہے اور ایک روایت میں دوسرا شعر بھی مذکور ہے:

تـــری الـــنـــاس افـــواجـــاً الـــی ضـــوء نـــارہ
فـــمـــنـــھـــم قـیـــام حـــولـھـــا وقـــعـــود

"تم لوگوں کی جماعتیں اس کی آگ کی روشنی میں دیکھو گے۔ کوئی ان میں سے کھڑا ہوا ہوگا اور کوئی بیٹھا ہوگا۔"

اس نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ کسی صاحب جاہ شخص کا بیٹا ہے تو اس کو چھوڑ دیا، مگر وہ ایک بھٹیارے کا بیٹا تھا۔ (۱)

(۳۱۸) تعریض اور کنایہ کی مدد سے قتل سے رہائی پانا:۔

الحراث بن مسکین پر بھی مصیبت کا وقت آ گیا۔ جب ابن ابی داؤد لوگوں کو خلق

قرآن کے مسئلہ میں امتحان کر رہا تھا (یہ مردود قاضی ابن ابی داؤد مسئلہ خلق قرآن میں سب سے پیش پیش تھا۔ امام احمدؒ کو بھی اسی کی خباثتوں سے معتصم باللہ کے عہد میں بڑے مصائب اور شدائد برداشت کرنا پڑے) اس نے حارث سے کہا شہادت دے کہ قرآن مخلوق ہے۔ حارث نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ چاروں مخلوق ہیں اور پہلے اپنی چار انگلیوں کو کھول کر سامنے کر دیا (جس طرح عام طور پر گفتگو میں شمار کی تعداد کا اشارہ انگلیوں کے عدد سے بھی کر دیا جاتا ہے) پھر کہا (گویا اب ان چار کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے (مگر نیت یہ نہ تھی) توریت، انجیل، زبور، قرآن۔ اس طرح تعریض اور کنایہ کی امداد سے قتل سے رہائی حاصل کر لی۔

(۳۱۹) ایک وکیل کا فوراً اپنی غلطی کی تاویل کرنا:۔

ہمارے شیخ عبدالوہاب انماطی نے بیان کیا کہ احمد بن عبدالحسن وکیل کے پاس گواہی کے کاغذات اٹھا کر لائے گئے جن پر پہلے اپنی رائے کو) لکھ رکھا تھا وہ ہر ایک کا شروع کھول کر اس پر لکھتے جاتے تھے ان سے کہا گیا کہ تم پہلے کے خلاف کیوں لکھ رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں لکھ رہا ہوں ماذکر صحیح (اگر ما صولہ ہو اور متبادر بھی یہی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ذکر کیا گیا صحیح ہے۔ مگر اس نے فوراً اپنی غلطی کی تاویل کر دی کہ) میرا مقصود صحت کی نفی ہے (یعنی یہ ما نافیہ ہے۔)

باب ۲۰

ایسے لوگوں کا ذکر جو مسکت جواب سے دشمن پر غالب آ گئے

(۳۲۰) خبیب بن یسار کا اپنی بیوی کو جواب:۔

خبیب بن یسار سے مروی ہے کہ میں اور ایک میرا ہم قوم اسلام لانے سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ایک جہاد کی تیاری کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو اس سے حیا آتی ہے کہ ہماری قوم تو میدان جنگ میں ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم دونوں اسلام لا چکے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تو مشرکین کے مقابلہ پر مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔ پھر ہم نے اسلام قبول کرلیا اور حضور ﷺ کے ہمراہ شریک جہاد ہوئے اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور وہ میرے ایک ضرب مار چکا تھا۔ پھر (ایسا اتفاق ہوا کہ) اسی (مقتول) کی بیٹی سے میں نے نکاح کرلیا۔ وہ مجھے کہا کرتی تھی کہ تو نے ایسے شخص کو نابود کیا جو تجھے یہ بدھی پہنا گیا (بدھی سے اشارہ اس ضرب کے نشان کی طرف ہے) میں یہ جواب دیا کرتا تھا کہ تو نے اس شخص کو نابود کر دیا جس نے تیرے باپ کو دوزخ بھیجنے میں جلدی کی۔

(۳۲۱) مروان بن الحکم کی شرمندگی:۔

منقول ہے کہ حویطب بن عبدالعزیز کی عمر ایک سو بیس سال تک پہنچ گئی تھی۔ ان کی عمر کے ساٹھ برس جاہلیت میں گذرے اور ساٹھ برس اسلام میں۔ پھر جب کہ مروان بن الحکم مدینہ کا والی (حاکم) بن گیا تو حویطب اس کے پاس گئے، اس سے مروان نے کہا تمہاری کیا نیت ہے؟ تو حویطب نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ مروان نے اس سے کہا بڑے میاں، تمہارا اسلام پیچھے جا رہا ہے یہاں تک کہ تم سے کم عمر نوجوان سبقت لے گئے۔ حویطب نے کہا خدا کی قسم بہت مرتبہ میں نے اسلام قبول کرنے

کا پختہ ارادہ کیا مگر ہر مرتبہ تمہارے باپ (حکم) نے دیر کرادی اور مجھے منع کرتا اور یہ کہتا رہا کہ تو اپنے باپ دادا کے دین کو محمد ﷺ کے دین کے لئے چھوڑ رہا ہے تو مروان چپ رہ گیا اور جو کچھ کہا تھا اس پر شرمندہ ہوا

(۳۲۲) جعفر کا خاموش ہونا اور جواب نہ دینا:۔

محمد بن زکریا نے بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں موجود تھا جس میں عبید اللہ بن محمد بن عائشہ تیمی اور جعفر بن القاسم ہاشمی موجود تھے عبید اللہ سے جعفر ہاشمی نے کہا۔ قرآن میں ایک آیت خصوصاً بنی ہاشم کے لئے نازل ہوئی عبید اللہ نے کہا وہ کونسی آیت ہے۔ جعفر نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک ابن عائشہ یعنی عبید اللہ نے کہا حضور ﷺ کی قوم قریش تھی اور قریش ہونے میں ہم تمہارے شریک ہیں۔ جعفر نے کہا نہیں بلکہ یہ آیت ہمارے لئے خاص ہے۔ عبید اللہ نے کہا اچھا تو اس کو اور وکذب بہ قومک وھو الحق کو بھی ایک ساتھ لیتے جاؤ۔ اب جعفر خاموش ہو گیا اور اس کو جواب نہ بن پڑا۔

(۳۲۳) عبد اللہ بن معاویہ کا جواب:۔

مروی ہے کہ معاویہ نے عبد اللہ بن عامر سے کہا مجھے تم سے ایک ضرورت ہے کیا تم اسے پورا کرو گے؟ عبد اللہ نے کہا ہاں اور مجھے بھی تم سے ایک حاجت ہے تم اسے پورا کر دو گے۔ انہوں نے بھی اقرار کرلیا۔ عبد اللہ نے کہا آپ اپنی حاجت بیان کیجئے۔ معاویہؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے سب مکان اور جائیداد جو طائف میں ہے سب ہبہ کر دو۔ عبد اللہ نے کہا ''کردی۔'' معاویہ نے کہا اب تم اپنی حاجت کہو۔ عبد اللہ نے کہا۔ ''وہ سب مجھے واپس کر دو۔'' ان کو بھی کہنا پڑا کہ اچھا واپس کی۔

(۳۲۴) چادروں کے بننے والا جولاہا:۔

یمن کی ایک قوم نے ہشام بن عبد الملک کے سامنے اپنی بڑائیاں ماریں۔ ہشام

(۳۲۸) راز کسی کو پوشیدہ طور پر بتانے سے پھر راز نہیں رہتا:۔

نظام راز کو پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ یونس تمار نے اس سے ایک راز پوشیدہ طور پر کہا۔ نظام نے اس کو کھول دیا، اس پر یونس نے اس کو ملامت کی تو نظام نے لوگوں سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ تو نے کبھی راز کو کسی کے سامنے کھولا ہے۔ ایک مرتبہ یا دو تین چار مرتبہ پھر اب اس کا گناہ کس پر ہے۔ تو وہ اس پر راضی نہ ہوا کہ گناہ کی ذمہ داری میں شریک ہو۔ حتیٰ کہ نظام نے اس کا پورا بار اس صاحب کے سر پر ہی ڈال دیا (کہ راز کھولنے کی ابتداء نظام سے کہہ کر خود اس نے کی)

(۳۲۹) مبرد کے شاگردوں کا واقعہ:۔

مبرد کے شاگرد جب جمع ہو کر حاضری کی اجازت مانگا کرتے تھے تو اجازت لے کر آنے والا (مبرد کی طرف سے) آ کر کہا کرتا تھا کہ اگر تمہارے ساتھ ابوالعباس زجاج موجود ہے تو آنے کی اجازت ہے ورنہ واپس ہو جاؤ۔ ایک مرتبہ وہ سب آئے اور زجاج ان میں نہیں تھا۔ ان سے وہی کہہ دیا تو سب واپس ہو گئے۔ مگر ان میں کا ایک شخص جس کا نام عثمان تھا کھڑا رہا اور اس نے اجازت لانے والے سے کہا کہ ابوالعباس (مبرد) سے عرض کرو کہ تمام قوم منصرف ہوگئی (یعنی واپس ہوگئی) سوائے عثمان کے کہ وہ غیر منصرف ہے (یعنی واپس نہیں ہوگا) وہ شخص مبرد کی طرف سے یہ جواب لایا کہ جب عثمان نکرہ ہوگا (یعنی عمومیت رکھتا ہوگا) تو منصرف ہوگا (اور اس کو واپس جانا ہوگا) اور ہم تجھ کو معرفہ (یعنی اہل خصوصیت) نہ بنائیں گے۔ لہٰذا خیریت سے واپس جاؤ۔

(۳۳۰) ایک حجازی شخص کو ایک آدمی کا دندان شکن جواب:۔

ایک حجازی شخص نے ایک آدمی سے کہا۔ ہمارے پاس سے علم نکل چکا ہے۔ اس نے کہا ہاں، مگر وہ اب تک تمہاری طرف واپس بھی نہیں آیا۔

ہوا تو شوہر نے بیوی سے کہا کہ اس سے کس طرح معلوم کیا جائے کہ یہ کب تک ٹھہرے گا؟ عورت نے کہا آپس میں کوئی جھگڑے کی بات بناؤ۔ یہاں تک کہ ہم اس سے فیصلہ کرانے کے لئے پہنچیں۔ وہ دونوں ایک ایسی داستان بنا کر اس کے پاس گئے عورت نے مہمان سے کہا ''اللہ کے واسطے سے جو کل آپ کے کھانے میں برکت دے گا بتایئے کہ ہم میں کون ظالم ہے؟'' مہمان نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جو تمہارے یہاں میرے کھانے میں ایک مہینہ تک برکت دے گا، میں نہیں جانتا۔''

(۳۳۵) نسخہ تجویز کرنے کی اجرت:۔

ابن خلف سے مروی ہے کہ ہارون الرشید ایک دن سیر کے لئے نکلے اور اپنے لشکر سے جدا ہو گئے اور فضل بن الربیع اس کے پیچھے تھا۔ انہوں نے راستہ میں ایک بڈھے کو دیکھا جو گدھے پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک لگام تھی جو ایسی گندی تھی گویا مینگنیوں سے بھری ہوئی آنت ہے، اس کی صورت پر نظر کی تو اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ ہارون نے اس کو چھیڑنے کے لئے فضل کو آنکھ ماری فضل نے اس سے کہا بڈھے کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا اپنے باغ میں۔ فضل نے کہا کیا تجھے ضرورت ہے کہ میں تجھے ایک ایسی دوا بتاؤں کہ اگر اپنی آنکھوں پر تو نے اس کا استعمال کیا تو یہ رطوبت بہنا بند ہو جائے گی۔ اس نے کہا مجھے تو اس کی بہت ضرورت ہے۔ فضل نے کہا کہ ہوا کی لکڑیاں اور پانی کا غبار اور کماۃ کے پتے (یہ ایک ایسی بوٹی ہوتی ہے جس پر پتہ ہوتا ہی نہیں) ان سب کو اخروٹ کے چھلکے (کا کھرل بنا کر اس) اس میں خوب پیس اور اس سرمہ کو آنکھوں میں لگا تو جو شکایت ہے وہ جاتی رہے گی۔ بڈھا یہ سن کر اپنے گدھے کے پالان پر کچھ جھکا اور اس نے ایک بہت لمبا گوز مارا پھر بولا یہ تیرے نسخہ تجویز کرنے کی اجرت ہے۔ اسے لے لے، پھر اگر اس سے ہم کو فائدہ پہنچا تو ہم اور دیں گے (فضل کو جواب نہ بن پڑا) اور ہارون رشید اتنا ہنسا کہ قریب تھا کہ ہنستے ہنستے اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑے۔

(۳۳۶) قاضی شریک کا مہدی پر اس کے سوال کو لوٹانا:۔

جاحظ کا بیان ہے کہ خلیفہ مہدی نے قاضی شریک سے کہا جبکہ موسیٰ بن عیسیٰ ابھی اس کے پاس موجود تھا کہ اگر آپ کے سامنے عیسیٰ کوئی شہادت دے تو کیا آپ قبول کر سکتے ہیں؟ مہدی نے یہ سوچا تھا کہ دونوں میں اختلاف پیدا کر دے۔ قاضی شریک نے کہا جس سے آپ سوال کر رہے ہیں وہ عیسیٰ سے نہیں پوچھے گا وہ امیر المومنین سے ہی دریافت کرے۔ اگر امیر المومنین نے اس کا عدل ظاہر کیا تو اس کی شہادت قبول کر لے گا۔ اس سوال کو قاضی نے اسی پر لوٹا دیا۔

(۳۳۷) ایک شاعر کا قیاس:

ابو بکر بن محمد نے ذکر کیا کہ میرا ایک ابھائی بہت اچھے اشعار کہتا تھا۔ ایک شخص نے جو آپس کا تھا اور اچھے اشعار کی وجہ سے اس سے حسد کرتا تھا اس سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا اس کے کیا معنی کہ ایک عجمی اچھے اشعار کہے! بجز اس کے کہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کی ماں پر کوئی عربی چڑھ گیا تھا یہ اس کے نطفہ کا اثر ہے) اس نے اس شخص سے کہا کہ اسی طرح تیرے قیاس کے مطابق یہ لازم آتا ہے کہ جو عربی شخص اچھے اشعار نہ کہہ سکتا ہو اس کی ماں پر کوئی عجمی چڑھ بیٹھا ہو گا (اس لئے وہ اچھے اشعار نہیں کہہ سکتا۔)

(۳۳۸) ثقہ (با اعتماد) چغل خوری نہیں کرتا ہے:۔

ایک شخص دوسرے پر غضب ناک ہو گیا۔ اس نے پوچھا کہ کس وجہ سے غصہ آ گیا ہے؟ اس نے کہا ایک ثقہ شخص نے تمہاری گفتگو مجھ سے نقل کی ہے۔ اس شخص نے کہا اگر ثقہ ہوتا تو چغل خوری نہ کرتا۔

(۳۳۹) مامون الرشید چپ ہو گیا:۔

ابو الحسن سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مامون الرشید نے یحییٰ ابن اکثم سے کہا کہ یہ کون ہے؟ جس نے تعریض کے طور پہ شعر کہا (قاضی یحییٰ ابن اکثم لواطت سے متہم

تھا)

قــاض یــری الــحــد فــی الــزنــا ء ولا
یــری عــلــی مــن یــلــوط مــن بــاسً

”قاضی زنا کے لئے توحدِ زنا کرتا ہے جو اغلام بازی کرتا ہے اس کے لئے کوئی سزا مناسب نہیں سمجھتا۔“

یحییٰ ابن اکثم نے کہا کیا امیر المؤمنین نہیں جانتے کہ یہ کس نے کہا؟ مامون نے کہا نہیں۔ یحییٰ نے کہا یہ شعر احمد بن ابی نعیم بدکار کا ہے جس کے یہ شعر بھی ہیں:

حــا کــمــنــا یــرتــشــی وقــا ضــیــنــا
یــلــوط والــراس شــرمــا راس

”ہمارا حاکم رشوت لیتا ہے اور ہمارا قاضی اغلام بازی کرتا ہے اور سب کا سردار شر میں سب کا سردار ہے۔“

لا احــســب الــجــور یــنــقــضــی وعــلــی
الامۃ وال مــــن ال عبـــــاس

”مجھے امید نہیں کہ ظلم کا سلسلہ ختم ہو جائے گا جبکہ امت کا والی عباس کی اولاد میں سے ہے۔“

یہ سن کر مامون چپ رہ گیا اور شرمندہ ہو کر خاموش ہوا۔ پھر کہنے لگا مناسب ہے کہ احمد بن ابی نعیم کو سندھ جلاوطن کر دیا جائے۔

(۳۴۰) ابولہذیل کا ایک یہودی سے مناظرہ:۔

یعقوب الشحام کہتے ہیں کہ مجھ سے ابولہذیل نے بیان کیا کہ ایک یہودی بصرے میں آیا اور اس نے عام متکلمین کو بند کر دیا۔ میں نے اپنے چچا سے کہا میں اس یہودی سے مناظرہ کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ چچا نے کہا بیٹا! وہ متکلمین بصرہ کی ایک جماعت کو ہرا چکا ہے۔ میں نے کہا مجھے ضرور جانا ہے تو چچا نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم

اس یہودی کے پاس پہنچ گئے تو میں نے اس کو اس حال میں پایا کہ وہ ان لوگوں سے جو اس سے بحث کرتے ہیں اپنے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کراتا ہے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم اس نبی کے دین پر ہیں جس کی نبوت پر ہم (مسلمانوں) نے بھی اتفاق کیا (اور ہم نبوت محمدی ﷺ سے اتفاق نہیں کرتے) تو ہم اس دین کو کیوں مانیں جس کا نبی متفق علیہ نہیں ہے اور اس کا اقرار کیوں کریں۔ اب میں اس کے سامنے پہنچ گیا۔ میں نے کہا میں تجھ سے سوال کروں یا تو مجھ سے سوال کرے گا۔ اس نے کہا بیٹا کیا تو دیکھتا نہیں کہ میں نے تیرے مشائخ کو تو گفتگو میں بند رکھا ہے۔ میں نے کہا ان باتوں کو چھوڑ دو اور ان دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو۔ اس نے کہا میں سوال کرتا ہوں کہ کیا موسیٰ اللہ کے انبیاء میں سے ایک ایسے نبی نہیں ہیں جن کی نبوت صحیح اور ان کی دلیل نبوت سے ثابت ہے تو اس کا اقرار کرتا ہے یا انکار۔ اگر انکار کرتا ہے تو تو اپنے صاحب (یعنی نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے گا) میں نے اس سے کہا کہ جو سوال تو موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مجھ سے کر رہا ہے میرے نزدیک اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ میں اقرار کرتا ہوں اس موسیٰ کی نبوت کا جس نے ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے صحیح ہونے کی خبر دی اور ہم کو حکم دیا ان کے اتباع کا اور بشارت دی ان کی نبوت کی۔ اگر تو اس موسیٰ کے بارے میں مجھ سے سوال کر رہا ہے تو میں اس کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور اگر تو جس موسیٰ کے بارے میں سوال کر رہا ہے وہ ایسا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کرتا اور اس نے ان کے اتباع کا ہم کو حکم نہیں دیا اور نہ اس نے ان کی آمد کی بشارت دی تو میں ان کو نہیں پہچانتا اور نہ میں ان کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور وہ میرے نزدیک دو صورتیں ہیں۔ اگر وہی تو ریت مراد ہے جو اس موسیٰ پر نازل ہوئی جس نے ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا تھا تو یہ توریت حق ہے۔ اگر وہ توریت مراد ہے جس کا تو دعویٰ کر رہا ہے تو جھوٹی

ہے اور میں اس کی تصدیق نہیں کروں گا۔ پھر اس نے کہا میں تجھ سے علیحدگی میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو صرف تیرے درمیان ہوگی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی نیک بات ہے۔ میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے آہستہ آہستہ مجھے گالیاں دینا شروع کردیں کہ تیری ماں ایسی اور ایسی ہے اور جس نے تجھے تعلیم دی اس کی ماں ایسی ہے وہ گالیوں میں بجائے کنایہ کے عریاں الفاظ استعمال کر رہا تھا۔ دراصل وہ کوشش کر رہا تھا کہ میں اس پر حملہ کر بیٹھوں۔ پھر اس کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ مجھ پر حملہ کردیا گیا (اس لئے جارہا ہوں مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکا) پھر میں نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا اور میں نے کہا اللہ تم کو عزت دے کیا میں نے اس کو جواب نہیں دیا۔ سب نے کہا بے شک، پھر میں نے کہا اس نے جب مجھ سے سرگوشی کی تو مجھے ایسی گالیاں دیں جن پر حد واجب ہوتی ہے اور میرے استاد کو بھی ایسی ہی گالیاں دیں اور اس نے یہ خیال کیا تھا کہ میں (یہ مغلظات سن کر) اس پر حملہ کردوں گا۔ پھر اس کو یہ دعویٰ کرنے کا موقع مل جائے گا کہ ہم نے اس پر حملہ کیا ہے۔ اب تم پہچان چکے ہو کہ کس قماش کا شخص ہے۔ بس پھر تو عوام کے ہاتھوں سے اس پر جوتے پڑنا شروع ہوگئے اور وہ بصرے سے بھاگتا ہوا نکلا اور وہاں لوگوں کے ذمہ اس کا بہت سا قرض تھا اس کو بھی چھوڑ گیا کیونکہ اس طرح لاجواب ہونے کے بعد جو چیز اس کو پیش آئی وہ خطرناک ہے۔

(۳۴۱) بندروں کے جزیرہ کا حاکم:۔

ایک مرتبہ جماز متوکل باللہ کے یہاں پہنچا۔ متوکل نے کہا ہم تجھ سے صفائی طلب کرنا چاہتے ہیں (استبراء کے معنی فقہ کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ ایک یا دو حیضوں کو دیکھ کر رحم کی صفائی کا اطمینان کرلینا کہ حمل تو نہیں ہے) جماز نے جواب دیا کہ ایک حیض سے یا دو حیض سے۔ تو سب حاضرین ہنسنے لگے۔ پھر اس کو فتح (بن خاقان) نے کہا میں نے امیر المومنین سے تیرے بارے میں طے کرالیا ہے۔ وہ تجھے بندروں کے

جزیرہ کا حاکم بنانے پر تیار ہو گئے ہیں۔اس نے کہا فتح تو مفتوح ہو گئے اور چپ رہ گئے۔پھر متوکل نے حکم دیا کہ اس کو دس ہزار درہم انعام دیا جائے۔وہ اس نے لیا اور گر پڑا اور خوشی سے مر گیا۔یعنی شادی مرگ واقع ہو گئی۔

(۳۴۲)ولید بن زید کا ہشام بن عبدالملک کو مدلل جواب:۔

عتبی نے بیان کیا کہ ولید بن زید ہشام بن عبدالملک کے یہاں آیا اور ولید کے سر پر ایک منقش خوبصورت دستار تھی۔اس نے ہشام سے کہا یہ عمامہ کتنے میں خریدا۔ولید نے کہا ایک ہزار درہم میں۔ہشام نے کہا ایک عمامہ پر ایک ہزار درہم بہت ہیں۔ولید نے کہا اے امیر المومنین یہ رقم میں نے اپنے ایک ایسے عضو کے لئے خرچ کی ہے جو تمام جسم میں شریف تر ہے اور آپ نے ایک جاریہ یعنی کنیز خریدی ہے۔دس ہزار درہم میں خسیس تر عضو کے لئے۔

(۳۴۳)توحید کی قدر:۔

معن بن زائدہ دینداری کی کمی میں مشہور تھا۔اس نے ابن عیاش کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے اور یہ لکھا کہ میں یہ ایک ہزار دینار تمہارے پاس تم سے دین خرید نے کے لئے بھیجتا ہوں۔یہ مال قبضہ میں کرو اور دین کی سپردگی کی تحریر لکھ کر بھیج دو۔انہوں نے لکھا۔میں نے دیناروں پر قبضہ کرلیا اور اس پر اپنے دین کو بیع کر دیا بجز توحید کے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم کو اس کی قدر نہیں۔

(۳۴۴)امام کی تکبیر کو تلقی سے تعبیر کر کے نہی اس کو چسپاں کرنا:۔

یموت بن المزرع نے بیان کیا کہ میرے والد اور جماز ٹہلتے ہوئے جا رہے تھے شام کے وقت،اور میں ان دونوں کے پیچھے تھا۔ہمارا گذر ایک امام پر ہوا جو منتظر کھڑا تھا کہ کوئی ادھر سے گذرے تو اس کو ساتھ لے کر جماعت سے نماز پڑھ لے۔جب اس نے ہم کو دیکھا تو فوراً ہی نماز کے لئے تکبیر پڑھنا شروع کر دی تو اس سے جماز نے کہا کہ چھوڑ یہ کیا کرنے لگا۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تلقی جاب سے منع کیا ہے

(تلقی جاب سے مراد ہے اس قافلہ تجار سے ملنا جو اموال تجارت دوسرے شہروں سے لاتے تھے۔ صحیحین میں ہے کہ جب تاجروں کا قافلہ مدینہ سے باہر پڑاؤ کرتا تھا تو لوگ وہیں جا کر مول تول شروع کر دیتے تھے۔ یہ بات عوام کے لئے موجب تکلیف ہوتی تھی۔ اس لئے حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کوئی ان سے سودا کرنے کے لئے باہر جا کر نہ ملے۔ جماز نے اپنے کو قافلہ والوں کے مشابہ ظاہر کر کے امام کی تکبیر کو تلقی سے تعبیر کیا اور اس نہی کو یہاں چسپاں کر دیا۔)

(۳۴۵) تمام تر عار تو سوال کی ذلت میں ہے:۔

ابن الاعرابی اصمعی سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ کی ایک سڑک سے گذر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے کندھے پر ایک گھڑا رکھے ہوئے قید خانہ سے نکلا اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا:

واکرم نفسی اننی ان اھنتھا
وحقك لم تکرم علی احد بعدی

''اور میں اپنے نفس کی عزت کرتا ہوں کیونکہ اگر میں خود ہی اس کی توہین کرنے لگوں تو قسم ہے تیرے حق کی کہ نہیں قابل عزت ہوگا تو (اے میرے نفس) کسی پر میری توہین کے بعد۔''

میں نے کہا تو نفس کی تکریم ایسے (ذلیل) کام کے ساتھ کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اور میں بے پرواہ ہو گیا ہوں تجھ جیسے کمینوں سے کہ جب میں ان سے سوال کروں تو وہ یہ جواب دے دیں۔ ''اللہ تیری مدد کرے۔'' (اور بس) میں نے (اپنے دل سے) کہا تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے مجھے پہچان لیا تو میں تیزی سے آگے نکل گیا تو اس نے مجھے پکارا اے اصمعی! جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا:۔

لنقل الصخر من قلل الجبال
احب الی من منن الرجال

''پہاڑ کی چوٹیوں سے پتھر کی چٹانوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مجھے پسند ہے لوگوں کے احسانات کا بوجھ اٹھانے سے۔''

یقول الناس کسب فیہ عار
وکل العار فی ذل السؤال

''لوگ کہتے ہیں کہ مزدوری کرنے میں عار ہے، حالانکہ تمام تر عار تو سوال کی ذلت میں ہے۔''

(۳۴۶) ایک مخنث کا واقعہ:۔

ابوالطیب بن ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں بغداد میں چلا جا رہا تھا اور ایک مخنث بھی جا رہا تھا جس کا بدن خوبصورت تھا۔ اس کو ایک عورت نے دیکھا تو کہنے لگی کیا اچھا ہو کہ اس کی چربی میرے جسم پر آ جائے۔ یہ سن کر مخنث نے اس سے کہا مع سب گنہگاری کے سامان کے تو عورت اس کو سخت سست کہنے لگی۔ تو اس نے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو اچھی چیز کو تو لے جائے اور ردی چیز کو چھوڑ دے۔

(۳۴۷) حساب لگا اپنی مصیبت کا جو ایک بے حقیقت چیز کی وجہ سے تجھے پیش آئی ہے:۔

ایک شخص حمام میں داخل ہوا اس نے ایک مخنث کو دیکھا کہ اس کے سامنے خطمی رکھی ہوئی ہے اس شخص نے کہا کہ اس میں تھوڑی سی مجھے دے دے مخنث نے انکار کر دیا اس نے کہا ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام) آتی ہے ایک درہم میں (یعنی ایک بے حقیقت چیز ہے) مخنث نے کہا چار قفیز آتی ایک درہم میں۔ اس بھاؤ سے حساب لگا اپنی مصیبت کا جو تجھے ایک بے حقیقت چیز کی وجہ سے پیش آئی۔

(۳۴۸) ایک شخص کی مخنث کے جواب پر سخت شرمندگی:۔ جاحظ نے بیان کیا بصرہ

میں ایک مخنث کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا ان میں سے ایک شخص نے اس کو چھیڑنے کے ارادہ سے کہا۔میری بہن! کیسی رات گذری؟ مخنث نے کہا واللہ تیری بہن کی رات اس طرح گذری کہ اس کی...... پھٹی پڑی ہے لوگوں کے بہت رات گئے تک .... کرنے سے وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور لوگوں نے دونوں کا مذاق اڑایا۔

(۳۴۹)یہودی مناظر کا سکوت:۔

طراوبن محمد نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان سے مناظرہ کیا میرا خیال ہے کہ یہ کہا تھا کہ یہ مناظرہ مرتضیٰ باللہ کی مجلس میں ہوا تھا یہودی نے کہا میں اس قوم کے بارے کیا رائے قائم کروں جن کو خدا نے مدبرین (پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے) کہا وہ اس سے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کر رہا تھا جو یوم حنین میں پیش آیا تھا (جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔(لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ "ویوم حنین" اذا عجبتکم کثر تکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ○)مسلمان نے (صرف الزامی جواب کے طور پر) کہا "پھر جب کہ موسیٰ ان سے بھی زیادہ پیٹھ پھیرنے والے ہیں (تو اب ٹھیک رائے قائم ہو سکے گی۔) یہودی نے کہا یہ کیسے مسلمان نے کہا یہ ایسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ولی مدبراً ولم یعقب (موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا) اور ان اصحاب کی بارے میں لم یعقبوا نہیں فرمایا گیا۔یہودی بند ہو گیا (آنحضرت ﷺ کا اس موقع پر بنفس نفیس تلوار لے کر آگے بڑھ جانا اختلاف ثابت ہے اور پوری حیات طیبہ میں کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں آیا کہ آپ اعداء اللہ سے خوف ذدہ ہوئے ہوں۔راہ فرار اختیار کرنا تو دور کی بات ہے وہ صرف ایک الزامی جواب تھا جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔مترجم)

(۳۵۰)ایک اعرابی کے جواب سے نصر بن سیار کا غصہ:۔

(۳۵۵) مغلوب دشمن کا جواب:۔

ایک شخص لڑائی میں اپنے دشمن پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے دشمن سے کہا کہ اب بتا میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کروں اس نے کہا چھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان حلم ہی کو دیکھ کر تو مجھ پر آپ کو غالب کیا ہے۔

(۳۵۶) معاویہؓ اور غزوہ بدر:

ابو الاسود سے پوچھا گیا کیا معاویہؓ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کہا ہاں مگر اس طرف سے یعنی منجانب کفار قریش)

(۳۵۷) صوفی ابوالحسن بن یتیم رصافہ کا جواب خود اسی پر پلٹ پڑا:۔

صوفی ابوالحسن ابن یتیم رصافہ میں رہتے تھے اور شگفتہ مزاج ہنس مکھ شخص تھے اور ایک شخص میں کچھ ربودگی تھی جو ابو عبداللہ الکیا کے نام سے مشہور تھا اس سے چھیڑ چھاڑ رکھا کرتے تھے یہ ابن الیتیم کہتے ہیں کہ میں ان سے ایک دن ملا تو ان سے سلام علیک کی اور ان کو چلا کر کہا کہ میرے سامنے گواہی دے وہاں بہت سے لوگ ہمارے گرد جمع ہو گئے تھے الکیا نے کہا کیا گواہی دوں میں نے کہا یہ گواہی دے ان اللہ الہ واحد لا الہ الا ھو الخ یعنی یہ کہ اللہ ایک معبود ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور جنت حق ہے دوزخ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو زندہ کرے گا اس نے جواب دیا اے ابوالحسن میں تجھے بشارت دیتا ہوں اب تجھ سے جزیہ ساقط ہو گیا اور جیسے اور مسلمان ہمارے بھائی ہیں اب ایسا ہی تو بھی ہو گیا۔ تو سب لوگ ہنس پڑے اور وہ مذاق اسی پر پلٹ پڑا۔

(۳۵۸) ایک شخص کی نصیحت کا شرابی پر اثر:۔

میرے ایک دوست نے مجھ سے ایک شخص کا حال بیان کیا کہ وہ جمعہ کی رات میں شراب پیا کرتا تھا اس کو عوام میں سے ایک شخص نے روکا اور اس سے کہا کہ یہ بڑی

عظمت والی رات ہے (اس میں عبادت کے بجائے تو اس حرام فعل کا ارتکاب کرتا ہے) اس نے جواب دیا کہ ایسی جیسی رات میں قلم اٹھالیا جاتا ہے اس عامی شخص نے کہا "لیکن" (قلم کے بجائے ایسے سخت گناہ کو) دوات کے صوف سے لکھا جاتا ہے (تا کہ زیادہ سے زیادہ نمایاں رہے) اس شخص پر نصیحت کا بڑا اثر ہوا پھر اس کے بعد شراب کی طرف رخ نہیں کیا۔

(۳۵۹) اپنی پیدائش کو بھول جانا اور دوسرے کے لئے مثال بیان کرنا:۔

ایک بدشکل عورت ایک کریہہ المنظر عطار کے سامنے ٹھہر گئی جب عطار نے اس کو دیکھا تو کہا و اذا الوحوش حشرت (اور جب جنگلی جانور اکٹھے کئے جائیں گے) یہ سن کر عورت نے کہا وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه (اور ہمارے لئے تو مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔)

(۳۶۰) مزدور (لڑکے) کا مزاح:۔

ایک شخص نے ایک لڑکے سے مزدوری کی بات کی تا کہ اس سے خدمت لے اس سے پوچھا کہ تیری اجرت کیا ہے اس نے کہا اتنی خوراک جس سے پیٹ بھر جائے۔ یہ سن کر اس نے کہا کچھ رعایت کر دے لڑکے نے کہا میں پیر اور جمعرات کو روزہ رکھ لوں گا۔

(۳۶۱) امیر المؤمنین کا لا جواب ہونا:۔

امیر المؤمنین کے سامنے صالحین کی ایک جماعت نے ترکوں سے نقصان پہنچنے کی شکایت کی۔ امیر نے کہا تم لوگوں کا اعتقاد تو یہ ہے کہ سب اللہ کی قضا سے ہوتا ہے تو میں اللہ کی قضا کو کیسے رد کر سکوں گا ان میں سے ایک نے کہا صاحب قضا (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ہی یہ فرمایا ہے ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض (ترجمہ) اور اگر اللہ کا قانون یہ نہ ہوتا کہ وہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع کراتا رہتا ہے تو زمین فساد سے بھر جاتی) تو امیر المؤمنین لا جواب ہو گیا۔

باب ۲۱

ایسے عام لوگوں کا ذکر جو اپنی ذکاوت سے بڑے روٴسا پر غالب آ گئے

(۳۶۲) کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا:۔

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ زیادہ نے خارجیوں میں کے ایک شخص کو پکڑ لیا پھر وہ اس قید سے فرار ہو گیا تو اس نے اس کے بھائی کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ اپنے بھائی کو لا ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی۔ اس نے کہا اگر میں آپ کے اس امیر المؤمنین کا مکتوب لے آؤں تو کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟ اس نے کہاں ہاں اس نے کہا میں آپ کے پاس عزیز اور رحیم کا مکتوب لایا ہوں اور اس پر دو گواہ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ ام لم ینبا بما صحف موسیٰ O وابراھیم الذی وفی O الاتزر وازرۃ وزرا خری O (ترجمہ: کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور نیز ابراہیم کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا) زیاد نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ ایسا شخص ہے جو قوی دلیل پیش کر رہا ہے۔

(۳۶۳) ایک مرد اور ایک عورت کا جاحظ کو خاموش کرنا:۔

یموت بن المزرع نے ذکر کیا کہ ہم سے جاحظ نے بیان کیا کہ مجھ پر کبھی کوئی غالب نہیں ہو سکا بجز ایک مرد اور ایک عورت کے۔ مرد کا معاملہ اس طرح ہوا کہ میں ایک راستہ سے گذر رہا تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بونا تھا بڑے پیٹ والا بڑی کھوپڑی والا لمبی داڑھی لنگی باندھے ہوئے اور اس کے ہاتھ میں ایک کنگھا تھا جس کے ذریعہ سے مانگ سے پانی نچوڑ رہا تھا اور اس پر کنگھی کرتا جا رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا (پوری دلچسپی کا سامان ہے) بونا آدمی پیٹو لمبی داڑھی۔ تو میں نے اس کو

تو) تو آپ مجھ سے زیادہ منحوس (ٹھہرتے) ہیں کیونکہ آپ اپنے محل سے باہر آئے اور میں آپ کے سامنے آیا تو آپ کو (کسی شر کا سامنا نہیں ہوا بلکہ) خیر ہی رہی اور میں اپنے گھر سے نکلا تو آپ میرے سامنے آئے تو آپ نے مجھ قید میں ڈال دیا (اور آپ کا دیکھا میرے لئے شر بن گیا) اس کے بعد بادشاہ شگون کو کسی شمار میں نہیں سمجھتا تھا۔

(۳۶۵) بدتح اور ولید بن عبدالملک کا تمناؤں میں مقابلہ:۔

اصمعی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ (تفریحا) ولید بن عبدالملک نے بدتح سے کہا آؤ تمناؤں میں مقابلہ کریں (ہم دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی تمنا بیان کرے) اس میں واللہ میں تجھ پر غالب رہوں گا۔ بدتح نے کہا آپ مجھ پر ہرگز غالب نہ آسکیں گے۔ ولید نے کہا میں غالب ہو کر رہوں گا اس نے کہا دیکھا جائے گا۔ ولید نے کہا تو جس تمنا کا اظہار کرے گا میں اس سے دوگنی کا اظہار کروں گا تو اپنی تمنا کو سامنے لا۔ بدتح نے کہا بہت اچھا تو میری تمنا یہ ہے کہ مجھے ستر قسم کا عذاب دیا جائے اور مجھ پر اللہ ہزاروں لعنت بھیجے۔ ولید نے کہا کمبخت تیرا برا ہو بس تو ہی غالب رہا۔

(۳۶۶) سعید بن العاص کے آزاد کردہ غلام کی ذہانت:۔

سعید بن العاص کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) بیمار ہو گیا اور اس کی کوئی خدمت کرنے والا اور خبر گیری کرنے والا موجود نہ تھا اس نے سعید کو بلا کر کہا کہ میرا کوئی وراث آپ کے سوا نہیں ہے اور یہاں تیس ہزار درہم مدفون ہیں جب میں مر جاؤں تو ان کو تم نکال لینا۔ سعید نے اس کے پاس سے باہر نکل کر کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے مولیٰ کے ساتھ برا معاملہ کیا اور اس کی خبر گیری میں بہت کوتاہی کی۔ اب اس کی خوب اچھی طرح خبر گیری کی اور مستقلاً ایک شخص کو اس کی خدمت پر متعین کر دیا۔ پھر جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر تین سو درہم کا کفن ڈالا اور اس کے جنازے کے ساتھ موجود بھی رہے جب فارغ ہو کر گھر لوٹ کر آئے تو سارا گھر کھود ڈالا مگر وہاں

کچھ بھی نہ ملا (کیونکہ یہ تو مرنے والے نے اپنی خدمت کرنے کی ترکیب کی تھی) اور جس سے کفن خریدا تھا وہ کفن کی قیمت مانگنے آیا تو اس نے (جھنجھلاہٹ میں) کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی قبر کھود کر اس کا کفن کھینچ لاؤں۔

(۳۶۷) حجاج بن یوسف کا قسم کھانا:

حجاج کے سامنے ایک شخص قتل کے لئے پیش کیا گیا اس وقت اس کے ہاتھ میں لقمہ تھا کہنے لگا خدا کی قسم میں اس لقمہ کو نہیں کھاؤں گا جب تک تجھ کو قتل نہ کروں اس نے کہا ''یا اس سے بہتر صورت اختیار کر لیجئے یعنی یہ کہ لقمہ مجھے کھلا دیجئے اور قتل نہ کیجئے آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے گی اور مجھ پر احسان بھی ہو جائے گا تو بولا کہ میرے نزدیک آ (جب وہ قریب آ گیا) تو اس کو وہ لقمہ دیا۔ اور چھوڑ دیا۔

(۳۶۸) تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے وہی ہوتا ہے:۔

اور حجاج کے سامنے ایک خارجی کو لایا گیا تو اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اس نے درخواست کی کہ ایک دن کی مہلت دے دی جائے حجاج نے پوچھا کہ تو نے اس سے کیا فائدہ سوچا ہے اس نے کہا کہ باوجود اس بات کے کہ امر مقدر کا اجراء بھی ہو چکا ہے پھر بھی میں امیر سے عفو کی امید رکھتا ہوں یہ سن کر اس کی گفتگو کو بہت اچھا سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا۔

(۳۶۹) اگر میں کتا ہوں تو آپ کتوں کے امیر اور افسر ہیں

(ایک سپاہی کا جواب):۔ ہم کو عمرو بن العاصؓ کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کا وظیفہ جو کچھ ان کو دیا جاتا تھا بند کر دیا تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے امیر آپ ایک پتھروں کا لشکر بنا لیجئے جو نہ کھائے اور نہ پئے اس سے عمرو نے کہا دور ہو کتے! اس نے کہا کہ میں آپ ہی کے لشکر کا ایک شخص ہوں اگر میں کتا ہوں تو آپ کتوں کے امیر اور کتوں کے افسر ہیں

(۳۷۰) جلولا کا کنواں:۔

متوکل نے ایک دن اپنے مصاحبین سے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ مسلمان عثمان سے کیوں برافروختہ ہوگئے تھے انہوں نے کہا نہیں۔اس نے کہا چند چیزیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے بعد جب ابو بکر خلیفہ ہوئے تو) ابو بکرؓ (ممبر شریف پر) حضور ﷺ کے مقام سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے لیکن عثمان (جب خلیفہ ہوئے تو) ممبر کی چوٹی پر چڑھ گئے عباد نے کہا اے امیر المومنین آپ پر عثمان کے احسان سے بڑا کسی کا احسان نہیں متوکل نے کہا وہ کس طرح عباد نے کہا اس طرح کہ وہ ممبر کے اوپر چڑھ گئے اگر وہ بھی وہی کرتے (کہ عمر سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوتے) اور ہر بعد میں ہونے والا خلیفہ پہلے سے ایک سیڑھی نیچے اترتا رہتا تو پھر آپ کو جلولا کے کنوئیں میں اتر کر ہم کو خطبہ دینا پڑتا اس سے متوکل اور سب حاضرین ہنسنے لگے (جلولا ایک مقام کا نام ہے۔جہاں ایک گہرا کنواں مشہور تھا۔)

(۳۷۱) جیسا میں ویسے ہی آپ (مولی القوم منھم):۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا او بد کردار غلام نے جواب دیا مولی القوم منھم یعنی کسی قوم کا غلام اس قوم کا فرد سمجھا جائے۔(مطلب یہ کہ جیسا میں ویسے ہی آپ۔)

(۳۷۲) خارجی کا منصور کو گالی دینے کی وجہ سے شرمندہ کرنا:۔

ربیع نے بیان کیا کہ میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا جب کہ ایک خارجی پیش کیا گیا جو منصور کی فوجوں کو شکست دے چکا تھا۔اس کو سامنے کھڑا کیا گیا تا کہ اس کی گردن ماری جائے۔منصور نے اس سے کہا او رحرام کار عورت کے بیٹے تجھ جیسا (کمینہ) لشکروں کو ہزیمت دے رہا تھا۔منصور سے خارجی نے کہا تجھ پر افسوس ہے خدا تیرا برا کرے کل میرے اور تیرے درمیان قتل اور سیف کا مقابلہ تھا اور آج (تو) تہمت لگانے (اس کی ماں کو حرام کار کہا تھا یہ اس کی طرف اشارہ ہے) اور گالیاں

دینے کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور اب تو کیسے مطمئن ہو چکا ہے۔ کہ میں تیری گالیوں کو تجھ پر نہ لوٹا سکوں گا جب کہ میں اپنی زندگی سے مایوس بھی ہو چکا ہوں تو تجھ کو گالیوں کی حد پر کبھی نہ آنا چاہیے اس کی گفتگو سے منصور شرمندہ ہو گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

(۳۷۳) صاحب بن عبادہ کا مقولہ:۔

صاحب بن عباد کا مقولہ ہے کہ مجھے کوئی شرمندہ نہیں کر سکا بجز تین آدمیوں کے۔ ایک ان میں سے ابوالحسین بہدینی ہے وہ میرے چند ہم نشینوں کے ساتھ (شریک طعام) تھا میں نے اس کو زیادہ کشمش کھاتے ہوئے دیکھ کر کہا یہ زیادہ مت کھاؤ کیونکہ یہ معدہ کو خراب کر دیتی ہے اس نے کہا وہ شخص میرے لئے تعجب خیز ہے جو اپنے دستر خوان پر لوگوں کا علاج کر رہا ہے (اور پرہیز کرا رہا ہے) دوسرے شخص کا یہ قصہ ہے کہ میں ایک مرتبہ شاہی محل سے آ رہا تھا اور خاص معاملہ پیش آ جانے کی وجہ سے بہت مکدر تھا اس وقت اس نے مجھ سے مل کر پوچھا کہ کس طرف سے آ رہے ہو میں نے کہا خدا کی لعنت کی طرف سے اس نے کہا اللہ آپ کی اس جدید حالت کو بدل دے اس شخص نے بدتمیزی کے مقابلہ پر احسن جواب دیا اور ایک لڑکا جو اچھی شوخ طبیعت رکھتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا اچھا ہوتا کہ تو میرے تحت ہوتا اس نے فوراً کہا دوسرے تین آدمیوں کے ساتھ اس نے میرا جنازہ اٹھنے کا وقت مراد لیا۔ اس نے مجھے شرمندہ کر دیا۔

(۳۷۴) نفس کی توہین کرنا:۔

ایک شخص نے کہا گذشتہ رات میں بہت پی گیا تھا۔ اس لئے بار بار اٹھ کر پانی بہانے (یعنی پیشاب) کی ضرورت ہوتی رہی میں گویا ایک بیل بن رہا تھا اس پر اس سے ایک عام شخص نے کہا اے ہمارے آقا اپنے نفس کی توہین کیوں کر رہے ہو۔

باب ۲۲

متوسط اور عام طبقہ کے اہل ذکاوت کے اقوال و افعال

(۳۷۵) ہارون الرشید کا یحییٰ مروزی کے ادب سے خاموش ہونا:۔

یحییٰ مروزی سے منقول ہے کہ میں ایک دن ہارون رشید کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو انہوں نے خادم کی طرف متوجہ ہو کر اس سے فارسی میں گفتگو کی میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ اس سے کوئی راز کی بات کہنا چاہیں تو (یہ خیال رکھیں کہ) میں فارسی سمجھتا ہوں۔ میرے اس اظہار کی ہارون نے بہت تعریف کی اور کہا کہ ہم کوئی راز آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔

(۳۷۶) ایک نابینا کی ذہانت:۔

ابو عمر نابینا اپنے دوستوں میں سے ایک شخص کی عیادت کے لئے گئے۔ باندی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اوپر چڑھا کر لے گئی۔ جب انہوں نے اترنا چاہا تو اس نے پھر آ کر ان کا ہاتھ پکڑا تا کہ نیچے لے چلے مگر انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے آقا کے پاس واپس لے چل۔ وہ لے کر آئی تو انہوں نے کہا یہ تمہاری کنیز جب میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر آئی تھی اس وقت کنواری تھی۔ پھر اب اس وقت جب کہ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو کنواری نہیں رہی اس شخص نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہو گیا کہ اس شخص کے بیٹے نے اس کو لٹایا تھا۔

(۳۷۷) ایک منہ پھٹ آدمی کا امام کو لقمہ:۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مالک بن انس نے ذکر کیا کہ ایک منہ پھٹ آدمی نے ایک شخص کے پیچھے نماز شروع کی جب امام نے قرأت شروع کی تو اس کا حافظہ باطل ہو گیا۔ وہ نہیں سمجھ سکا کہ کیا کہے اب اس نے کہنا شروع کیا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور اسی کو بار بار کہنا شروع کیا اس منہ پھٹ نے پیچھے کھڑے ہوئے کہا

شیطان کا اس میں کوئی گناہ نہیں تیرا اپنا قصور ہے کہ تو قرأت پر قادر نہیں۔

(۳۷۸) بھوک کی غلبہ ہو تو کوئی سی چیز پسند نہیں آتی:۔

محمد بن عبدالرحمٰن نے ذکر کیا کہ ایک گویئے نے ایک مرتبہ اپنے گھر اپنے بھائی کو بلایا پھر اس کو عصر تک بٹھائے رکھا اور کھانے کو کچھ نہیں دیا اب اس پر بھوک کا غلبہ ہوا شدت میں جنون کی حد تک پہنچ گیا۔ اب صاحب خانہ نے عود سنبھالا اور اس سے کہا تمہیں میری جان کی قسم کون سی لے تمہیں پسند ہے جو میں سناؤں اس نے کہا مجھے تو بس ہنڈیا بھننے کی آواز پسند ہے۔

(۳۷۹) دعا کے ساتھ دوا بھی ضروری ہے:۔

جماز نے ذکر کیا کہ میں نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا تھا جس کی آنکھ دکھتی تھی کہ تم کس چیز سے اپنی آنکھوں کا علاج کر رہے ہو۔ اس نے کہا قرآن سے اور والدہ کی دعاء سے اس نے کہا ان دونوں کے ساتھ تھوڑا انزروت بھی شامل کرلو۔

(۳۸۰) بسا اوقات مصیبت کے وقت چھوٹے آدمی سے اس قدر نفع پہنچتا ہے جو بڑے سے نہیں پہنچتا:۔

ابوالحسن سے مروی ہے کہ حامد بن العباس اکثر کہا کرتے تھے کہ بسا اوقات مصیبت کے وقت چھوٹے آدمی سے اس قدر نفع پہنچ جاتا ہے جو بڑے سے نہیں پہنچتا اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اسمٰعیل بن بلبل نے جب مجھ کو قید کیا تو میری نگرانی اپنے دربان کے ہاتھ میں دے دی، جو اس کی خدمت کرتا تھا وہ ایک مرد آزاد تھا، میں نے بھی اس کے ساتھ نیک برتاؤ اور بھلائی کی ہے۔ وہ دربان اسمٰعیل کی مجلس خاص میں چلا جاتا تھا اور اس پر کوئی روک نہیں تھی کیونکہ وہ دیرینہ خادم تھا۔ وہ ایک رات میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ وزیر نے ابن الفرات کو لکھا ہے کہ حامد سے سرکاری مالیہ کا بقیہ آپ کے سوا اور کسی سے وصول نہ ہو سکے گا اور اس سے مطالبہ میں جدوجہد ضروری ہے اور کل وزیر تمہیں اپنی بارگاہ میں طلب کرے گا اور تم پر سختی کرے گا۔

مجھے اس کا بڑا فکر ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تمہارے خیال میں کوئی تدبیر ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا کہ جن لوگوں سے تمہارے معاملات رہتے ہیں ان میں سے جس کے بخل سے اچھی طرح تمہیں واقفیت بھی ہو اس کے نام تم ایک رقعہ طلب کرو اور رقعہ میں بھی لکھ دو کہ وہ اس کی پشت پر جواب تحریر کر دے تا کہ وہی تمہارے پاس واپس آ جائے اور اس کو تم پیش کر سکو وہ اپنے بخل کی وجہ سے اس پر کوئی عذر لکھ کر واپس کر دے گا تو اس رقعہ کو تم محفوظ رکھنا۔ جب وزیر تم سے مطالبہ کرے تو تم اس رقعہ کو پیش کرتے ہوئے کہنا کہ میرا حال اس درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ جب تم اس کو فوراً ہی بلا تاخیر پیش کر دو گے تو امید ہے کہ تمہارے لئے مفید ہو گا تو میں نے اس کی رائے پر عمل کیا اور وہی پرچہ لے کر گیا اور جواب لے آیا۔ جیسا کہ ہم نے خیال کیا تھا۔ جب اگلا دن آیا تو وزیر نے مجھے قید خانہ سے نکال کر مطالبہ کیا تو میں نے وہی رقعہ پیش کر دیا۔ اس نے اس کو پڑھا اور نرم ہو گیا اور شرمندہ ہوا اور یہی سبب ہو گیا میرے لئے آسانی اور مصیبت کے دفعیہ کا۔

(۳۸۱) زیتون کا تیل بیماری سے عافیت کا سبب بنا:۔

عیسیٰ بن محمد طوماری کہتے ہیں کہ ابو عمر بن یوسف القاضی نے بیان کیا کہ میرے والد مرض شہوار میں مبتلا تھے۔ وہ ایک رات جاگے اور مجھے اور میری بہن کو بلایا اور ہم سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا یہ کہتا ہے کہ لا کھا اور لا پی تجھے صحت ہو جائے گی، ہم اس کا مطلب نہیں سمجھ سکے اور محلّہ باب شام میں ایک شخص رہتے تھے جو ابو علی خیاط کے نام سے مشہور تھے وہ خوابوں کی تعبیر خوب دیتے تھے۔ ہم ان کے پاس گئے اور خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کی تعبیر نہیں سمجھا، لیکن میں ہر شب نصف قرآن کی تلاوت کیا کرتا ہوں تو اب تم مجھے موقع دو کہ میں اپنے معمول سے فارغ ہو جاؤں اور اس پر غور کروں جب صبح ہوئی تو وہ ہمارے پاس آ کر کہنے لگے کہ جب میں اس آیت پر پہنچا لا شرقیۃ ولا غربیۃ تو میری نظر

لا پر پہنچی کہ یہ اس میں مکرر آ رہا ہے تو ان کو زیتون کا تیل پلاؤ بھی اور کھلاؤ بھی۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ یہی اس بیماری سے عافیت کا سبب بن گیا۔

(۳۸۲) مردوں کی شمار برتن میں:۔

اصمعی نے بیان کیا کہ میں نے طاعون کے زمانہ میں ایک شخص کو قصر ''اوس'' پر بیٹھے ہوئے دیکھا جو مردوں کا شمار ایک برتن میں (فی مردہ ایک دانہ کنکر ڈال کر) کرتا رہتا تھا۔ پہلے دن کے اموات کی شمار ایک لاکھ بیس تھی۔ اور دوسرے دن کی شمار ایک لاکھ پچاس ہوئی تھی۔ (تیسرے دن) کچھ لوگ ایک میت کو دیکھ کر ادھر سے گذرے اور وہ حسب معمول شمار کر رہا تھا۔ جب وہ واپس آئے تو برتن کے پاس اب اس کے سوا دوسرے کو بیٹھا دیکھا تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ کہاں تھا تو ان کو جواب ملا کہ وہ بھی برتن میں چلا گیا۔

(۳۸۳) مسکین اندھے پر رحم کر (ایک ادبی لطیفہ):۔

جعفر برنی کہتے ہیں کہ میں پل پر ایک سائل کے پاس سے گزرا جو یہ کہہ رہا تھا مسکیناً ضریراً (ترجمہ، ایک مسکین اندھے پر) میں نے اس کو ایک ٹکڑا دیا اور کہا اے شخص تو نے نصب کیوں دیا (یعنی مسکین اور ضریر پر) اس نے کہا میں آپ کے قربان ارحمو امخدوف ہے (یعنی مسکین اندھے پر رحم کر۔)

(۳۸۴) ایک مخنث کی حیرت انگیز فطانت اور تیزی طبع:۔

ابوعثمان الخالدی کا بیان ہے کہ میں نے سیف الدولہ ابوالحسن ابن حمدان کی مدح میں ایک قیصدہ تیار کیا اور میں نے ایسی جماعت کے سامنے اس کو پیش کیا جس کے ایسے امور میں دخل کا مجھے اندازہ تھا کہ ایک مخنث آ گیا اور میں اس کو پڑھ رہا تھا۔ جب میں اپنے شعر پر پہنچا:۔

وانکرت شیبة فی الراس واحدة
فعاد یسخطها ما کان یرضیها

اور اس (محبوبہ) نے سر میں ایک بال کی سفیدی کو اوپرا سمجھا اب وہی سیاہ بال جو اس کو پسند آتا تھا اس کو ناراض کرنے لگا تو اس نے کہا یہ غلط ہے۔ میں نے کہا کیا غلطی ہے؟ تو کہنے لگا امیر کے حق میں تم فی الراس واحدة کہتے ہیں (تقطیع میں یہ مستقل حیثیت میں پڑھا جائے گا وانکرت شیبتہ سے الگ ہو کر پھر "واحدةً" میں مدح کے بجائے ذم کا پہلو نکلتا ہے) یہ کیوں نہیں کہتی طالعةً یا لائحة مجھے اس کی فطانت اور تیزی طبع سے حیرت ہوگئی۔

(۳۸۵) حقیقتاً قابل فخر چیز:۔

سعید بن یحیٰی اموی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ قریش کے نوجوان تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے تو ان میں سے ایک نوجوان نے جو ابوبکر اور طلحہ کی اولاد میں سے تھا تیر چلایا جو ٹھیک نشانہ پر بیٹھا تو اس نے (فخریہ) کہا میں ابن القرینین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مصاحب خاص کا بیٹا ہوں۔ پھر دوسرے نے تیر چلایا جو حضرت عثمانؓ کی اولاد میں سے تھا وہ بھی نشانہ پر لگا تو اس نے (فخریہ) کہا میں شہید کا بیٹا ہوں۔ پھر ایک شخص نے جو آزاد کردہ غلاموں میں تھا تیر چلایا تو وہ بھی نشانہ پر ٹھیک لگا تو اس نے کہا میں اس کا بیٹا ہوں جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو اس نے کہا، آدم۔

(۳۸۶) دنیا کی ہر چیز ہی بدل گئی (ایک مخنث کی ظرافت):۔

مبرد نے بیان کیا کہ ابی ہذیل کے شاگردوں میں سے ایک بصرے کا رہنے والا بغداد آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں دو مخنثوں سے ملا، میں نے ان سے کہا کہ میں قیام کے لئے کوئی جگہ چاہتا ہوں اور یہ شخص بہت بدصورت تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا واللہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا بصرے سے۔ یہ سن کر دوسرے مخنث کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا الہ الا اللہ اے بہن دنیا کی ہر چیز ہی بدل گئی یہاں تک کہ یہ بات بھی کہ پہلے یمن سے بندر آیا کرتے تھے اب یہ ہو گیا کہ بصرے سے آنے

لگے۔

(۳۸۷)ابوالحارث کا قصہ:۔

ہم کو ابوالحارث کا قصہ معلوم ہوا کہ وہ ایک کنیز پر فریفتہ تھا اور اس کے تصور میں بے تاب، اس نے اپنی بے چینی کی شکایت محمد بن منصور سے کی۔ انہوں نے حارث کے لئے اس کنیز کو خرید کر حارث کے پاس بھیج دیا۔ اب یہ پیش آیا کہ حارث کے پاس جو چیز تھی اس نے کچھ کام نہ دیا (یہ اشارہ عضو مخصوص کی طرف ہے) وہ صبح کو محمد ابن منصور سے ملا۔ اس نے دریافت کیا کہ آج کی رات کیسی رہی۔ حارث نے کہا بدترین رات تھی۔ جو چیز میرے پاس تھی وہ قریش کے (خاندان) بنی امیہ جیسی ہوگئی (یعنی ضدی دوسرے کی بات نہ ماننے والا ان کی طرح اس نے بھی کسی صورت سے میری خواہش کا ساتھ نہ دیا) محمد بن منصور نے کہا یہ کیسے ہوا۔ حارث نے کہا یہ ایسا ہو گیا جیسا اخطل (۱) نے کہا ہے:۔

شمس العداوة حتی نستقا دلهم
واعظم الناس احلاماً اذا قدروا

بڑے مرتبہ کے لوگ عدوات کے آفتاب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی اطاعت کر لی جائے اور سب سے زیادہ صاحب عظمت لوگ برباد ہو جاتے ہیں جب دشمن پر قابو یافہ ہو جائیں۔

(مطلب یہ کہ بعد قابو یافتہ ہونے کے میرا عضو بھی ایسا ہی حلیم بن گیا تھا) یہ سن کر محمد بن منصور ہنستا رہا اور فضل اور جعفر کے پاس پہنچا اور ان کو سنایا اور اس بات پر تمام دن یہ سب صاحبان ہنستے رہے۔

(۳۸۸)ہشام کے اصحاب کا مشاہرہ مقرر نہ ملنے کی شکایت:۔

ہشام کے اصحاب نے اسلم بن احنف سے مشاہرہ مقررہ نہ ملنے کی شکایت کی تو اسلم ہشام کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے امیر المومنین اگر کوئی پکارنے والا "اے

دوست تھے جو ظریف الطبع اور ادیب تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ وہ ہم کو اپنے مکان پر مدعو کریں گے۔ جب وہ ہماری طرف سے گزرتے تھے تو ہم ان سے کہا کرتے متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین (وہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو) وہ خاموش ہو رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جس سامان کی فراہمی کا انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ فراہم کر لیا تو وہ پھر ہماری طرف سے گزرے اور ہم نے ان کے سامنے پھر اسی قول کا اعادہ کیا تو انہوں نے کہا انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون (جس چیز کو تم جھٹلاتے رہتے تھے اس کی طرف چلو)

(۳۹۲) ابولعجب کی شعبدہ بازی:۔

ہلال بن محسن نے بیان کیا کہ ابوالعجب نامی ایک شخص تھا کہ شعبدہ بازی میں اس جیسا کوئی دیکھنے میں نہیں آیا۔ وہ ایک دن خلیفہ مقتدر باللہ کے قصر میں پہنچا اس نے خلیفہ کے خواص میں سے ایک خادم کو دیکھا کہ وہ اس لئے رو رہا تھا کہ اس کی بلبل مر گئی تھی خادم نے ابوالعجب کو دیکھ کر کہا کہ استاد! میری بلبل زندہ کرنا ہوگی۔ ابوالعجب نے کہا جو تم چاہتے ہو ہو جائے گا۔ تو اس نے مری ہوئی بلبل لے کر اس کا سر کاٹ کر اپنی آستین میں ڈال دیا اور اپنا سر (گریبان میں) داخل کر کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد اس نے زندہ بلبل نکال کر دے دی تو تمام قصر حیرت زدہ ہو گیا اور سب حاضرین متعجب ہو گئے۔ پھر اس کو علی بن عیسیٰ نے بلایا اور کہا واللہ اگر تو مجھے سچائی کے ساتھ اس معاملہ کی حقیقت نہ بتائے گا تو میں تیری گردن ماردوں گا۔ اس نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میں نے خادم کو بلبل پر روتے ہوئے دیکھ لیا تھا تو مجھے یہ امید ہوگئی کہ میں اس سے کچھ وصول کر سکوں گا۔ اس لئے میں فوراً بازار پہنچا اور میں نے ایک بلبل خرید کر اس کو اپنی آستین میں چھپا لیا اور لوٹ کر خادم کی طرف آیا۔ پھر جو کچھ بات ہوئی وہ ہوئی اور میں نے مردہ بلبل لے کر اس کے سر کو اپنی آستین میں ڈال لیا اور پھر (اسی طرح پر کہ کوئی نہ دیکھ سکا) اس کو منہ میں رکھ لیا تھا اور زندہ بلبل کو باہر

نکال لیا تو کسی کو اس میں شک نہیں ہوا کہ یہ وہی بلبل ہے اور یہ ہے اس مری ہوئی کا سر۔

(۳۹۳) ہارون کے سامنے ایک مجرم کی ذہانت اور معافی کا واقعہ:۔

ایک مجرم کو ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہارون نے کہا اے شخص تو وہی ہے جس نے ایسا اور ایسا کیا؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں اے امیر المومنین جس نے اپنی جان پر ظلم اور حضور کے عفو پر بھروسہ کیا۔ ہارون نے اس کو معاف کر دیا۔

(۳۹۴) دو ادیب دوستوں کا مکالمہ:۔

ایک ادیب نے اپنے دوست سے کہا واللہ آپ تو دنیا کا ایک باغ ہیں۔ یہ سن کر دوسرے شخص نے کہا۔ اور آپ وہ نہر ہیں جس سے اس باغ کو پانی ملتا ہے۔

(۳۹۵) مامون اور اہل کوفہ:۔

اہل کوفہ مامون الرشید کے پاس اپنے عامل کے ظلم کی شکایت لے کر آئے۔ مامون نے کہا میرے خیال میں تو اس سے زیادہ عادل کوئی نہیں۔ اس قوم میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین پھر تو آپ کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ آپ تمام شہروں کو اس کے عدل میں حصہ دار بنا دیں تا کہ حضور کی الطاف و کرم کی نظر تمام رعایا پر مساوی ہو جائے لیکن ہم کو ان کے عدل سے تین سال سے زیادہ نہ نوازا جائے۔ یہ سن کر مامون ہنس پڑا اور اس کو بدل دینے کا حکم دے دیا۔

(۳۹۶) ایک ظریف الطبع کا طفیلی کا شکریہ ادا کرنا:۔

ایک ظریف شخص نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ ان کے ساتھ ایک طفیلی بھی آ گئے۔ اس شخص نے بھانپ لیا اور مدعوین کو یہ جتانے کے لئے کہ وہ پہچان گیا ہے اس طرح خطاب کیا کہ میں نہیں سمجھا سکا کہ میں کس کا شکریہ ادا کروں آپ صاحبان کا کہ میں نے آپ کو بلایا اور آپ تشریف لے آئے یا ان صاحب کا جنہوں نے بغیر بلائے ہی آنے کی تکلیف برداشت کر لی۔

(۳۹۷) یموت بن المزرع اور سھل بن صدقہ کا آپس میں ہنسی مذاق:۔

یموت بن المزرع نے بیان کیا کہ وہ مجھ سے ایک دن سہل بن صدقہ نے کہا کہ اللہ تیرے نام کو تیرے منہ پر مارے (یعنی موت کو) میں نے فوراً جواب دیا تجھے خدا تیرے باپ کے نام کا محتاج بنا دے (یعنی صدقہ کا) ہمارا آپس میں ہنسی مذاق ہوا کرتا تھا۔

(۳۹۸) ایک دانشمند شخص کا جواب:۔

ایک دانش مند کا گذر ایک شخص پر ہوا جو راستہ میں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیوں کھڑے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک انسان کا انتظار ہے۔ دانشمند نے کہا پھر تو تمہارا قیام بہت لمبا ہوگا۔

(۳۹۹) غیر مہذب بدزبان شخص راحت حاصل نہیں کرسکتا:۔

ایک غیر مہذب بدزبان شخص ایک حجام کی طرف آیا اور اس سے کہا او حرام زادے آ کر میرے مونچھیں ٹھیک کرے۔ حجام نے کہا اگر لوگوں سے آپ کو ایسا ہی خطاب رہا تو ایسے تھوڑے ہی ہوں گے جن سے تم راحت پاسکو گے۔

(۴۰۰) درزی کی ظرافت:۔

ایک درزی ایک ترک کے یہاں پہنچا تا کہ اس کے لیے قبا کاٹے، وہاں پہنچ کر اس نے کاٹنا شروع کردیا اور ترک دیکھ رہا تھا۔ اس کی وجہ سے درزی کو کچھ کپڑا چرانے کا موقع نہیں مل رہا تھا تو درزی نے زور سے ایک گوز مارا۔ اس کو سن کر ترک ہنستے ہنستے لوٹ گیا اس دوران میں درزی کو جتنا کپڑا اڑانا تھا اڑالیا۔ پھر ترک نے سیدھا بیٹھ کر کہا کہ درزی ایک دفعہ پھر۔ تو درزی نے کہا اب جائز نہیں ہے قبا تنگ ہوجائے گی۔

(۴۰۱) ایک شخص کا بکری فروخت کرنے کا انداز:۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا، یہ بکری کتنے میں خریدی ہے؟ اس نے جواب دیا

میں نے چھ میں خریدی اور یہ سات سے (یعنی سات درہم قیمت والی بکری سے) بہتر ہے اور مجھے اس کے آٹھ مل رہے تھے اگر تمہیں ضرورت ہو تو میں خریدنے کی تو دس گن دو۔

(۴۰۲)ایک نابینا کا اپنی بیوی کو جواب:۔

ایک اندھے نے ایک عورت سے نکاح کیا۔عورت نے کہا کاش تم میرا حسن اور میرا گورا رنگ دیکھ سکتا تو تعجب کرتا۔اندھے نے کہا اگر تو ایسی ہی ہوتی جیسا کہ تو کہہ رہی ہے تو تجھے سوانکھے میرے لئے کیوں چھوڑ دیتے۔

(۴۰۳)سائل کے بہترین جواب پر مالدار نے اس کی ضرورت پوری کردی:۔

ایک سائل نے ایک مالدار سے کہا کہ آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیجئے۔اس نے کہا مجھے تو کوئی وعدہ یاد نہیں۔سائل نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔آپ کو اس لئے یاد نہیں رہا کہ آپ مجھ جیسے جن لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں ان کی تعداد کثیر ہے اور میں اس لئے نہیں بھول سکتا کہ میں آپ جیسے جن لوگوں سے سوال کرتا ہوں ان کی قلیل تعداد ہے۔اس نے کہا ٹھیک کہتے ہو، اور اس کی ضرورت پوری کر دی۔

(۴۰۴)جذبہ اخلاص کا غالب ہونا (ایک ظرافت):۔

ایک شخص ایک گھر میں اجرت پر کام کر رہا تھا اور چھت کی کڑیاں بہت جھکی ہوئی تھیں۔جب مالک مکان آیا اور اس نے اجرت کا مطالبہ کیا تو مالک نے کہا کہ ان کڑیوں کو ٹھیک کرو یہ جھکی ہوئی ہیں۔تو اس کاریگر نے جواب دیا کہ اس میں آپ کے لئے کوئی اندیشہ کی بات نہیں (یہ ٹھیک ہیں۔جھکی ہوئی اس لئے ہیں کہ رکوع کی طرح جھک کر) یہ اللہ کی تسبیح پڑھ رہی ہیں۔مالک مکان نے کہا مجھے ڈر ہے کہ ان پر جذبہ اخلاص غالب ہو جائے تو یہ سجدہ میں جا پڑیں۔

(۴۰۵)ہنڈیا کو گوشت کی ضرورت ہے:۔

چند احباب مزید کے پاس آ کھڑے ہوئے جب کہ وہ ہنڈیا پکا رہا تھا۔ان میں سے ایک نے ہنڈیا میں سے گوشت کی بوٹی نکال کر کھائی اور کہا اے مزید ہنڈیا سرکہ چاہتی ہے۔پھر دوسرے نے ایک بوٹی نکال کر کھائی اور کہا کہ ہنڈیا مسالے مانگتی ہے۔تیسرے نے ایک بوٹی نکال کر کھائی اور کہا ہنڈیا کو نمک کی ضرورت ہے۔اب پکانے والے نے یعنی مزید نے ایک بوٹی نکال اور کہا کہ ہنڈیا کو گوشت کی ضرورت ہے۔اس پر باہم خوب ہنسے اور واپس ہو گئے۔

(۴۰۶) دو دریاؤں کے درمیان بہنے والی نہر فرات:۔

ایک شخص نے ایک اعرابی سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا فرات بین البحرین الفیاض (دو دریاؤں کے درمیان بہنے والی نہر فرات) پھر اس نے پوچھا کہ آپ کی کنیت کیا ہے؟ اس نے کہا ابو الغیث اس نے کہا۔پھر تو ضروری ہے کہ تجھ میں کشتی چھوڑی جائے ورنہ ہم سب غرق ہو جائیں گے۔

(۴۰۷) سعید بن مسلم کی فیاضی:۔

سعید بن مسلم نے اپنے باغ میں بعض دوستوں سے کہا کہ یہ باغ کیسا اچھا ہے۔اس نے جواب دیا کہ آپ اس باغ سے بھی اچھے ہیں کیونکہ یہ باغ تو سال میں ایک بار پھل دیتا ہے اور آپ روزانہ پھل دیتے ہیں۔

(۴۰۸) عہدہ حاصل کرنے کا ڈھنگ:۔

ایک شخص ایک بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ کیوں کھڑا ہے؟ اس سے جواب دیا اس لئے کہ بٹھا دیا جاؤں تو اس کو عہدہ عطا کر دیا۔

(۴۰۹) ہیثم کو لوگ عریاں کہتے تھے:۔ا

یک مخنث (ا) عریاں بن الہیثم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ وہ کوفہ کا امیر تھا۔اس نے کہا اے خدا امیر کو عزت بخشے یہ تو مجھ پر ایسی ہی تہمت لگائی گئی جیسی امیر پر لگائی جاتی ہے۔یہ سن کر ہیثم سیدھا ہو بیٹھا اور بولا کہ میرے بارے میں کیا کہا گیا؟ مخنث

نے کہا آپ کو لوگ عریاں (۲) کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے پاس بیس جبے ہیں۔ یہ سن کر یشم ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا۔

(۴۱۰) ایک تیر اندازی کی تیر اندازی پر ایک شخص کا تبصرہ:۔

ایک شخص نے ایک چڑیا پر تیر چلایا تو تیر خطا ہو گیا۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا بہت اچھا۔ اس کو غصہ آ گیا اس نے کہا تم میرا مذاق اڑاتے ہو؟ کہنے والے نے کہا نہیں۔ لیکن آپ نے چڑیا کے ساتھ اچھا کیا (کہ اس کی جان بچ گئی)

(۴۱۱) جعفر بن یحییٰ برمکی کی عظمت مسلم تھی:۔

جعفر بن یحییٰ برمکی نے اپنے ایک ہم نشین سے کہا بخدا مجھے بڑی خواہش ہے کہ ایک ایسے شخص کو دیکھوں جو صحیح معنی میں انسان قابل نعمت ہو اس نے کہا وہ آپ کو کھلم کھلا میں دکھلا سکتا ہوں۔ جعفر نے کہا، لاؤ۔ اس نے ایک آئینہ اٹھا کر اس کے چہرے کے سامنے کر دیا۔

(۴۱۲) ایک قصہ گو کی قصہ گوئی:۔

ایک قصہ سنانے والے نے کہا جب بندہ ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ نشہ میں ہو تو جب تک دفن رہے گا نشہ ہی میں رہے گا اور جب زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اس وقت بھی نشہ ہی میں ہو گا۔ اس حلقے کے ایک طرف سے ایک شخص بولا۔ واللہ یہ ایسی اعلیٰ درجہ کی شراب ہے جس کا ایک جام بیس درہم کا ہو گا۔

(۴۱۳) اصفہانی کو ابو ہفان کا جواب:۔

ایک اصفہانی نے ابو ہفان کو دیکھا کہ وہ کسی کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے۔ اس نے کہا تم دونوں کس کے بارے میں جھوٹی باتیں کر رہے ہو؟ ابو ہفان نے کہا تیری تعریف کے بارے میں۔

(۴۱۴) دنیا ایک گھاٹی ہے:۔

خراسان کے سفر میں ایک ظریف آدمی ہارون الرشید کے ساتھ تھا۔ جب عقبہ ماسدان سے باہر آ گئے تو اس نے رشید سے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو سلامتی کیساتھ دنیا سے نکال دیا۔ عقبہ گھائی کو کہتے ہیں اور دنیا کو بھی بطور تمثیل گھائی کہا گیا ہے جس کا راستہ دشوار گزار ہوتا ہے۔ اس شخص نے لفظ دنیا کو ظرافتہً گھائی کے معنی میں بولا۔

(۴۱۵) قصائی کی آواز پر ناشی کی ظرافت:۔

ایک قصائی دبلی گائے کا گوشت بیچتا ہوا ناشی بغداد کے سامنے سے گزرا اور وہ قصائی یہ آواز لگا رہا تھا کہاں ہے وہ شخص جو (بازار میں) یہ قسم کھا کر آیا ہوں کہ وہ نقصان نہیں اٹھائے گا۔ ناشی نے سن کر کہا اور تو اس کی قسم تڑوائے گا۔

(۴۱۶) سور کا تازہ گوشت:۔

ایک مخنث نے توبہ کر لی تھی اس سے دوسری مخنث نے مل کر پوچھا کہ کہاں سے کھا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ پچھلی کمائی بچی ہوئی ہے، اسی سے کھا رہا ہوں۔ اس نے کہا سور کے تازے گوشت سے باسی مزیدار ہوتا ہے۔

(۴۱۷) عبادہ مخنث کی ظرافت:۔

عبادہ مخنث نے ایک مادہ چوپائے کے سوراخ کو دیکھ کر اس کی دم کھینچ کر کہا یہ بڑے شرم سے (گردن جھکائے) چل رہی ہے۔

(۴۱۸) ایک مہمان کا میزبان سے طنز و مزاح:۔

ایک شخص نے دوسرے کو ایک بیل کا گوشت چار دن تک کھلایا۔ اس شخص نے اس سے کہا کہ اس بیل کی موت کی عمر اس کی زندگی کی عمر سے زیادہ لمبی ہے۔

(۴۱۹) جس طرح بھی ہمارا دل چاہا سو گئے:۔

چند لوگ ایک دعوت کے سلسلہ میں جمع ہوئے۔ ان میں ایک شخص بھی تھا کہ جماعت

میں اس کا محبوب بھی موجود تھا۔ جب لوگوں نے سونا چاہا، یہ محبّ بھی کھڑا ہو گیا۔ اس نے چراغ بجھا دیا اور اپنے ہاتھ میں تکیہ اٹھالیا تا کہ سب دیکھ لیں کہ تکیہ سر کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ (اب اس نے دوسروں کو غافل دیکھ کر محبوب کے پاس جانا چاہا) جب اس جگہ تک پہنچ گیا تو ایک لڑکی ایک شمع لیے ہوئے نکل آئی۔ آپ نے (یہ حرکت کی کہ وہیں کھڑے ہوئے) تکیہ دیوار سے لگا کر اس پر سر لگا کر سہارا لے لیا اور خراٹے لگانا شروع کر دیئے۔ لڑکی نے دیکھ کر کہا کیا ہو گیا کھڑا ہوا سو رہا ہے اور خراٹے بھی لے رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا تجھے اس سے کیا بحث، جس طرح بھی ہمارا دل چاہا سو گئے۔

(۴۲۰) میں اسلام لایا تو تو یہودی بن گیا (جوتے کو خطاب):۔

ایک ذہین شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی۔ اس دوران میں کسی نے اس کا جوتا چرا کر ایک یہودیوں کے کنیسہ میں رکھ دیا جو مسجد کے قریب تھا۔ اس شخص نے اپنا جوتا ڈھونڈنا شروع کیا تو اس کو کنیسہ میں رکھا ہوا پایا تو کہنے لگا تو تیرا برا ہو میں اسلام لایا تو تو یہودی بن گیا۔

(۴۲۱) بعض اذکیاء کا قول:۔

بعض اذکیا کا قول ہے جب میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں کہ بعد نماز صبح اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کہہ رہا ہے وما عند اللہ خیر و ابقٰی (اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے وہ سب سے اچھی پائیدار ہے) تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس کے پڑوس میں کسی کے یہاں (دعوت ولیمہ تھی جس میں اسے نہیں بلایا گیا) اور جب کچھ ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو قاضی کے اجلاس سے یہ کہتے ہوئے آ رہے ہوں وما شھدنا الا بما علمنا (اور ہم نے صرف وہی شہادت دی تھی جس کا ہمیں علم تھا) تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی اور جب کسی ایسے شخص سے جس نے نکاح کیا ہوا اور اس کا حال پوچھا جائے تو اگر اس نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ کام صرف نیکی کے لئے کیا

ہے تو سمجھ لیتا ہوں کہ اس کی بیوی بدصورت ہے۔

(۴۲۲) ایک مہمان کا قصہ :۔

ہم کو ایک قصہ سنایا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے پاس بطور مہمان ٹھہرا (اور گھر میں نیچے کے حصہ میں سویا) جب رات کو صاحب خانہ کی آنکھ کھلی تو اس نے مہمان کے ہنسنے کی آواز بالا خانہ سے سنی تو اس نے اس مہمان کو پکارا۔ اس نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں۔ میزبان نے کہا تم تو نیچے لیٹے تھے اوپر کیسے چلے گئے۔ مہمان نے کہا لڑھکتا ہوا آ گیا۔ میزبان نے کہا سب لوگ اوپر سے نیچے کو لڑھکتے ہیں مگر تم کیسے لڑھکتے ہو۔ اس نے کہا، اسی پر میں ہنس رہا تھا۔

(۴۲۳) ایک شخص کا شیخی مارنا:۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں تیرے تھپڑ ماردوں تو تجھے مدینہ پہنچا دوں (یعنی مدینہ جا کر گرے) اس نے کہا تو بہت اچھا ہوا گر آپ پھر ایک اور ماردیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس طرح مجھے آپ کے ہاتھوں سے حج کی نعمت عطا فرمادے۔

(۴۲۴) یہودی کا ایک لڑکے کو مسکت جواب :۔

ایک لڑکے نے ایک یہودی سے کہا، چچا ٹھہرو میرا ایک تھپڑ کھاتا جا، اس نے کہا، مجھے تو جلدی ہے، یہ تھپڑ میرے بھائی کے ماردے (یعنی اپنے باپ کے منہ پر مار۔)

(۴۲۵) ایک گویے کی ذکاوت سے بھرپور ظرافت:۔ ا

یک شخص نے ایک گویئے سے کہا نہ تو ثقیل اول کو پہچانتا ہے اور نہ ثقیل ثانی کو (یہ باجے کے پردوں کے نام ہیں مطلب یہ تھا کہ تو اناڑی ہے) گویئے نے کہا میں ان دونوں کو کیسے نہیں پہچانتا، حالانکہ تجھے بھی پہچانتا ہوں اور تیرے باپ کو بھی۔ (ثقیل کے معنی بوجھل ہیں، پہلا بوجھل اس کے باپ کو اور دوسرا اس کو قرار دیا۔)

(۴۲۶) سردی کی رات آ گئی:۔

ابوالفضل ہمدانی نے ایک لمبے آدمی کو جو چادر اوڑھے ہوئے تھا دیکھ کر کہا، سردی کی رات آگئی۔

(۴۲۷) ایک فقیر کا استدلال:۔

ایک شخص سے بستی میں ایک فقیر کی ملاقات ہوئی۔ اس نے فقیر سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو؟ فقیر نے کہا وہی جو موسیٰ اور خضر علیہما السلام نے کیا تھا۔ اس کی مراد استطعما اھلھا سے تھی (یعنی موسیٰ اور خضر علیہما السلام ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کھانا مانگا)

(۴۲۸) جنت کا بازار:۔

ایک بازار والے سے بازار (کی بکری) کا حال پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ جنت کے بازار کی مانند ہے یعنی وہاں کچھ خرید و فروخت نہیں ہے۔)

(۴۲۹) بڑی ذہانت کا جواب:۔

ایک شخص نے ایک آدمی کو جو عوام میں سے تھا گالی دی۔ اس نے کہا ایش قلت لک (تیرے لئے وہی جو تو نے کہا) اس نے جواب میں یہ ایہام پیدا کر دیا کہ تو نے جو کچھ کہا میں نے تیرے لئے منظور کر لیا۔ پھر گالیاں دینے کا کیا موقع اور درحقیقت وہ یہ کہہ رہا تھا کہ جو کچھ تو نے کہا وہ (گالی) تیرے لئے ہے اور یہ بڑی ذہانت کا جواب ہے۔

(۴۳۰) مرض الموت میں ایک شخص کا اپنی باندی کو جواب:۔

ایک شخص کی باندی جبکہ اس پر موت کی کیفیت طاری تھی اس کے پاس کوئی پینے کی چیز لے کر آئی۔ جس کو اس نے پینا نہ چاہا۔ اس نے کہا اے میرے آقا! دونوں آنکھیں بند کر کے لے لیجئے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ (ابھی دونوں آنکھیں بند ہو جائیں گی) یہ میرے لئے خوش خبری ہے کہ ابھی مر جاؤں گا۔

(۴۳۱) تکبر کا منہ توڑ جواب :۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا تو میرے پاس کس منہ سے آیا، حالانکہ تو نے یہ کہا اور یہ کیا؟ اس نے کہا کہ اسی منہ سے آیا ہوں جس سے اپنے پروردگار عزوجل کے سامنے جاؤں گا۔ جس کے گناہ میں نے تیرے گناہ سے بہت زیادہ کیے ۔

(۴۳۲) بے علم قصہ گو کا ابو العتاہیہ کے شاعرانہ تخیل کو حقیقت کا اظہار قرار دینا:

۔ایک قصہ گو نے اپنی تقریر میں کہا آسمان ایک فرشتہ ہے جو روزانہ آواز دیتا ہے لدو للموت وابنو للخر اب وہاں ایک ذہن آدمی بھی موجود تھا۔ اس نے کہا اور اس فرشتہ کا نام ابوالعتاہیہ ہے (ابو العتاہیہ ایک شاعر تھا جس کا یہ قطعہ ہے الایا ساکن القصر المعلے ستدفن عن قریب فی التراب + لہ ملک ینادی کل یوم لدو للموت وابنو للخر اب (ترجمہ) اے بلند محل کے رہنے والے تو عنقریب مٹی میں دفن کر دیا جائے گا۔ اللہ کا ایک فرشتہ ہے جو آواز لگاتا ہے موت کے لئے بچے جنو اور اجڑنے کے لئے گھر بناؤ۔

اس بے علم قصہ گو نے یہ باور کرلیا کہ یہ حقیقت کا اظہار ہے حالانکہ صرف ابو العتاہیہ کا شاعرانہ تخیل ہے۔

(۴۳۳) لالچ بری بلا ہے :۔

ایک شخص نے دو گانے والوں کو بلایا۔ جب انہوں نے گانے کا ارادہ کیا تو ایک نے دوسرے سے کہا تو میرا اتباع کرنا، اس نے کہا بلکہ تو میرا اتباع کرنا۔ پھر اس نے کہا نہیں بلکہ تو میرا اتباع کرنا۔ جب ان کے مابین یہ سلسلہ دراز ہو گیا تو صاحب خانہ نے کہا تم دونوں میرا اتباع کرو (اور دونوں کو گھر سے باہر کر دیا)

(۴۳۴) ایک دانشمند کا دانشمندانہ جواب :۔

ایک دانشمند کے سامنے ایک نانبائی ایک طباق لئے ہوئے آیا۔ جس میں دو چپاتیاں رکھی ہوئی تھیں اور کہا جس چیز کی حضور کی خواہش ہو وہ حاضر کردوں (گویا چپاتیوں میں تو کلام کی ضرورت ہی نہیں تھی) اس نے کہا روٹی کی خواہش ہے۔

(۴۳۵) ایک حساب داں کی حساب دانی:۔

ایک حساب داں کا گزر ایک شخص پر ہوا جو یہ آواز لگا رہا تھا "خبیص دو رطل ایک جبہ میں" (خبیص ایک حلوے کو کہتے ہیں جو کھجور کے شیرے میں گھی یا روغن کنجد ملا کر پکا لینے سے تیار ہوتا تھا) اس نے کہا کہ دبس یعنی کھجور کا شیرہ جو پکا کر گاڑھا کرلیا گیا ہو ایک رطل ایک جبہ میں ملتا ہے اور روغن کنجد ایک رطل ایک قیراط میں ملتا ہے تو خبیص کو (اتنا سستا کہ) دو رطل ایک جبہ میں کیسے بیچتا ہے؟ کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس نے کہا اب جیسے چاہے بیچ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے

باب ۲۳

اذکیاء کے بچتے ہوئے کلمات بولنے کے واقعات

(۴۳۶) حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا بے ادبی سے بچتا ہوا ایک کلمہ:۔

ہم کو حضرت عباسؓ بن عبدالملک کے بارے میں یہ روایت (۱) پہنچی کہ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔

(۴۳۷) حضرت عثمانؓ کے سوال پر اہل مدینہ کا لطیف بچاؤ:۔

ہم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت پہنچی کہ انہوں نے اہل مدینہ سے سوال کیا کہ میری عمر زیادہ ہے یا تمہاری؟ انہوں نے کہا مجھے اس شب کا علم نہیں جس میں آپ کی والدہ مبارکہ نے آپ کے والد مطہر میں استعمال ہوتا ہے اور اس میں حضرت عثمان کے ساتھ ایک نوع بے ادبی تھی کہ ان کے لئے حیض وطہر پر مشتمل کنایات استعمال کئے جائیں۔)

(۴۳۸) ابن عرابہ مؤوب کا لطیف ادب:۔

ابن عرابہ مؤدب نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن عمر الضبی نے ذکر کیا جو کہ خلیفہ معتز باللہ کے بیٹے کا اتالیق تھا کہ اس نے جب اس بچے کو سورہ والنازعات حفظ کرانا شروع کی اور اس کو یہ سمجھا دیا کہ اگر تم سے تمہارے والد امیر المومنین یہ سوال کریں کہ فی ای شئی انت (اب تم کس چیز (یعنی کس سورت) میں ہو تو تم یہ جواب دینا کہ اس سورت میں عبس سے ملی ہوئی ہے اور نہ کہنا کہ نافی النازعات (کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں نزاع کرنے والی عورتوں میں ہوں) محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے باپ نے اس سے سوال کیا فی ای شئی انت تو

بچے نے جواب دیا کہ اس سورت میں جو عبس سے ملی ہوئی ہے تو معتز نے پوچھا کہ یہ تجھے کس سے سکھایا۔ اس نے کہا میرے مؤدب یعنی اتالیق نے تو معتز نے خوش ہو کر اس کو دس ہزار درہم انعام عطا کیا۔

(۴۳۹) بے حس کرنے والا حلوہ:۔

عبدالواحد بن نصر نے بیان کیا کہ مجھے قابل وثوق شخص نے یہ واقعہ سنایا کہ وہ شام کے راستے میں سفر کر رہا تھا اور اس پر ایک پیوندوں لگا جبہ تھا اور تقریباً تیس آدمیوں کی جماعت ہم سفر تھی اور وہ سب ایسی ہی (فقیرانہ) وضع میں تھے۔ دوران راہ میں ایک بوڑھا شخص ہمارے ساتھ ہو لیا۔ جس کی ہیئت بہت اچھی تھی۔ وہ ایک تنومند مادہ خر (گدھا) پر سوار تھا اور اس کے ساتھ دو خچر تھے۔ جن پر اس کا زادراہ اور قیمتی کپڑے اور بیش قیمت مال تھا ہم نے اس سے کہا اے شخص تم کو جنگلی ڈاکوؤں کے ہم پر آپڑنے کا کچھ بھی فکر نہیں، ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں جو چھین لیا جائے۔ تمہارے لیے اتنی دولت لے کر ہمارے ساتھ چلنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور چل پڑا اور ہماری بات کو نہ مانا اور جب وہ سواری سے اترا کر کھانے کے لیے بیٹھتا تو ہم میں سے اکثر کو ساتھ بلا کر کھلاتا اور پلاتا اور جب کوئی ہم میں سے تکان سے نڈھال ہو جاتا تو اس کو اپنے ایک خچر پر سوار کر لیتا (اس کے اس طرز عمل سے) تمام جماعت اس کی خدمت اور عزت کرتی تھی اور اس کی رائے پر عمل پیرا تھی۔ یہاں تک کہ ہم خطرناک مقام پر پہنچ گئے تو ہم پر حملہ کے لئے تیس سوار جنگلی ڈاکوں کے نکل آئے تو ہم کو ان سے گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور ہم نے ان کو روکنے کا ارادہ کیا تو شیخ نے ہم کو منع کر دیا۔ تو ہم نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ وہ شیخ سواری سے اتر کر بیٹھ گئے اور اپنے سامنے دستر خوان بچھا کر کھانا شروع کر دیا اور وہ جماعت ہمارے قریب آ گئی۔ جب انہوں نے کھانے کو دیکھا تو شیخ نے ان کو بھی بلا لیا اور وہ بیٹھ کر کھانے لگے۔ پھر شیخ نے اپنا اسباب کھول کر اس میں سے

(۴۴۱) ایک یہودی کا نفسیاتی حربہ :۔

بعض مشائخ نے ہم کو یہ واقعہ سنایا کہ ایک یہودی تھا جس کے ساتھ مال تھا۔ اس کو حمام میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس کو ساتھ لئے پھرا تو کمر بند ٹوٹ جائے تو وہ حمام کے خزانہ (آب) میں پہنچا اور اس نے زمین کھود کر وہ رقم اس میں دبادی۔ پھر حمام میں داخل ہو گیا۔ پھر جب نکل کر اس جگہ کو کھودا تو کچھ بھی نہ ملا۔ اب وہ خاموش ہو رہا اور اس کا تذکرہ کسی سے بھی نہ کیا حتیٰ کہ اپنی بیوی، بیٹے اور خاص دوست سے بھی نہ کیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اس سے ایک شخص نے مل کر کہا کہیے کیسے مزاج ہیں؟ تمہارا دل کس خیال میں لگا رہتا ہے۔ اب وہ اس کو لپٹ گیا کہ میرا مال واپس کر۔ اس سے لوگوں نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اس نے لیا۔ اس نے کہا جب میں نے اس کو دفن کیا تھا تو مجھے کسی مخلوق نے بھی نہیں دیکھا تھا اور پھر گم ہونے کی اطلاع بھی میں نے کسی مخلوق کو نہیں دی تو اگر یہ شخص وہ مال نہ نکالتا تو یہ گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔

(۴۴۲) ایک اندھے کا ہاتھ میں چراغ لے کر باہر نکلنا :۔

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں رات کو ایک ضرورت کے لئے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک اندھا اپنے کندھے پر گھڑیا اور ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے جا رہا ہے وہ اس طرح چلتا ہوا نہر پر پہنچا اور گھڑیا میں پانی بھر کر واپس لوٹا۔ میں نے کہا اے شخص تو اندھا ہے اور دن رات تیرے لئے یکساں ہیں (پھر یہ چراغ لئے ہوئے کیوں پھرتا ہے؟ اس نے کہا اے بے ہودے اس کو تجھ جیسے دل کے اندھوں کی وجہ سے لیے ہوئے جس سے ان کے لئے راستہ روشن رہے اور اندھیرے میں مجھ سے ٹکرا کر میری گھڑیا نہ پھوڑ دیں۔)

(۴۴۳) کنایات سے خیالات کو بھانپ لینا :۔

ابوالحسن اصفہانی سے منقول ہے کہ ابراہیم موصلی (مشہور استاد موسیقی ہارون الرشید

کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے سامنے ایسی خوبصورت کنیز بیٹھی ہوئی تھی گویا کہ وہ (خوبصورت درخت) بان کی ایک شاخ ہے۔ اس سے ہارون نے گانے کی فرمائش کی۔ اس نے گانا شروع کیا:

توھمہ قلبی فاصبح خدہٗ

وفیہ مکان الوھم من نظری اثر

"میرے دل نے اس کا دھیان کیا تو صبح کو اس کے رخسار پر میری قوت وہم کی نگاہ کا اثر نمایاں تھا۔"

ومر بوھمی خاطراً فجرحتہٗ

ولم ارجسما قط یجرحہ الفکرٗ

"اور میرے وہم میں داخل ہوتا ہوا جب وہ گزرا تو میں نے اس کو ایک چرکا لگایا اور میں نے (اس کے سوا اور) کوئی ایسا جسم نہیں دیکھا جس کو (کسی کی قوت) فکر نے مجروح کیا ہو۔

ابراہیم کہتا ہے کہ واللہ اس نے میری عقل سلب کر دی۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ میں رسوا ہو جاؤں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ کون ہے؟ ہارون نے کہا کہ وہ ہے بقول ایک شاعر کے:

لھا قلبی الغداوۃ وقلبھا لی

فنحن کذاک فی جسدین روح

آج وہ میرے دل کی مالکہ ہے اور میں اس کے دل کا مالک ہوں۔ ہم اس طرح دو جسم ایک روح ہیں۔

پھر مجھ سے فرمائش کی کہ اے ابراہیم اب تم گاؤ میں نے گانا شروع کیا:

تشرب قلبی حبھا ومشی بھا

تمشی حمیا الکاس فی جسم شارب

میرا دل اس کی محبت سے اس طرح لبریز ہوگیا اور اس کو لے کر چلا جس طرح تیز شراب (کا سرور) پینے والے کے جسم میں دوڑ جاتا ہے۔

ودب ھواھا فی عظامی فشفھا

کما دب فی الملسوع سم العقارب

اور اس کی محبت میری ہڈیوں میں ایسی سرایت کر گئی کہ اس کو لاغر کر دیا، جیسا کہ نیش زدہ شخص میں بچھوؤں کا زہر دوڑتا چلا جاتا ہے۔

ابراہیم نے بیان کیا کہ ہارون الرشید میرے خیالات کو میرے کنایات سے بھانپ گیا اور یہ میری غلطی تھی۔ ہارون نے مجھے واپس ہو جانے کا حکم دیا اور ایک مہینے تک مجھے نہیں بلایا پھر میرے پاس ایک خادم آ دھمکا اور اس کے پاس ایک رقعہ تھا جس میں یہ ابیات لکھے ہوئے تھے

قد تخوفت ان اموت من الوجد

ولم یدر من ھویت بحالی

"مجھے ڈر ہے کہ محبت سے میری جان نکل جائے گی اور میں جس سے پیار کرتی ہوں اس کو میرے حال کی خبر نہ ہوگی۔

یا کتابی اقراء السلام علی من

لا اسمی وقل لہ یا کتابی

اے میرے خط تو میرا اسلام اس کو پہنچا دے جس کا میں نام لینا نہیں چاہتی اور اے میرے خط اس سے یہ کہہ دے:

ان کفا الیک قد کتبتنی

فی شقاء مواصل وعذاب

کہ بے شک وہ ہتھیلی جس نے مجھ کو تیری طرف لکھ کر بھیجا ہے دائمی بدبختی اور عذاب میں ہے۔

باب ۲۴

چند شعراء اور قصیدہ لکھنے والوں کی ذہانت کے واقعات

(۴۴۵) جعفر بن قاسم کی دستر خوان پر جماز کی ظرافت :۔

یموت بن المزرع سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جماز ایک دستر خوان پر جعفر بن القاسم کے سامنے کھانا کھا رہا تھا اور جعفر کے سامنے دوسرا دستر خوان تھا اور رکابیاں جعفر کے سامنے سے اٹھا کر جماز کے سامنے رکھی جارہی تھیں اور کسی قاب میں تھوڑا سا بچا ہوا کھانا ہوتا تھا اور کوئی خالی ہوتی تھی ۔ جماز نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے آج ہم صرف عصبہ بنے ہوئے ہیں ۔ کبھی ہمارے لئے کچھ مال بچ جاتا ہے اور کبھی سب کا سب ہی اہل سہام (یعنی اصحاب الفروض لے جاتے ہیں اور ہمارے لئے کچھ باقی نہیں رہتا ۔)

(۴۴۶) خالدیان (ابوبکر محمد اور عثمان سعید) موزونیت طبع ، نازک خیالی اور کثرت ادب میں دونوں برابر شریک تھے :۔

ابوالحسن السلامی شاعر نے بیان کیا کہ خالدیان نے سیف الدولہ ابن حمدان کی مداح میں ایک قصیدہ پیش کیا جس کا شروع یہ ہے

تصد و دارها صدد
وتوعده ولا تعد
وقد قتلته ظالمة
فلا عقل ولا قود

ترجمہ :۔ وہ (محبوبہ) روک دیتی ہے اور اس کا گھر مضبوطی سے بند ہے اور اسے دھمکا دیتی ہے اور اس سے کچھ محاسبہ نہیں کیا جاسکتا اور ظالمہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور قتل بھی ایسا کہ نہ اس کا قصاص اور نہ دیت ۔ اسی قصیدہ میں سیف الدولہ کی مدح

میں یہ شعر ہے:۔

وجـــــہ کـــلـــــہ قـــمــر

وســـــائـــر جـــمـــســــہ اســـد

اس کا چہرہ تمام تر چاند ہے،

اور باقی جسم تمام تر شیر کا ہے

جب سیف الدولہ کو یہ شعر سنایا گیا تو اس پر جھوم گیا اور اس کی تعریف کی اور اس کو بار بار پڑھواتا تھا۔ اتنے میں شیطمی شاعر آ گیا۔ سیف الدولہ نے اس سے کہا یہ بیت سنو اور اس کو سنایا۔ شیطمی نے سن کر سیف الدولہ سے کہا اللہ کا شکر کیجئے، اس نے آپ کو عجائب البحر میں شامل کر دیا۔ (یعنی ایک عجیب سمندری حیوان بنا دیا)

(مصنف فرماتے ہیں) خالدیان دو شخص ہیں ابو بکر محمد اور ابو عثمان سعید۔ یہ دونوں ہاشم کے بیٹے اور آپس میں بھائی تھے اور موزونیت طبعی اور نازک خیال اور کثرت ادب میں دونوں برابر کے تھے اور ان کے بہت سے اشعار مشترک ہیں اور علیحدہ علیحدہ بھی ہر ایک کے اشعار ہیں۔ ابو اسحٰق صابی نے ان کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

اری الشـــاعـریـن الـخـــالـدیـن سیـــرا

قـصـــائـد یـفـنـی الـدهـر وهـی تـخـلـد

میں نے دونوں شاعروں خالدین کو یعنی ان کے قصائد کو بتمام وکمال دیکھا جو ایسے ہیں کہ زمانہ فنا ہو جائے گا وہ ہمیشہ رہیں گے۔

تـنـــازع قـــوم فیـهـــمـــا وتـنـــا قـضـــوا

ومـــــر جـــدال بیــــنـهـــم یـتـــــردد

قوم ان دونوں کے بارے میں جھگڑ رہی ہے اور رد و قدح کر رہی ہے اور ان کے مابین یہ جھگڑا جاری اور ساری ہے

فطائفة قالت سعید مقدم
وطائفة قالت لهم بل محمد

تو ایک جماعت کا دعویٰ ہے کہ سعید کو حق تقدیم حاصل ہے اور دوسری جماعت ان سے کہتی ہے کہ نہیں بلکہ محمد مقدم ہے

وصاروا الی حکمی فاصلحت بینهم
وما قلت الا بالتی هی ارشد

انہوں نے فیصلہ میرے سپرد کیا تو میں نے ان میں صلح کرا دی اور میں نے جو کچھ کہا وہی ایک حقیقت واقعیہ ہے

هما فی اجتماع الفضل روح مؤلف
ومعناهما من حیث ثنیت مفرد

ان دونوں کی مجمع کمالات ہونے کے لحاظ سے ایک ہی روح ہے جو دو اجسام سے مالوف ہے اور ان دونوں کے معنی تثنیہ (کا صیغہ) استعمال کرنے کے باوجود مفرد ہی رہتے ہیں۔

(۴۴۷) ظاہر بن الحسن کا برا شگون لینا:۔

ظاہر بن الحسن نے عیسیٰ بن ہامان سے جنگ کے لئے روانہ ہوتے وقت فقراء پر تقسیم کرنے کے لئے اپنی آستین میں بہت سے درہم بھر لئے۔ پھر خیال نہ رہا اور آستین جھکا لی تو سب درہم گر کر پھیل گئے۔ اس نے اس کو برا شگون محسوس کیا تو اس کے ایک شاعر نے اس بارے میں یہ کہا۔

هذا تفرق جمعهم لاغیره
وذهابه منا ذهاب الهم

یہ دشمن کی جماعت کے متفرق ہو جانے کی دلیل ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں اور اس (درہم) کا ہمارے پاس چلا جانا ہم یعنی رنج وفکر کا چلا جانا ہے

شئی یکون الھم نصف حروفہ
لاخیر فی اسساکیہ فی الکم

ایسی چیز جس کے نام کے آدھے حروف ''ہم'' ہوں (مراد درہم) اس کو آستین میں بند رکھنے میں خیر نہیں ہے۔

(۴۴۸)اعراب کوخبر سے خطاب کی طرف پھیر دینا:۔

عبدالملک کے سامنے ایک شخص کو حاضر کیا گیا جو خارجیوں کے خیالات رکھتا تھا۔ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ کیا یہ شعر تو نے نہیں کہا؟

ومنان (۱) سوید والبطین وقعنب
ومنا امیر المومنین شبیب

اور ہماری جماعت میں سوید اور بطین اور قعنب ہیں اور ہم میں سے امیر المومنین شبیب (۲) ہے۔

اس نے کہا میں نے کہا ہے ومنایاامیر المومنین (راء کے زبر کے ساتھ) یاامیر المومین (اب مطلب یہ ہوگا کہ اے امیر المومنین ہم ہی میں سے شبیب بھی ہے) یہ سن کر اس کا قتل روک دیا اور اس سے درگذر کیا چونکہ اس نے اب اعراب کو خبر سے خطاب کی طرف پھیر دیا۔

(۴۴۹)ابوعثمان کی ہجو میں ایک شعر:۔

بعض شعراء نے ابوعثمان مازنی کی ہجو میں یہ اشعار کہے۔

وفتی من مازن ساد اھل البصرہ
امہ معرفہ وابوہ نکرہ

اور قبیلہ مازن کا ایک جوان اہل بصرہ کا سردار بن گیا جس کی ماں معرفہ ہے اور باپ نکرہ (یعنی ناشناختہ ہے۔)

(۴۵۰)واقعہ کے مناسب خطاب:۔

عبدالملک بن صالح نے ہارون رشید کے قصر میں داخل ہونا چاہا۔ ان سے اسمٰعیل بن صبیح حاجب نے مل کر کہا آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ امیر المومنین کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے ایک زندہ رہا اور دوسرا انتقال کر گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ امیر المومنین سے جو کچھ خطاب کیا جائے اس واقعہ کے مناسب کیا جائے جو میں نے آپ کو معلوم کرایا ہے تو جب وہ ہارون رشید کے سامنے آئے تو عرض کیا "اللہ آپ کو (اچھی جزاء سے) خوشی عطا فرمائے اے امیر المومنین اس امر میں جو نا گواری کا موجب ہوا اور نا گواری سے محفوظ رکھے اس امر میں جو خوشی کا موجب ہوا اور ہر ایک واقعہ کا ایک بدل عطا کرے جو اللہ کی طرف سے شاکرین کے لئے زیادتی (نعمت) کا سبب اور صابرین کے لئے جزاء کا موجب ہوتا ہے (یعنی صبر کی وجہ سے زیادتی نعمت عطا فرمائے۔)

(۴۵۱) اظہار اوصاف کے سلسلہ میں عجز کا اظہار:۔

جعفر الضبی نے فضل بن سہل (وزیر) سے اس طرح خطاب کیا اے امیر! سیاست اور سرداری کے بلند مقام پر آپ کے افعال میں جو اعلیٰ موزونیت ہے۔ اس نے آپ کے اوصاف کے اظہار سے میری زبان کو بند کر دیا اور اس کی بکثرت مثالوں نے مجھ کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ ممکن نہیں کہ پورے طور پر سب کو بیان کیا جائے۔ جب میں کسی ایک صنعت کی خوبی کی طرف توجہ کرتا ہوں تو اس کی دوسری بہن جو اس سے بڑھ کر ہے راستہ روک لیتی ہے جس سے پہلی کے لئے ترجیح کی صورت باقی نہیں رہتی۔ اب بجز اس کے کہ اظہار اوصاف کے سلسلہ میں اپنے عجز کا اظہار کر دیا جائے اظہار اوصاف کی کوئی دوسری صورت نہیں۔

(۴۵۲) ابو دلامہ کا منصور کی خدمت میں قصیدہ سنانا:۔

ابو دلامہ نے خلیفہ منصور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک قصیدہ سنایا۔ منصور نے کہا اے ابو دلامہ امیر المومنین تمہارے لئے حکم دیتے ہیں (اپنی ہی ذات مراد ہے)

ایسے اور ایسے انعام کی اور تم کو خلعت اور سواری دیتے ہیں (ان کے ساتھ) تم کو چار سو جریب قطعات دیتے ہیں جن میں سے دو سو جریب عامر ہوں گی اور دو سو جریب غامر۔ ابو دلامہ نے کہا امیر المومنین نے صلہ مرحمت فرمانے کے سلسلہ میں جن انعامات کا اظہار کیا میں ان کو پہنچانتا ہوں اور عامر کو بھی سمجھتا ہوں مگر غامر کیا ہے؟ منصور نے کہا ایسی زمین جس میں نہ کوئی سبزی ہو نہ کوئی درخت۔ ابو دلامہ نے کہا تو میں امیر المومنین کو چار ہزار جریب قعطات غامر دیتا ہوں۔ منصور نے کہا وہ قطعات کہاں ہیں۔ ابو دلامہ نے کہا حیرہ اور کوفہ کے درمیان تو منصور ہنسنے لگے اور سب کا سب عطیہ زمین عامر ہی کر دیا گیا (یہ قصہ) اوپر بھی اس سے زیادہ وبسط کے ساتھ گزر چکا ہے۔

(۴۵۳) درباری حیثیت کے لئے ضروری صفات:۔

مدائنی نے بیان کیا کہ نصیب خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچا۔ عبدالملک نے اپنے ساتھ ناشتہ میں شریک کیا۔ پھر اس سے کہا کہ تم کو دربار کی ملازمت منظور ہے۔ نصیب نے کہا میرا رنگ برا ہے اور بال بہت گھونگھریالے ہیں اور میرا چہرہ بھدا ہے (اور دربار کے لئے وجیہہ اور خوبصورت ہونا ضروری ہے) اور مجھے یہ مرتبہ کہ امیر المومنین میرا اکرام کریں نہ باپ کے شرف سے حاصل ہوا اور نہ ماں کے، میں اس پر صرف اپنی عقل اور زبان سے پہنچا ہوں۔ (یعنی میرے ساتھ آبائی شرف کی کچھ روایات نہیں ہیں) تو میں آپ کو قسم دیتا ہوں اے امیر المومنین کہ آپ میرے اور اس عزت کے درمیان جو کچھ مجھے حاصل ہو چکی ہے حائل نہ ہوں اگر میں نے اپنی موجودہ حیثیت کو چھوڑ کر درباری حیثیت اختیار کر لی تو ضروری صفات مذکورہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں تحقیر ہو گی اور حاصل کردہ عزت بھی رائیگاں جائے گی۔) تو عبدالملک نے نصیب کو اس سے معاف رکھا۔

(۴۵۴) چند ظریف الطبع خواتین کی بشار بن برد سے گفتگو:۔ مدائنی نے بیان کیا

کہ چند ظریف الطبع عورتیں بشار بن برد کے پاس بیٹھی تھیں۔ بشار نے ان سے خوب باتیں کیں اور انہوں نے بشار سے۔ پھر ان عورتوں نے کہا ہمیں یہ پسند ہے کہ ہم آپ کو اپنا باپ سمجھیں۔ بشار نے کہا بشرطیکہ میں دین کسریٰ پر آ جاؤں۔ (مجوسیوں میں بیٹی بیوی بن سکتی ہے)

(۴۵۵) مناسب کلمات لاکر جعیفران کا شعر کو پورا کرنا:۔

خالد الکاتب نے بیان کیا کہ میں نے اور دعبل نے ایک دوسرے شاعر نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا صرف یا بدیع الحسن کہا تھا کہ ہم سب پر آمد بند ہوگئی (کہ مناسب کلمات لاکر شعر پورا کردیں) ہم نے کہا اب جعیفران الموسوس کے پاس جائے بغیر چارہ نہیں۔ جب ہم پہنچے تو جعیفران نے کہا میں بھوکا ہوں مجھے نہ ستاؤ۔ ہم نے ایک کو بھیج کر ان کے لئے کھانا منگایا۔ جب وہ سیر ہو چکے تو کہا اب حاجت کہو۔ ہم نے کہا کہ ہم نصف بیت میں پیچھے رہ گئے (اور پورا کرنے سے قاصر ہو گئے) پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ ہم نے کہا یا بدیع الحسن انہوں نے واللہ بالکل توقف نہیں کیا اور کہا

یـــــا بـــدیـــع الـــحـســـن حـــاشـــا
ن مـــن هـــجـــر بـــدیـــع

اے نرالے والے اس سے بچنا کہ نرالے ہجر میں مبتلا ہو جائیں پھر دعبل نے کہا ایک بیت میری خاطر سے بڑھا دیجئے تو کہا:

وبـــحـســـن الـــوجـــه عـــوذ
ت مـــن ســـوء الـــصـــنـیـــع

اور میں اس مکھڑے کے حسن کی پناہ چاہتا ہوں ہر برے برتاؤ سے۔ ہمارے ساتھی نے کہا (جس کا نام یاد نہیں رہا) اور ایک بیت میرے لئے بھی کہا بہت بہتر خوشی سے بسرو چشم۔

ومـــن الـــنـخـــوة يستـــعـــفيك

لـــــي ذل الـــــخـــــضـــــوع

اور میری خاکساری کی ذلت معافی طلب کرتی ہے غرور حسن سے۔ پھر ہم نے کہا ہم آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ بولے ٹھہرو میں تم کو ایک بیت اور دیتا ہوں اور کہا

لا یـــعـــب بـــعـــضك بـــعـــضـــا

کـــن جـــمـــیـــلا فـــی الـــجـــمـــیـــع

تم میں سے کوئی دوسرے کا عیب نہ نکالے سب کے ساتھ اچھا اخلاق برتو

(۴۵۶) متنبی کی عقل رسا پر دلالت کرنے والا ایسا کلام جس میں مدح و ذوم دونوں پہلو موجود ہیں:۔

اور عقل رسا پر دلالت کرنے والا کلام بھی ہوتا ہے جس میں توجیہ کی جا سکتی ہے جس میں دونوں پہلو مدح اور ذم کے نکل سکتے ہیں۔ متنبی کا یہ قول اس قسم کا ہے عدوک مذموم بکل لسان اس میں مدح کا احتمال بھی ہے اور ذم کا بھی (مدح کا پہلو اس ترجمہ کے ظاہر معنے سے واضح ہے "تیرے دشمن کی برائی ہر زبان پر ہے) اس میں ذم کا پہلو اس صورت سے نکلتا ہے کہ جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ کمینہ ہے اور کمینوں کے مدمقابل عموماً کمینے ہی ہوتے ہیں۔ اور اسی قسم کا متنبی کا دوسرا قول ہے وللہ سر فی علاک اور اس میں مدح کے احتمال کی یہ صورت ہے کہ دوسرے ہم عصروں پر بلند مرتبہ میں تجھ کو مقدم ایسے راز کی بنا پر کیا گیا جس کی اطلاع کسی کو نہیں (ذم کا پہلو یہ کہ اللہ ہی جانے کہ تیرے بلند مرتبہ کا کیا راز ہے جب کہ اس کے مناسب کوئی خوبی تجھ میں نہیں۔

(۴۵۷) تفوق جتانے کے لئے حسد سے بھرا اشعار:۔ ہمارے بعض احباب نے ہمیں ایک شاعر کا قصہ سنایا جو ایک شہر میں رہتا تھا وہاں ایک اور شاعر آ گیا (جس کی

شہر والوں نے قدر کرنا شروع کر دی) تو اس نے تفوق جتانے کے لئے اہل شہر سے کہا

وتشـــابهـــت سـور الـقـــران عـلـيـكـمـوا

فـــقـــرنتـم الا نـعـــام بـــالشـعـــرا

(ترجمہ) اور تم کو قرآن کی سورتوں کے بارے میں متشابہ لگ گیا کہ تم نے انعام کو شعراُ کے ساتھ ملا دیا (انعام کے معنی چوپایہ اور شعراُ شاعر کی جمع ہے مقصد یہ ہے کہ تم نے جانوروں کو شاعر کے برابر کر دیا۔)

(۴۵۸) وفضل یسیر فی البلاد یسیر (ایک محتمل کلام):۔

ایک شخص نے دوسرے شخص کی مدح کی جس کا نام یسیر تھا۔ اس میں اس نے کہا وفضل یسیر فی البلاد یسیر، یعنی یسیر کے عطیات تمام شہروں میں پھر رہے ہیں (سار یسیر سے) تو اس مادح سے کہا گیا تم نے اس کی مدح تو کی ہے مگر وہ تمہیں کچھ نہ دے گا تو اس نے کہا کہ اگر اس نے مجھے کچھ نہ دیا تو میں (زبان کے ساتھ) اپنے ہاتھ سے بھی اس طرح کہہ دوں گا اور اپنی انگلیوں کو ملا دیا مقصد یہ تھا کہ لفظ یسیر کو بمعنے قلیل استعمال کر لوں گا۔

(۴۵۹) ایک ایسا شعر جس میں مدح و ذم دونوں کا احتمال ہے:۔

اور اسی قسم کے شاعر کا قول ہے جو کسی کے حق میں کہا ہے۔

تـحـلـــى بـــاسـمـــاء الشـهـــور فكـفـــه

جـمـــادیٰ ومـــا ضـمـــت عـلـيـــه الـمـحـرم

(ترجمہ) وہ آراستہ ہوا مہینوں کے ناموں سے تو اس کی ہتھیلی جمادی ہے اور ہتھیلی سے ملنے والی چیز (یعنی انگلیاں) محرم ہے (یعنی اس کی ہتھیلی ہمیشہ لوگوں کو عطایا دینے کے لیے کھلی رہتی ہے کبھی بند نہیں ہوتی۔ انگلیوں کا بند حرام ہے یا یہ کہ ہتھیلی میں بخل سے جمود ہے اس سے کسی کو فیض نہیں پہنچتا اور انگلیوں پر بھی کسی کو دینے کے

لئے حرکت کرنا حرام ہے۔

(۴۶۰) ایک شاعر کے چند ذوقیہ اشعار:۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا:۔

وقــــائـل لـــی مـــاالـــذی تشتهـــی

مـــن التـــی قـــد ضـمـهـــا خـــدرهـــا

(ترجمہ) بعض پوچھنے والوں نے مجھ سے پوچھا اس پردہ نشین کی کس چیز کی تجھے خواہش ہے۔

او جهـهـــــا حسيـــــن بـــدا مـــــقبـــلا

ام شـــعـــرلهـــا الا ســـوود ام ثـــغـــرهـــا

(ترجمہ) کیا اس کے چہرے کے جو تیر سامنے ظاہر ہوگیا یا اس کے سیاہ بالوں کی یا اس کے دہن کی۔

ام طـــــرفـهـــا الا دعـــج ام كـشـــحـهـــا

ام مـــنـبـــت الـــرمـــان ام صـــدرهـــا

(ترجمہ) یا اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں کی یا اس کے پہلو کی یا انار اگنے کے مقام کی یا اس کے سینہ کی۔

قـــلـــت لـــــه اعشـــق ذالـــكة

ونـــصف حـــران وثـــلـثـــی زهـــا

(ترجمہ) میں نے اس کو جواب دیا میں ان پر عاشق ہوں اور نصف حران اور دو ثلث زہا پر بھی (حر بکسر حاء وراء مخففہ بمعنے فرج ہے اور زہا بعضم زاء بمعنی نضارت و تازگی)

(۴۶۱) ایک دعوت پر جحظہ کا تبصرہ:۔

جحظہ سے ایک دعوت کا حال پوچھا گیا جس میں وہ شریک تھا تو اس نے کہا وہاں کی ہر

چیز ٹھنڈی تھی سوائے پانی کے۔

(۴۶۲) ابو یعقوب خزیمی کی ایک طعام پر تنقید:۔

ابو یعقوب خزیمی کے سامنے سکباجہ لایا گیا جس میں بڑی بڑی ہڈیاں تھیں (سکباجہ سرکہ ڈال کر پکایا گیا گوشت) تو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ شطرنجیہ ہے (یعنی بساط شطرنج ہے جس پر بڑی بڑی ہڈیاں شطرنج کے مہرے ہیں) اس کے بعد فالودہ لایا گیا۔ اس میں مٹھاس کم تھا تو بولے کہ یہ نحل یعنی شہد کی مکھی کی طرف وحی آنے سے قبل کا بنا ہوا ہے (واوحیٰ ربک الی النحل الایہ)

(۴۶۳) شاعر کی شاعری پر دوسرے شاعر کا لطیف رد:۔

ایک شاعر نے دوسرے شاعر سے کہا کہ میرے بیت کے دونوں مصرعے حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور تیرے بیت کے مصرعے چچا زاد بھائی ہوتے ہیں (اشارہ اس طرف ہے، کہ ایک تو مصرع خود کہتا ہے اور دوسرا مصرع کسی دوسرے سے بنواتا ہے)

(۴۶۴) من خلک خلک (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے):۔

ہندوستان کا ایک شاعر ایک امیر کے پاس گیا اور اس کی مدح کی۔ اس سے امیر نے (یہ جانتے ہوئے کہ یہ عربی زبان نہیں سمجھتا کہ تقدم یا زوج القحبہ (یعنی اے بدکار عورت کے خاوند آؤ) اس نے امیر سے کہا زوج القحبہ کا کیا مطلب ہے؟ تو امیر نے کہا کہ لغت عرب میں اس لفظ سے اس شخص کو مراد لیا جاتا ہے جو شاندار مرتبہ کا ہو اور جس کا بڑا محل ہو، اور اس کے پاس مال اور سواریاں اور بہت سے غلام ہوں اس نے کہا تو واللہ اے امیر آپ دنیا کے سب سے بڑے زوج القحبہ ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوا اور معترف ہو گیا کہ خود میرا ہی مسخرا پن میرے منہ پر گالیاں بن کر آ گیا۔

(۴۶۵) شکر حصول نعمت اور زیادتی نعمت کا سبب ہے:۔

ایک ادیب شخص مامون کے پاس بعض حاجات کی وجہ سے آیا مگر اس نے اس کی ضرورت پوری نہ کی۔ اس نے کہا اے امیر میرے پاس شکر ہے (یعنی میں آپ کا

شکریہ ادا کروں گا) مامون نے کہا آپ کی شکرگذاری کا محتاج کون ہے اس سے فوراً یہ اشعار کہے

فلو کان یستغنی عن الشکر مالك

لکثرة مال او علو مکان

(ترجمہ) اگر کوئی مالک شکر سے مستغنی ہوتا۔ کثرت مال یا بلندی مرتبہ کی وجہ سے

لما ندب اللہ العباد لشکرہ

وقال اشکرو نی ایھا الثقلان

تو اللہ اپنے بندوں کے لئے اپنے شکر کو پسند نہ کرتا حالانکہ اس نے جن وانس کو اپنے شکر کرنے کا حکم دیا ہے) مامون نے سن کر کہا تم نے خوب کہا اور اس کی حاجت پوری کردی

(۴۶۶) مونث مذکر نہیں ہوا کرتا:۔

ابن الہباریہ نے یہ اشعار کہے۔

قدقلت للشیخ الرئیس

اخی السماح ابی المظفر

(ترجمہ) میں نے کہا شیخ رئیس۔ اہل سخاوت ابومظفر سے

ذکر معین الملك بی

قال المؤنث لا یذکر

(ترجمہ) میرے سامنے معین الملک کی تذکیر کیجئے (تذکیر حال سنانا اور باصطلاح نحویئین مقابل تانیث اور اسی معنے کے پیش نظر انہوں نے) جواب دیا کہ مونث مذکر نہیں ہوا کرتا۔

(۴۶۷) کثرت کلام اور طویل نشست تنگی دل کا باعث ہے:۔ ابوجعفر محمد بن موسیٰ موسوی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابونصر ابن ابی یزید سے ملنے گیا اور ان

سے ایک علوی بحث کر رہا تھا اور وہ اس کی طویل نشست اور کثرت کلام سے تنگ دل ہو رہے تھے جب وہ (اٹھنے کے لئے) جھکا تو مجھ سے ابونصر نے کہا ابن عمک ھذا خفیف علی القلب جس کا ظاہر ترجمہ یہ ہے کہ یہ تمہارا ابن عم یعنی چچا کا بیٹا دل پر ہلکا ہے یعنی اس کے زیادہ بیٹھنے کا ہم پر کچھ بوجھ نہیں میں نے کہا بے شک۔ تو کہنے لگے میں نہیں خیال کرتا کہ تم سمجھ گئے ہو۔ پھر میں نے غور کیا تو سمجھا کہ خفیف علی القلب سے انہوں نے خفیف مقلوباً مراد لیا (قلب کے معنی الٹ دینے کے بھی آتے ہیں) تو (خفیف یعنی ہلکے کا الٹا) ثقیل یعنی بھاری ہوا اور اس معنے کو مراد لیا ہے ان ابیات میں سعید بن دوست نے

واثقل منی زائری وکانما
یقلب فی اجفان عینی وفی قلبی

(ترجمہ) وہ میرے پاس آنے والا مجھ پر بھاری ہے اور گویا کہ وہ میری آنکھوں کے پپوٹوں کو الٹ رہا ہے اور میرا دل الٹ رہا ہے

فقلت له لما برمت بقربه
اراك علی قلبی خفیفا علی القلب

جب اس کے نزدیک ہونے سے تنگدل ہوا تو میں نے اس سے کہا میں تجھ کو اپنے دل پر خفیف پاتا ہوں مقلوب طور پر (یعنی ثقیل)

(۴٦٨) خراسان کا نصف "سان" قابل حذف ہے:۔

ایک شاعر سے خراسان کی پاکیزگی کی تعریف کی گئی جب وہ سفر کر کے وہاں پہنچا تو اس کو پسند نہ آیا تو کہا:

تمنّینا خراسانا زماناً
فلم نعطے المنے والصبر عنها

(ترجمہ) ہم کو خراسان (دیکھنے) کی مدت سے تمنا تھی۔ تو نہ ہی تمنا پوری ہونے میں

آتی تھی اور نہ اس سے صبر ہی آتا تھا۔

فلما اتیناها سراعاً

وجدناها بحذف النصف منها

جب ہم جلدی کر کے وہاں پہنچے۔تو ہم نے اس کو ایسا پایا کہ اس میں سے نصف حذف کر دیا جائے (لفظ خراسان میں سے نصف حصہ یعنی ''سان'' حذف کرنے سے خرا باقی رہتا ہے جس کے معنے نجات ہیں۔مترجم۔

باب ۲۵

ایسے حیلوں کا بیان جو لڑائیوں میں استعمال کیے گئے

(۴۶۹) ہرمزان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنگی مشورہ:۔

زیادہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے مشرکین میں کے ایک شخص کو لایا گیا تھا جس کو ہرمزان (۱) کہا جاتا تھا اور وہ اسلام لے آیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ میں ان مغازی کے بارے میں تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ تم اچھی رائے دو۔ بازان نے کہا بہتر اے امیر المؤمنین زمین اور اس کے تمام رہنے والے جس قدر بھی مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کی مثال ایسے اڑنے والے جانور کی سی ہے جس کا سر ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں بھی ہیں تو اگر دونوں میں سے ایک بازو بھی ٹوٹ جائے گا تو ٹانگیں بچالے جائیں گی اس کے دوسرے بازو اور سر کو اور اگر دوسرا بازو بھی ٹوٹ گیا تو دونوں ٹانگیں بھی گئیں اور دونوں بازو بھی ختم ہوئے تو سر تو کسرے ہے اور ایک باز قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے (یعنی وہاں کے عوام) اس لئے آپ مسلمانوں کو حکم دیجیے کہ وہ کسرے پر چڑھائی کریں۔

(۴۷۰) اپنا نام بدل دے یا اپنی خصلت بدل دے:۔

مروی ہے کہ سکندر نے اپنے لشکر میں اپنے ایک ہمنام شخص کو دیکھا جو بھاگ جایا کرتا تھا تو اس سے کہا کہ تو یا اپنا نام بدل اور یا اپنی خصلت بدل۔

(۴۷۱) سکندر کے مقابلہ میں فارس کے لشکر کی ہزیمت کا سبب:۔

ایک دن سکندر نے خاص جنگ کے موقع پر اپنے لشکر کی صف سے باہر ہو کر ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ (فارس کے لشکر کو) بلند آواز سے یہ کہے اے فارس کے لوگو! تم کو معلوم ہے جو کچھ عطیات ہم نے تمہارے لئے طے کئے تھے تو جو شخص اپنا عہد پورا

کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ وہ لشکر سے جدا ہو جائے اور ہماری طرف سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے پورا کرنے کے ہم ضامن ہیں۔ اس پر فارس کے لشکر نے ایک دوسرے کو متہم کرنا شروع کر دیا اور سب سے پہلے دشمن کے لشکر میں اس سے ایک بے چینی پھیل گئی۔ ایک روایت اس طرح ہے کہ جب دارا (شاہ فارس) سکندر کے مقابلہ پر گیا تو اس نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے دارا لشکر کو پکار کر کہا اے لوگو! جس عہد پر ہم تم سے متفق ہو گئے تھے وہ ہم عمل میں لے آئے اب جس امر کے تم ذمہ دار ہوئے تھے اس کو پورا کرو۔ اس سے دارا یہ سمجھا کہ اس کے لشکر نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ مجھے سکندر کے حوالے کردیں اور یہی اس کی ہزیمت کا سبب ہوا تھا۔

(۴۷۲) راجہ ہند کی سکندر کے مقابلہ میں شکست کی وجہ:۔

اور جب سکندر فارس سے پلٹ کر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو ہند کا راجہ ایک زبردست لشکر سے اس کے مقابلہ پر آیا اور اس کے ساتھ ایک ہزار ہاتھی تھے۔ ہر ایک پر فوجی سپاہی اور ہتھیار رکھے ہوئے تھے اور ان کی سونڈوں میں تلواریں تھیں اور گرز تھے تو ان کے سامنے سکندر کے گھوڑے نہ ٹھہر سکے اور بھاگ کر اپنے مستقر پر واپس آ گئے تو سکندر نے حکم دیا کہ تانبے کے ہاتھی بنائے جائیں جو کھوکرے ہوں (جب یہ ڈھل کر تیار ہو گئے) تو اپنے گھوڑوں کو ان ہاتھی کے مجسوں کے درمیان بندھوایا یہاں تک کہ گھوڑے ان کی صورتوں سے مانوس ہو گئے (اور وحشت باقی نہ رہی) پھر حکم دیا کہ ان ہاتھیوں کو رال اور گندھک سے بھر دیا جائے اور ان کو زرہ بھی پہنا دی گئی اور (ان کو ساتھ لے کر) تیزی کے ساتھ میدان جنگ میں روانہ ہو گیا اور ہاتھیوں کے ہر دو مجسموں کے درمیان ایک چھوٹا دستہ فوج تھا۔ جب جنگ شروع ہو گئی تو اس نے ان مجسموں کے پیٹ میں آگ بھڑکانے کا حکم دے دیا جب وہ خوب گرم ہو گئے تو درمیان میں سے سپاہیوں کو ہٹ جانے کا حکم دیے دیا اور ان مجسموں کو ہاتھیوں نے آ کر گھیر لیا اور ان پر اپنی سونڈیں مارنا شروع کر دیں تو وہ

جل گئیں اور سب ہاتھی بھاگ نکلے اور راجہ ہی کی افواج کو روند ڈالا اور سکندر کو راجہ ہند پر فتح ہوگئی۔

(۴۷۳) سکندر کا ایک جنگی حیلہ :۔

منقول ہے کہ سکندر نے ایک قلعہ بند شہر پر حملہ کیا اہل شہر نے دروازے بند کر لئے۔ پھر سکندر کو اطلاع پہنچی کہ اہل شہر کے پاس سامان خوراک بقدر کفایت (یعنی قلیل مقدار) ہی موجود ہے تو اس نے اپنے لوگوں کو تاجروں کے بھیس میں شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور خود وہاں سے واپس ہوگیا (اور محاصرہ اٹھالیا) اور بہت کچھ مال و متاع ان مصنوعی تاجروں کے ساتھ کردیا۔ وہاں انہوں نے جو کچھ اپنے پاس تھا اس کو فروخت کیا اور وہاں سے سامان خوراک خرید لیا جب انہوں نے بہت سا ذخیرہ کر لیا تو ان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس سامان خوراک ہے سب پھونک دو اور بھاگ جاؤ انہوں نے اس کی تعمیل کی پھر اس شہر پر حملہ کردیا اور اس کو چند دن کے محاصرہ کے بعد فتح کرلیا۔

اور سکندر کا یہ معمول تھا کہ جب وہ کسی شہر کے محاصرہ کا ارادہ کرتا تو پہلے اس کے گردو پیش کے دیہات کو خوف زدہ کردیتا تھا اور وہ بھاگ کر شہر میں پہنچتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کا سامان غذا جلد کھایا جا کر کمی ہوجاتی پھر شہر کا محاصرہ کرکے اس کو فتح کرلیتا۔

(۴۷۴) قیصر کے لشکر کو شکست :۔

کسریٰ بن ہرمز کی حکایت ہے کہ اس نے اصبہد کو ایک عظیم الشان لشکر دے کر روم کی طرف بھیجا۔ وہاں اس کو اس قدر فتوحات ہوئیں کہ اس سے پہلے اس کو حاصل نہیں ہوئی تھیں اور اصبہد نے روم کے خزانوں پر قبضہ کرلیا اور ان کو ایسی ہیئت کے ساتھ کسرے کے پاس روانہ کیا۔ کسریٰ نے یہ سمجھ لیا کہ اصبہد مزید فتوحات سے ہٹ چکا ہے) اور ان فتوحات نے اس کو بدل دیا ہے اور اس میں تکبر اور خودسری پیدا ہوگئی

ہے تو اس کے پاس ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ اصہد کو قتل کر دے اور یہ شخص جس کو بھیجا گیا تھا عقل مند تھا۔ جب اس نے اصہد اور اس کی تدابیر اور عقل کو دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ ایسے شخص کا قتل بغیر کسی جرم کے ہرگز مناسب نہیں۔ پھر اس نے اصہد کو اپنے بھیجے جانے کی وجہ صاف بتا دی۔ تو اصہد نے قیصر روم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں وہاں سے جواب آیا کہ جب چاہو آ سکتے ہو۔ جب اصہد اور قیصر کی ملاقات ہوئی تو اصہد نے قیصر سے کہا کہ یہ خبیث مجھے قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے اور میرے پاس اسی غرض سے ایک شخص کو بھیجا بھی ہے۔ اب میں اس کو ہلاک کر دینا چاہتا ہوں جیسا کہ اس نے میرے متعلق ارادہ کر رکھا ہے اور سب سے بڑا ظلم اس کی گردن پر ہوتا ہے جو ظلم کی ابتداء کرتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے ایسا وعدہ کریں جس سے میں مطمئن ہو سکوں اور آپ اپنی فوج سے کسریٰ پر حملہ کرنے کے لئے میرا ساتھ دیں اور میں اس کے خزانوں میں سے اتنا مال آپ کو دوں گا جتنا کہ آپ کے اموال پر میں نے قبضہ کیا تھا اور جس قدر اموال کا خرچ آپ اپنے اس سفر میں کریں گے۔ قیصر نے اس کو عہد میثاق لکھ کر دے دیا۔ جس سے وہ مطمئن ہو گیا اور قیصر چالیس ہزار کا لشکر لے کر کسریٰ کے مقابلہ پر آ گیا۔ اب کسریٰ سمجھ گیا کہ صورت حال کیا پیش آئی تو اس نے قیصر کے لشکر کو شکست دینے کے لئے یہ حیلہ کیا کہ ایک قس کو بلایا جو عیسائی بن کر قیصر کے دین میں شامل ہو گیا تھا اس سے کہا کہ میں حریر پر ایک راز کی تحریر لکھ کر تجھے دینا چاہتا ہوں تا کہ وہ تحریر اصہد کو پہنچا دے اور اس راز پر ہرگز کسی کو مطلع نہ کرے اور اس کو ایک ہزار دینار دیئے اور کسریٰ کو اس کا یقین تھا کہ یہ قس وہ خط لے کر چلا اور جیسا کہ کسریٰ کا خیال تھا) اس نے یہ خط قیصر کو جا کر دے دیا۔ قیصر نے دیکھ کر کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اصہد نے صرف ہم کو ہلاک کرنے کے لیے یہ ایک چال چلی تھی تو فوراً واپس لوٹ پڑا اور پیچھے سے کسریٰ نے ایاس بن قبیصۃ الطائی سے حملہ کرا دیا جس نے قیصر

کے لشکر کو قتل کر دیا اور قیصر تھوڑی سی جماعت کے ساتھ بچ کر نکل سکا۔

(۴۷۵) جنگی دنیا میں ذہانت و فطانت اور حکمت سے بھرپور محاورات اور ناقابل یقین حکمت علمی کا ایک عجیب وغریب واقعہ:۔

ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ جذیمہ بن مالک حیرہ (۱) اور اس کے گردو پیش کے علاقہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے ساٹھ سال تک حکومت کی اور اس پر برص کے نشانات تھے اس کی زبردست طاقت تھی نزدیک والے بھی اس سے ڈرتے تھے اور دور والوں پر بھی اس کا رعب تھا۔ عرب پر اس کی اس قدر ہیبت تھی کہ وہ اس کو ابرص کہتے ہوئے ڈرتے تھے بلکہ ابرش کہتے تھے۔ اس نے ملیح بن البراء سے جنگ کی اور یہ حصر کا بادشاہ تھا۔ یہ مقام روم اور فارس کے درمیان میں واقع ہے اور یہ وہی مقام ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے قصیدہ میں کیا ہے جس کا ایک بیت یہ ہے۔

واخو الحضر اذبناه واذدجلة تجبی الیه والخابور

(ترجمہ) اور حضر والوں نے جب اس کی بنیاد رکھی اور جب کہ دجلہ اور خابور کا پانی کا ٹکر وہاں لا گیا تھا ملیح بن البراء کو جذیمہ نے قتل کر دیا اور زباء کو (جو اس کی بیٹی تھی) شام کی طرف دھکیل دیا وہ روم میں پہنچ گئی اور یہ عورت عربی زبان بولتی تھی۔

شگفتہ بیان، بارعب اور بڑی ہمت والی تھی۔ ابن الکلبی کا بیان ہے کہ اس کے زمانہ میں کوئی عورت اس سے زیادہ خوبصورت نہ تھی۔ اس کا نام فارعہ تھا (اور بقول محمد بن جریر طبری نائلہ اور بقول ابن درید میسون تھا) اور اس کے اتنے لمبے بال تھے کہ جب چلتی تو اس کے پیچھے زمین پر کھنچنے لگتے تھے اور جب ان کو پھیلاتی تو ان میں چھپ جاتی تھی اس لئے اس اس کا نام زباء (بہت بالوں والی) مشہور ہو گیا تھا۔ ابن الکلبی نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے باپ کے قتل ہونے کے بعد مبعوث ہوئے تھے اس کی بلند ہمتی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے پھر لوگوں کو جمع کر

لیا اور اموال خرچ کیئے اور اپنے باپ کے ملک میں واپس آ گئی اور ملکہ بن او جزیمتہ الابرش کی حکومت کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اور اس نے دریائے فرات کے مشرق اور مغرب دونوں کناروں پر آمنے سامنے دو شہر بسائے اور دونوں شہروں کے درمیان فرات کے نیچے سے ایک سرنگ لے گئی اور جب دشمن اس پر حملہ کرتے تو وہ اس میں پناہ لے کر قلعہ بند ہو جاتی۔ مردوں سے الگ رہتی اس لئے کنواری رہی اور اس کے اور جذیمہ کے درمیان جنگ کے بعد صلح ہو گئی تھی۔ اس کے بعد جزیمہ کے دل میں اس سے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی تو اس نے اپنے خاص مشیروں کو جمع کر کے اس کے بارے میں مشورہ کیا اور اس کا ایک غلام تھا جس کو قصیر بن سعد کہا جاتا تھا۔ (بعض نے اس کو جذیمہ کے چچا کا بیٹا لکھا ہے مترجم) یہ شخص بہت عاقل بیدار مغز تھا اور خازن اور مہمات امور میں دخیل اور اس کی سلطنت کا معتمد تھا۔ بادشاہ کی بات سن کر سب خاموش رہے مگر قیصر نے شاہی آداب کی بجا آوری کے بعد کہا کہ اے بادشاہ زبا ایک ایسی عورت ہے جس نے مردوں سے اختلاط اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے وہ اب تک کنواری ہے نہ مال کی طرف اس کو رغبت نہ جمال کی طرف اور ہم پر اس کا ایک خون کا بدلہ بھی ہے اور خون بھلایا نہیں جا سکتا۔ اور اس نے آپ کو خوف سے چھوڑ رکھا ہے اور دولت کے بچاؤ کی وجہ سے اور کینہ اس کے دل کی گہرائی میں دفن ہے وہ اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح آگ پتھر کے جسم میں ہوتی ہے کہ اگر اس پر چوٹ پڑتی ہے تو شعلہ دیتی ہے اور چھوڑ دیا جائے تو چھپی رہتی ہے اور دوسرے بادشاہوں کی بیٹیوں بادشاہ کے لئے کمی نہیں جو کفو یعنی خاندانی ہمسری بھی رکھتے ہیں اور ان عورتوں کو بھی رغبت ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا مقام اپنے کمتر کی طرف طمع سے بالاتر بنایا ہے آپ کی شان بلند تر ہے کوئی آپ سے بالاتر نہیں جذیمہ نے کہا کہ اے قیصر وزن دار رائے تو تمہاری ہی ہے اپنے کم تر کی طرف ہی ہے اور احتیاط کا اقتضا وہی ہے جو تم کہے رہے ہو لیکن نفس پر محبت کی وجہ سے

خواہش غالب آجاتی ہے اور ہر شخص کے لئے خدا نے جو مقدر کر دیا ہے وہ تو ہو کر رہی رہتا ہے اس سے بھاگنا اور بچنا ممکن نہیں۔ اس کے بعد زباء کے پاس ایک ایلچی کو پیغام نکاح دے کر روانہ کیا اور اس سے کہا کہ زباء سے مل کر ایسی گفتگو کرو جس سے وہ نکاح کی طرف راغب ہو جائے او دل سے آمادہ ہو جائے جب اس کے پاس پیغام پہنچ گیا تو اس نے سن کر اور سمجھ کر کہا کہ تمہارا آنا اور یہ پیغام سب بسرو چشم ہے اور اس نے بڑی خوشی اور رغبت کا اظہار کیا اور اس کی آمد کی قدر کی اور اس کو اونچی جگہ بٹھایا اور کہا میں اس امر سے اس لئے کنارہ کش رہی ہوں کو مجھ کو اندیشہ تھا کہ برابر کا رشتہ نہ آئے گا اور بادشاہ کا مقام تو میرے مرتبہ سے بلند ہے اور میں اس سے کم درجہ پر ہوں میں بادشاہ کے سوال کو قبول کرتی ہوں اور اس پیغام سے خوش ہوں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس جیسے امور میں مردوں ہی کا، (عورتوں کی طرف) آنا مستحسن ہوتا ہے تو میں خود چل کر اس کے پاس پہنچ جاتی اور اس ایلچی کو قیمتی ہدایا دیئے جو غلاموں اور باندیوں اور خچر اور گھوڑوں پر لدے ہوئے تھے اور ہتھیار اور اموال اور اونٹ اور بکریاں اور بیش قیمت کپڑوں کے اور سونے اور چاندی کے بوجھ جانوروں پر رکھے ہوئے تھے۔ جب جذیمہ کے پاس رشتہ لے جانے والا واپس آیا تو وہ اس کے جوابات سن کر پھولا نہ سمایا اور اس کی لطف و کرم کو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے یقین کرلیا کہ یہ سب حقیقی رغبت اور خوشی پر مبنی ہے اور اس کے نفس نے اس قدر ابھارا کہ اپنی قابل اعتماد خواص اور ارکین دولت اور اعیان مملکت کو جن میں قیصر بھی تھا ساتھ لے کر فوراہی چل پڑا اور اپنا قائم مقام اپنے بھانجے عمرو بن عدی اللخمی کو بنا دیا اور حیرہ پر بنو لُخم میں کا یہ پہلا بادشاہ تھا اس نے ایک سو بیس سال تک حکومت کی اور یہ وہی ہے جس کو جب یہ بچہ تھا جن اٹھا لے گئے تھے اور جب اس کو واپس کیا تو یہ جوان اور دراز قد ہو گیا تھا۔ اس کی والدہ نے اس کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا اور اس کے ماموں (جذیمہ) سے ملنے کے لئے بھیجا اس نے

دیکھ کر کہا شب عمرو بن الطّوق عمر وطوق سمیت جوان ہوگیا۔ یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا (ابن ہشام نے یہ قصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ زباء نے جذیمہ کے پاس خود ہی نکاح کا پیغام بھیجا تھا اور یہ لالچ دلایا تھا کہ اس کے بعد دونوں سلطنتیں ایک ہو جائیں گی اور عمرو بن عدی کی بادشاہی کی مدت ایک سو اٹھارہ سال تحریر کی ہے۔ اشتیاق احمد از حیوٰۃ الحیوان) الغرض عمر بن عدی کو اپنا قائم مقام بنا کر جذیمہ روانہ ہوگیا اور زباء کے علاقہ میں پہنچ گیا جو دریائے فرات پر تھا جس کو نیفہ کہا جاتا تھا وہاں اتر گیا (ایک نسخہ میں بجائے نیفہ کے بقہ لکھا ہے) مترجم۔ اور شکار کیا اور کھانے پینے سے فارغ ہوکر اپنے مصاحبین سے دوبارہ مشورہ کیا تو سب لوگ خاموش رہے اور قصیر بن سعد نے ہی آغاز کلام کیا اس نے کہا اے بادشاہ جس عزم (یعنی کسی اہم کے ارادے) کے ساتھ حزم (احتیاط) شامل نہ ہوا تو اس کا انجام افسوس پر ہوتا ہے تو ایسی باتوں پر جو مظاہر مرصع ہوں اور ان کا کچھ بھی اچھا نتیجہ نہ ہو وثوق نہ کرنا چاہیے اور رائے میں (بجائے عقل خواہش نفس پر مدار نہ رکھنا چاہیے کہ معاملات بگڑ جائیں اور نہ حزم اور احتیاط کو چھوڑ کر جو جی میں آئے وہ کر ڈالنا مناسب کہ یہ دانشمندی سے بعید ہے اور بادشاہ کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے معاملہ میں ثابت قدمی کے ساتھ انجام پیش نظر رکھیں اور بیدار مغزی کے ساتھ احتیاط کا پہلو اختیار کریں اور اگر یہ بات پیش نظر نہ ہوتی کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے تو میں قطعی طور پر بادشاہ کی راہ میں حائل ہو جاتا کہ وہ ایسا نہ کریں۔ پھر جذیمہ نے جماعت کی طرف رخ کیا اور کہا اس امر میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے اس معاملہ میں بادشاہ کی رغبت کے مطابق گفتگو کی اور بادشاہ کی رائے کی تصویب کر دی اور اس کے ارادے کو مضبوط کر دیا جذیمہ نے کہا وزند ارند مشورہ جماعت ہی کا مانا جائے گا اور جو تم رائے دے رہے ہو وہی ٹھیک ہے قیصر نے کہا اری القدر یسابق الحذور لا یطاع لقصیر امر (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ تقدیر الٰہی سبقت کر رہی

ہے یعنی غالب آ رہی ہے۔ بچاؤ کی تدابیر پر اور قصیر کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی ہے) یہ جملہ بھی عرب میں ضرب المثل بن گیا اور جذیمہ نے کوچ کر دیا۔ جب زبا کے شہروں کے قریب پہنچ گیا تو ٹھہر گیا اور زبا کے پاس قاصد بھیج کر اس کو اپنی آمد سے مطلع کیا تو اس نے مرحبا کہا اور آنے پر بڑی خوشی اور رغبت کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کی خدمت میں سامان رسد وضیافت اور سواریوں کے لئے چارہ روانہ کیا جائے اور اپنے لشکر اور خاص عمائد سلطنت اور عام اعیان مملکت اور رعایا کو حکم دیا کہ اپنے سردار اور اپنی مملکت کے بادشاہ سے ملیں تو قاصد جواب لے کر آیا اور اس نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب بیان کر دیا جب جذیمہ نے روانگی کا ارادہ کیا تو قیصر کو بلا کر پوچھا کہ کیا تمہاری رائے اب بھی وہی ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اب تو اس میں میری بصیرت اور بڑھ گئی تو کیا آپ اپنے عزم و ارادے پر قائم ہیں بادشاہ نے کہا ہاں اور میری رغبت پہلے سے اور بڑھ گئی تو قصیر نے کہا لیس الدھر بصاحب لمن لم ینظر فی العواقب (یعنی زمانہ اس کے ساتھ نہیں جو انجام پر نظر نہ رکھے) یہ جملہ بھی عرب میں ضرب المثل بن گیا پھر کہا اور کسی امر کو اس کے ضائع ہونے سے پہلے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اور ابھی تک بادشاہ کے ہاتھ میں بھلائی پر آنے کی قوت باقی ہے۔ اگر آپ کو یہ بھروسہ ہے کہ آپ صاحب ملک ہیں اور آپ کے ساتھی بکثرت ہیں اور آپ کا مقام بلند ہے تو اس وقت تو آپ کا ہاتھ اس قوت اور غلبہ سے خالی ہے اور آپ اپنے قبیلہ اور مستقر سے دور ہو چکے ہیں اور آپ نے اپنی ہستی کو ایسی ذات کے ہاتھوں میں ڈال دیا جس کے مکر اور دھوکے سے میں آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ تو اگر اپنی رائے پر رہیں اور ضرور ہی کریں گے اور خواہش نفس کے پیچھے رہیں گے تو (یہ سن لیجئے) کہ کل اگر آپ سے یہ قوم فرقے فرقے کی حیثیت سے ملی اور آپ کے آگے آگے چلی اور صورت رہی کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں آتی رہیں اور جاتی بھی رہیں تو معاملہ آپ کے ہاتھ میں اور آپ کی رائے درست اور اگر وہ لوگ

آپ سے صف بندی کے ساتھ مجتمع ہو کر ملیں اور آپ کے سامنے دوصف میں ہو کر آئیں یہاں تک کہ جب آپ ان کے بیچ میں آجائیں اور سب طرف گھیر کر آپ پر ٹوٹ پڑیں تو وہ آپ کے نفس کے مالک ہو جائیں گے اور آپ ان کے قبضہ میں جانے لگیں تو اس عصاً کا خیال رکھیں جس کے غبار کو بھی کوئی نہیں پکڑ سکتا ہے ایسا وقت میں آپ کو چاہئے کہ اس کی پشت پر جم جائیں اور یہ آپ کو ہلاکت سے بچا کر نکال سکتا ہے اگر آپ نے اس پر اپنا قبضہ قائم رکھا۔ اور جذیمہ کی ایک ایسی اعلیٰ قسم کی گھوڑی تھی جو پرندوں سے بھی سبقت لے جاتی تھی اور تیز ہواؤں کی برابری کرنے والی تھی اس کا نام عصا تھا۔ جذیمہ نے قصیر کی گفتگو سن لی اور کوئی جواب نہیں دیا اور روانہ ہو گیا۔ اور زباً نے جب اس کا ایلچی جزیمہ کے یہاں سے واپس ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اپنے لشکر کو ہدایت کر دی تھی کہ کل جب کہ جذیمہ آ جائے تو تم سب لوگ اس کے سامنے اکٹھے ہو کر داہنے اور بائیں دوصفوں میں کھڑے ہو جاؤ پھر جب وہ تمہاری صفوں کے بیچ میں پہنچ جائے تو چہار جانب سے اس پر حملہ کر دو اور اس کو خوب گھیر لو اور خبردار یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ اور جذیمہ جب روانہ ہوا تو قصر اس کے دائیں طرف تھا۔ جب قوم صف بستہ سامنے آئی اور دوصفوں میں تقسیم ہو کر (راستہ بنا کر) کھڑی ہو گئی تو جب یہ لوگ وسط میں پہنچ گئے تو وہ سب چاروں طرف سے اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح شکرہ اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور اس کو گھیر لیا۔ اب جذیمہ نے کہا اے قصیر تو ٹھیک کہتا تھا تو قصیر نے کہا اے بادشاہ ابطأت بالجواب حتیٰ فات الصواب۔ یعنی آپ نے جواب دینے میں اتنی دیر لگائی کہ بھلائی کا موقع ہی ضائع ہو گیا (یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قصیر کی گفتگو سن کر جذیمہ نے جواب نہیں دیا تھا اور چل پڑا تھا) عرب میں یہ جملہ بھی بطور ضرب المثل چل پڑا جذیمہ نے کہا اب کیا رائے ہے۔ قیصر نے کہا یہ عصا موجود ہے اس پر سوار ہو کر نکل جاؤ امید ہے کہ آپ کی جان بچا لے جائیں گے۔ مگر جذیمہ نے اس کو پسند نہ کیا اور

اس کو لشکر اپنے ساتھ لے چلا جب قصیر نے دیکھا کہ جذیمہ نے قیدی بننے کے لئے اپنے کو حوالہ کر دیا اور اس کو اب اس کے قتل کا پورا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے حواس جمع کیے اور عصا کی پشت پر قبضہ کیا اور باگ سنبھال کر اس کے ایڑ لگائی اور وہ اس کو لے کر ہوا ہو گئی اس کو جذیمہ نے دیکھا کہ وہ اس کو لے کر صاف نکل گئی اور (جب جذیمہ گرفتار کر کے لایا جا رہا تھا) زباً نے اپنے محل کے اوپر سے جھانک کر کہا تو کیسا اچھا دولہا بنا ہوا مجھ پر جلوہ افروز ہونے اور مجھ سے زفاف کے لئے آ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو لوگوں نے زباء کے پاس پہنچا دیا اور زباً کے ساتھ اس کے قصر میں صرف کنواری لڑکیاں ہی رہتی تھیں ہم عمر اور وہ اپنے تخت پر اس طرح بیٹھی تھی کہ کہ اس کے گرد ایک ہزار خادمائیں تھیں جن میں سے ہر ایک کی لباس اور ہیت کے اعتبار سے نرالی شان تھی اور زباء ان کے درمیان ایسی معلوم ہوتی تھی کہ ایک چاند ہے جس کو چاروں طرف سے ستارے گھیرے ہوئے ہیں۔ زباً نے حکم دیا کہ چمڑے کا فرش بچھایا جائے جو بچھا دیا گیا اور اس نے خادماؤں سے کہا کہ اپنے سردار کا اور اپنے آقا کے دولھا کا ہاتھ سنبھال لو تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چمڑے کے فرش پر بٹھا دیا اس طرح کہ زباً کو اور زباً اس کو دیکھتی رہے اور ایک دوسرے کی بات سن سکیں۔ پھر اس کے حکم سے خادماؤں نے جذیمہ کے ہاتھوں کی شریانیں کاٹ دیں اور دونوں ہاتھوں کے نیچے طشت رکھ دیئے گئے تو اس کا خون طشت میں جمع ہونا شروع ہو گیا۔ پھر کچھ قطرات اس چمڑے کے فرش پر گرے تو زباء نے ان باندیوں سے کہا کہ بادشاہ کا خون ضائع مت کرو اس کو سن کر جذیمہ نے کہا تجھے ایسے خون پر افسوس نہ کرنا چاہئے جس کے بہانے کا ذمہ دار وہ خون والا خود ہی ہے۔ جب جذیمہ کا انتقال ہو گیا تو زبا نے کہا واللہ تیرے خون سے ہمارا حق پورا نہیں ہوا اور نہ تیرے قتل سے پوری تشفی ہوئی ولکن غیض میں فیض یعنی لیکن وہ بڑی چیز کا بدلہ چھوٹی چیز سے ہے (یہ جملہ بھی عرب کے محاورات میں داخل ہو گیا) پھر اس کے حکم سے

دفن کر دیا گیا اور جذیمہ نے اپنی مملکت پر اپنے بھانجے عمرابن عدی کو اپنا قائم مقام بنایا تھا وہ روزانہ حیرہ کے جنگلوں میں جذیمہ کے احوال کی جستجو میں گھومتا پھرتا رہا اور اپنے ماموں کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا وہ ایک دن اس فکر میں نکلا تھا کہ اس کو ایک سوار نظر آیا جو گھوڑا ہوا کی طرح دوڑائے چلا آ رہا ہے اس نے کہا گھوڑی تو جزیمہ ہی کی معلوم ہوتی ہے لیکن سوار کوئی بہمیہ یعنی جانوروں کی طرح سراسمیہ دکھائی دیتا ہے۔ کسی خاص امر کی وجہ سے بے عصا اس طرح آ رہی ہے۔ پھر قصیر قریب آ گیا تو عمرو بن عدی اور دوسرے لوگوں نے حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مقدر بادشاہ کو ہماری اور اس کی موت کی طرف کھینچ کرلے گیا (اور سب قصہ سنایا) اور اس نے کہا زباء سے خون کو بدلہ لے لیجیے۔ تو عمر نے کہا کہ زباء سے خون کا بدلہ کیسے لیا جا سکتا ہے وہ تو شہباز سے بھی زیادہ چست ہے قصیر نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کے مالک کو کس قدر نصیحتیں کی مگر موت اس کو طلب کر رہی تھی (اس لئے کوئی نصیحت کارگر نہ ہوسکی) اور خدا کی قسم جب تک آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں اور سورج طلوع ہو رہا ہے میں اس کے خون کا بدلہ لینے سے غافل نہ ہوسکوں گا یا خون کا بدلہ لوں گا یہ کہ میری جان ضائع ہو جائے اور میں معذور ہو جاؤں۔ پھر قصیر نے اپنی ناک کاٹ ڈالی اور زباء کے پاس اس صورت سے پہنچا گویا وہ عمر بن عدی سے بھاگ کر آیا ہے۔ زباء کو اطلاع دی گئی کہ قصیر بن سعد ہے جو جذیمہ کا چچا کا بیٹا اور اس کا خازن اور مہمات امور میں دخیل رہا ہے یہ آپ کے پاس آیا ہے۔ زبأ نے اجازت دے دی۔ وہ اس کے پاس پہنچا تو زبا نے کہا تو یہاں کیسے آیا اے قصیر جب کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک عظیم الشان خون کا معاملہ ہے اس نے کہا اے باعظمت بادشاہوں کی بیٹی میں آپ کے پاس اس امید سے آیا ہوں جو آپ جیسی بلند حوصلہ شخصیتوں سے ایسے مصائب کے وقت کی جا سکتی ہے اور حق یہ ہے کہ بادشاہ (ملیح بن الکبراء) کا خون اس کو بلا رہا تھا یہاں تک کہ اس

نے انتقام لے لیا اور میں آپ کے پاس عمر بن عدی سے پناہ لینے کے لئے آیا ہوں۔اس نے اپنے ماموں کے قتل میں مجھے متہم قرار دیا اور یہ الزام عائد کیا کہ وہ میرے ہی مشورے سے تمہارے پاس آیا تھا، اس نے میری ناک کاٹ دی اور میرا مال چھین لیا اور اپنے اہل وعیال تک بھی مجھے نہ جانے دیا۔اور مجھے قتل کی دھمکی دی تو مجھے اپنی جان کا خوف ہوا اور میں بھاگ کر آپ کے پاس آیا ہوں اور آپ کی عزت کے سہارے سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں اس نے خوش آمدید کہا اور یہ کہا ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور ہم تم کو ایک پناہ گزیں کا حق دیتے ہیں اور اس کو ٹھہرا لیا گیا اور اس کے لئے جانے کا قیام کا انتظام کر دیا گیا اور اس کو مال اور جوڑے اور خادم عطا کئے اور اس کا خوب اکرام کیا گیا۔قیصر عرصہ تک وہاں مقیم رہا مگر ایسا موقع نہیں ملتا تھا کہ وہ زبا سے اور زبا اس سے گفتگو کر سکے اور وہ موقع فرصت اور حیلہ کی فکر میں لگا ہوا تھا اور زبا ایک مضبوط قلعہ میں محفوظ رہتی تھی جو سرنگ کے دروازے پر بنا ہوا تھا وہاں وہ پورے طور پر محفوظ تھی کہ اس پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا تھا۔اس سے ایک دن قیصر نے کہا کہ عراق میں میری کثیر دولت اور ایسے نفیس ذخائر موجود ہیں جو بادشاہوں کے استعمال کے قابل ہیں اگر آپ مجھ کو عراق جانے کی اجازت دیں اور اتنا مال بھی عطا فرمادیں کہ جس سے تھوڑا تجارتی سامان فراہم کر کے اس کو روانگی کا سبب بنا سکوں اور برسم تجارت اپنے اموال تک پہنچ سکوں تو جس قدر ممکن ہو گا وہاں سے آپ کی خدمت میں لے آؤں گا۔زباء نے اجازت دے دی اور اس کو مال بھی دے دیا تو وہ عراق پہنچا اور کسریٰ کے ملک میں گھوم پھر کر وہاں سے نئی قسم کی عجیب چیزیں خریدیں اور جس قدر مال زباء نے دیا تھا اس سے بہت زیادہ قیمت کی اشیاء لے کر واپس آ گیا جن کو زباء نے بہت پسند کیا اور خوش ہوئی اور اب اس کے یہاں اس کا مرتبہ قائم ہو گیا۔قصیر دوبارہ پھر عراق پہنچا اور پہلے سے بھی بہت زیادہ عجیب جواہر۔کتان۔ریشم اور دیبا کے تھان لے کر آیا۔اب اس کا زباء کے ہاں

خاص مقام بن گیا اور اس کی عزت بہت بڑھ گئی اور زباَ کا میلان اس کی طرف زیادہ ہوگیا۔ اسی طرح قصیر اس کو پھیلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس سرنگ کا پورا راز معلوم کرلیا جو فرات کے نیچے تھی اور اس کا چور دروازہ پہچان لیا۔ پھر تیسری مرتبہ قصیر نے سفر کیا اور پچھلی دونوں بار سے زیادہ نفیس ظروف اور تحائف لے کر آیا۔ اب اس کا مقام زباَ کے نزدیک اس درجہ بلند ہوگیا کہ مہمات ملکی اور پراگندہ امور کی درستی میں اس سے امداد لینے لگی اور ایسے امور کو براہ راست اس کے سپرد اور اپنے خاص معاملات میں اس کی حاجت مند بننے لگی، اور قصیر عقل سے آراستہ، صاحب وجاہت، مستقل مزاج، سلیقہ مند اور ادیب شخص تھا۔ زباء نے ایک دن اس سے کہا میں ملک شام کے فلاں شہر پر حملہ کرنا چاہتی ہوں تم عراق جا کر ہم کو اس قدر ہتھیار اور اتنے گھوڑے اور خچر وغیرہ اور غلام اور کپڑے خرید کر لا دو۔ قصیر نے کہا اور میرے عمر بن عدی کے شہروں میں ایک ہزار اونٹ اور ہتھیاروں کا خزانہ اور گھوڑ، خچر اور غلام اور کپڑے اور ایسے ایسے سامان موجود ہیں اور عمر کو ان کا علم نہیں ہے اور اگر وہ ان پر مطلع ہو جائے تو ان پر قابض ہو کر آپ سے جنگ کرنے میں اس کو مدد مل سکتی ہے اور میں اس کی بربادی کی آس لگائے ہوئے ہوں۔ اب میں بھیس بدل کر اس طرح پہنچ جانا چاہتا ہوں کہ اس کو اطلاع نہ ہو سکے۔ میں وہ سب آپ کے پاس اٹھا کر لاؤں گا جس سے آپ کی سب ضرورت پوری ہو جائے گی۔ تو جس قدر مال کی اس کو ضرورت تھی زباَ نے اس کو دے دیا اور کہنے لگی اے قصیر تجھ جیسے شخص حکومت کی زیبائش ہوتے ہیں اور تیرے ہی جیسے لوگوں سے عمدگی سے انصرام امور ہوتا ہے اور مجھے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ جذیمہ کے انتظامات مملکت تیرے ہی ہاتھ سے انجام پاتے تھے اور مجھ سے بھی تیرا یہ معاملہ ہے) کہ جس کام پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہوں تیرا ہاتھ میری امداد میں کمی نہیں کرتا اور اگر مجھ کوئی پریشانی میں ڈالنے والی حالت پیش آتی ہے تو تو خاموش نہیں بیٹھتا اس گفتگو کو ایک شخص نے سنا جو زباَ کے

خاندان کا تھا اس نے کہا یہ ایک جنگل کا شیر ہے اور جوش سے بھرا ہوا شیر ہے حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اور جب قصیر نے زباؔ سے اپنے تقریب اور اس کے دل پر قابو پا لینے کا اندازہ کیا اس نے کہا کہ اب پیانہ لبریز ہو گیا اور زباؔ سے رخصت ہو کر عمرو بن عدی سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ میں زباؔ کے لئے اپنی تدابیر میں کامیابی حاصل کر چکا ہوں اب کوچ کر دو اور حملہ کنے میں عجلت سے کام لو۔ اس سے عمرو نے کہا میرا کام یہ ہے کہ جو کچھ کہیں اور امر کریں میں سنوں اور تعمیل کروں، اس زخم کے (جو ہم کو لگا ہے) آپ ہی طبیب ہیں۔ اس نے کہا لشکر اور اموال کا انتظام کیجئے۔ اس نے کہا آپ کا حکم واجب التعمیل ہے تو اس نے قوم کے نوجوان اور اپنی مملکت کے سرداروں پر مشتمل دو ہزار اشخاص تیار کئے اور ان کو ایک ہزار اونٹوں پر اس طرح سوار کیا کہ وہ بڑے بڑے سیاہ رنگ کے تھیلوں میں بند ہو گئے اور ان کو مسلح کر دیا اور تلوار اور ڈھال کے ساتھ ہی تھیلوں میں بند کیا گیا تھا اور تھیلوں کے سر کو اندر سے باندھا گیا تھا اور عمرو بن عدی (بادشاہ) بھی ان ہی میں تھا اب گھوڑوں اور خچروں کو ان اونٹوں کے ساتھ جن پر وہ تھیلے لدے ہوئے تھے لئے ہوئے قصیر روانہ ہو گیا جب زباؔ کی حد میں داخل ہو گیا تو بشارت دینے والے آ کر اس کو خوشخبری سنائی کہ قصیر آ گیا ہے۔ جب قصیر شہر کے قرب آ گیا تو اس نے اپنے لوگوں کو تیار رہنے کی ہدایت کی جو بوریوں میں تلواروں اور ڈھالوں سے مسلح چھپے ہوئے تھے اور کہا کہ جب اونٹ شہر کے وسط میں پہنچ جائے تو اس لشکر کے باہر آنے کی یہ نشانی ہے (مثلاً ڈھول بجا دیا جائے گا اور کسی طرح کی آواز مقرر کر لی) اور اس وقت سب لوگوں کو اندر کی گرہیں کاٹ کر فوراً باہر نکل آنا ہو گا جب یہ قافلہ زباؔ کے شہر سے آ ملا تو زباؔ اپنے محل کے اوپر تھی اس نے وہاں اونٹوں کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ لدے ہوئے آ رہے ہیں تو اس کو کچھ شک پیدا ہوا اور اس سے پہلے اس سے قیصر کی برائی کی گئی تھی اور اس سے بچنے کا مشورہ دیا گیا تھا تو اس نے کہنے والے کو یہ جواب دیا تھا کہ قصیر

آج ہمارا ہے ہماری نعمت سے پرورش پا رہا ہے اور حکومت کا بڑا خیر خواہ کارگذار ہے تم کو ایسی خیالات پر صرف حسد ابھار رہا ہے کہ تم میں کوئی اس جیسا نہیں ہے اب اس کے دل میں کھٹک پیدا ہوئی جب کہ اس نے اونٹوں کی کثیر تعداد اور ان پر بڑے وزن کے بورے دیکھے اور قصیر کے بارے میں جو شبہات ڈالے گئے تھے وہ بھی پیش نظر تھے تو اس نے کہا:۔

ما للجمال مشیها ویئدا

اجندلا یحمل ام حدیدا

(ترجمہ) اونٹوں کے آہستہ آہستہ چلنے کی وجہ کیا ہے یہ پتھر کی چٹانیں اٹھائے ہوئے ہیں یا لوہا۔

ام صرفانا باردا شدیدا

ام الرجال فی المسوح سودا

یہ کہیں ٹھنڈی اور سخت ترین موت تو نہیں ایسا تو نہیں کہ ان تھیلوں میں سیاہ رنگ لشکری بیٹھے ہوں۔

پھر اپنی لونڈیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اری الموت الاحمر فی الغرائر السود یعنی میں سرخ موت کو (خون بہنے کی سرخی کی طرف اشارہ ہے) سیاہ تھیلوں میں دیکھ رہی ہوں یہ جملہ عرب میں ضرب المثل ہو گیا۔ قصیر کے اونٹوں کا قافلہ جب وسط شہر میں داخل ہو گیا اور کامل طور پر سب داخل ہو چکے تو اس (طے شدہ) علامت کا استعمال کیا گیا تو فوراً ہی سب لوگوں نے تھیلوں کی گرہیں کاٹ ڈالیں اور دو ہزار بازوئے شمشیر زن مع دو ہزار شمشیر و بران زمین پر آ کھڑے ہوئے اور مقتول کے خون کا بدلہ طلب کرنے لگے جس کو دھوکے سے بہایا گیا تھا اور زباً قصر سے گھبراتی ہوئی نکل کر سرنگ کی طرف بھاگنا چاہتی تھی کہ قصیر اس سے پہلے بھاگ کر سرنگ کے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا (اور عمرو بن عدی اس کا پیچھا کر رہا تھا) جب زباً

نے دیکھا کہ وہ گھر گئی اور پکڑی گئی تو اس نے فوراً اپنے ہاتھ میں سے انگوٹھی کو نکال کر نگل لیا (اس کے نگینہ کے نیچے سم ساعت تھا) یعنی فوراً اپنے ہاتھ جان دوں گی نہ تیرے ہاتھ سے اے عمرو! اب اس کو عمرو اور قصیر دونوں نے جالیا دونوں کی تلواریں اس پر ایک ساتھ پڑیں یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگئی اور یہ دونوں اس کی مملکت پر قابض ہو گئے اور اس کا تمام ساز و سامان اپنے تصرف میں لیا اور قصیر نے جذیمہ کے نشان مدفن پر قبر بنا کر اس پر یہ ابیات تحریر کئے۔ کہتا ہے:۔

ملک تمتع بالاعسا کرو القنا
والمشرفیہ عزہ ما توصف

(ترجمہ) ایہ ایک بادشاہ (کی قبر) ہے جو عظیم الشان لشکروں سے متمتع تھا اور نیزوں اور تلواروں سے نادر کردیا ہے اس کو ان اوصاف نے جو بیان کئے جاتے ہیں

فسعت منیتہ الی اعدائہ
وھو المتوج و الحسام المرھف

پھر اس کی موت کس کو دشمنوں کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ حالانکہ وہ تاجدار اور صاحب شمشیر براں تھا۔

(۴۷۶) شمر ذوالجناح کا سمرقند کا محاصرہ اور فتح:۔

ہم کو یہ روایت پہنچی کہ ایک بادشاہ تھا جس کو شمر ذوالجناح کہا جاتا تھا اس نے سمرقند پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کرلیا مگر کچھ کامیابی نہ ہوسکی تو اس نے شہر کے گرد تجسس کے لئے چکر لگانا شروع کیا اور ایک شخص کو جو اہل شہر میں سے تھا گرفتار کرلیا اور دلجوئی کر کے اس کے دل کو اپنی طرف مائل کرلیا اور اس سے شہر کا حال دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ وہاں کا بادشاہ تو محض ایک احمق ہے اس کا سب سے بڑا کام صرف کھانا پینا اور جماع کرنا ہے البتہ اس کی لڑکی رعایا کی سب ضرورتوں کو پورا کرتی ہے تو شمر نے اس کی معرفت اس کے پاس ہدیہ بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ میں مال جمع کرنے کی

کوشش نہیں کر رہا ہوں کیونکہ میرے پاس چار ہزار صندوق سونے چاندی سے بھرے ہوئے موجود ہیں وہ سب میں تیرے پاس بھیج کر چین پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اگر میں نے اس پر زمین کو فتح کر لیا تو تو مجھ سے شادی کر لینا اگر میں ہلاک ہو گیا تو تمام مال کی تو مالک رہے گی جب یہ پیغام پہنچا تو اس نے کہا اس کو منظور کرتی ہوں اس کو مال بھیج دینا چاہئے تو شمر نے اس کے پاس چار ہزار صندوق روانہ کر دیئے اور ہر صندوق میں دو آدمی بٹھا دیئے وار شمر نے اپنے اور صندوق والوں کے درمیان جھانج بجانے کو علامت قرار دیا (کہ یہ آواز سنیں فوراً باہر آ جائیں) جب یہ صندوق شہر میں پہنچ گئے تو اس نے جھانج بجانا شروع کر دیا تو سب سپاہیوں نے فوراً باہر نکل کر شہر کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور شمر اپنے لشکر کو حملہ کے لئے لے کر چل پڑا تھا فوراً شہر میں داخل ہو گیا اور لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال دولت ملا اس پر قبضہ کر کے چین کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۴۷۷) کسریٰ شاہ فارس انتہائی درجہ ذکی الطبع تھا:

کسریٰ شاہ فارس انتہا درجہ ذکی الطبع تھا ہم کو اس کی حکایت معلوم ہوئی کہ ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے خلاف کسریٰ کے حضور میں چغلخوری کی تو کسریٰ نے جواب لکھا کہ ہم تیری خیر خواہی سے خوش ہوئے اور تیرے دوست کی ہم اس لئے مذمت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں کو پہچاننے میں کوتاہ ہے۔

(۴۷۸) کسریٰ نے مر کر بھی اپنے قاتل کو قتل کیا:۔

کسریٰ کے منجموں نے اس کو خبر دی کہ تجھ کو قتل کیا جائے گا تو اس نے کہا کہ میں بھی اپنے قاتل کو ضرور قتل کروں گا تو اس کے حکم سے سخت زہر کو بعض ادویہ میں ملا دیا گیا (اور اس کو مرتبان میں رکھ دیا گیا) پھر اس پر تحریر کر دیا گیا ''جماع کی دوا جس کا تجربہ کیا گیا جو شخص اتنے وزن میں کھائے گا وہ ایک دن میں اتنی مرتبہ جماع کر سکتا ہے۔'' جب اس کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کیا اور اس کے خزانوں کی تفتیش کی تو

اس پر بھی نظر پڑی تو اپنے دل میں کہا یہی وہ دوا ہے جس کی وجہ سے وہ اتنی لونڈیوں سے ہم بستر ہوتا تھا اور کچھ دوا اس میں سے کھا گیا اور مر گیا۔ تو کسریٰ نے مر کر بھی اپنے قاتل کو قتل کر دیا۔

(۴۷۹) کسریٰ وہ پہلا مردہ ہے جس نے زندہ سے اپنے خون کا بدلہ لیا:۔

اور ایک روایت میں اسی طرح ہے کہ شیرویہ نے جب اپنے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تو اس شخص کو بھیجا جس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ کسریٰ نے اس سے کہا چونکہ تیرا حق ہم پر واجب ہے اس لئے ہم تجھ کو ایک خاص چیز کا نشان دیتے ہیں (جس کو تو لے لینا) اس سے تو مالدار ہو جائے گا اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے تو اس نے بتایا کہ وہ فلاں صندوق ہے (بعد قتل کسریٰ) وہ شخص شیرویہ کے پاس گیا اور اس کو اس بات کی خبر دی تو اس نے وہ صندوق نکالا (اس کو کھولا گیا) اس میں سے ایک ڈبہ برآمد ہوا جس میں گولیاں تھیں اور ایک تحریر تھی کہ جو شخص اس میں سے ایک گولی کھالے گا وہ ایک شب میں دس عورتوں کا ازالہ بکارت کر سکے گا۔ شیرویہ کو لالچ دامن گیر ہوا اور اس کو صحیح سمجھ کر لے لیا اور اس شخص کو معاوضہ دے دیا۔ پھر اس میں سے ایک گولی کھالی جس سے ہلاک ہو گیا۔ تو کسریٰ وہ پہلا مردہ ہے جس نے زندہ سے اپنے خون کا بدلہ لے لیا۔

(۴۸۰) حیلہ کر کے ایک بادشاہ تعاقب کرنے والوں سے بچ گیا:۔

ایک بادشاہ مغلوب ہو کر بھاگا تو جو لوگ اس کے تعاقب میں تھے ان کے سامنے شیشے کے نگینے بکھیرتا گیا جن کو اس طرح مختلف رنگ دیئے گئے تھے کہ وہ سرخ اور سبز جواہر معلوم ہوتے تھے اور پیتل کے دینار جس پر سونے کا ملمع تھا تو تعاقب کرنے والے ان چیزوں کے چگنے میں مشغول ہو گئے اور وہ ان سے بچ کر نکل گیا۔

(۴۸۱) ایک اور واقعہ:۔

ایک بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ایک لشکر اس پر چڑھائی کرنے والا ہے اس نے بہت سے جو لے کر انہیں پانی میں پکوایا کنیر کے شاخوں کے ساتھ پھر ان کو سکھالیا۔ پھر ایک چوپایہ پر اس کا تجربہ کیا جب چوپایہ نے جو کھائے تو اسی دن مر گیا (جب دشمنوں کے قریب آنے کی اطلاع ہوئی) تو اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گیا اور جو اور غلہ (کی ڈھری) ویسے ہی بکھیرے ہوئے چھوڑ گیا۔ جب وہ لشکر یہاں پہنچ گیا تو انہوں نے اپنے جانوروں کی جو کے ڈھیروں پر چھوڑ دیا تو سب کے سب مر گئے۔

(۴۸۲) خنزیر سے ہاتھیوں کا مقابلہ:۔

ایک ایسی قوم نے جنگ کیا جن کے ساتھ ہاتھی تھے اور اس سبب سے دشمنوں پر ان کا پلہ بھاری تھا۔ ایک شخص نے دشمنوں کو اشارہ کیا کہ خنزیر پکڑ لائیں اور اس کو ہاتھی کی سونڈ پر ماردیں (ایسا کیا گیا تو خنزیر نے چیخنا شروع کردیا) جب ہاتھیوں نے اس کی آواز سنی تو بھاگ گئے۔

(۴۸۳) ایک جہاد میں کفار کی ہزیمت کا سبب:۔

(ایک جہاد کے موقع پر کفار کے ساتھ ہاتھی تھا تو) ایک شخص اپنی گود میں بلاؤ کو دبالایا اور تلوار لے کر ہاتھی کی طرف بڑھا اور ہاتھی کی سونڈ میں تلوار تھی جب قریب پہنچا تو بلاؤ کو ہاتھی کے منہ پر پھینک مارا۔ ہاتھی پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگا کہ جو لوگ اس پر بیٹھے تھے سب نیچے گرے اور مسلمانوں نے تکبیر کی آواز بلند کی (اور حملہ کردیا) اور یہی کفار کی ہزیمت کا سبب ہوا۔

(۴۸۴) اسلم بن زراعہ کا جواب:۔

اسلم بن زراعہ سے کہا گیا کہ اگر تو مروان بن ادیہ (۱) کے ساتھیوں کے مقابلہ سے بھاگا (جن کی قوت اسلم کی قوت سے زیادہ تھی) تو تجھ پر (۲) امیر عبداللہ بن زیاد ناراض ہو جائے گا اسلم نے جواب دیا کہ یہ بہتر ہے کہ امیر مجھ سے ناراض ہو اور میں زندہ ہوں اس سے کہ امیر مجھ سے خوش ہو اور میں مردہ ہوں۔

(۴۸۵) جانوروں کے خلاف فعل سے ایک دانشمند کا دشمن کی فوج کا اندازہ لگانا:۔

ایک امیر (دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو ابھی تک سامنے نہیں پہنچے تھے) نکلا اس کے ساتھ ایک دانشمند بھی تھا۔ جب کہ سب لوگ ناشتہ میں مشغول تھے اس نے امیر سے کہا سوار ہو جاؤ دشمن قریب آ گئے ہیں اس نے کہا کیسے ابھی تو کوئی بھی نظر نہیں آتا اس نے کہا جلدی کرو سوار ہونے میں تمہارے اندازے سے بہت پہلے دشمن آیا چاہتا ہے تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے سوار ہو گیا اتنے میں غبار دکھائی دینے لگا اور تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے گھوڑے نظر آنے لگے۔ امیر نے تعجب سے پوچھا کہ تم کیسے سمجھ گئے۔ اس نے کہا کہ آپ نے وحشی جانوروں کو نہیں دیکھا کہ ہماری طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں حالانکہ ان کی عادت یہ ہے کہ یہ ہم سے بھاگتے ہیں میں اس سے سمجھا کہ ان سے خلاف عادت فعل ایسے امر کی وجہ سے واقع ہوا۔ جس نے ان کو خوف زدہ کیا ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

باب ۲۶

طبیبوں کی ذہانت کے واقعات

(۴۸۶) طب میں حکیم ابوبکر رازی کی حذاقت اور تیزی :۔

محمد بن علی الامین کہتے ہیں کہ ہم سے بعض قابل وثوق اطباً نے بیان کیا کہ ایک لڑکا بغداد سے رے پہنچا۔ راستہ میں اس یہ شکایت ہوگئی کہ اس کے منہ سے خون آتا تھا اس نے مشہور طبی حاذق ابوبکر رازی کو بلا کر خون دکھایا اور تکلیف کا حال سنایا تو رازی نے اس کی نبض اور قارورے کو دیکھا اور اس کے حال پر غور کیا تو مرض سل کی کوئی دلیل موجود نہ تھی اور نہ کوئی زخم تھا اور کوئی دوسری بیماری نہ پہچانی جا سکی تو بیمار سے کہا کہ ٹھہریئے تاکہ اس کے حال پر اچھی طرح غور کیا جا سکے۔ مریض پر یہ بات بہت بھاری گذری اور اس نے کہا کہ یہ زندگی سے مایوسی کی دلیل ہے کہ ایسا حاذق طبیب بیماری کو نہ سمجھے اور اس کا رنج بڑھ گیا۔ رازی اس کی حالت پر غور کرنے کے بعد پھر واپس آئے اور اس سے پانی کی کیفیت دریافت کی جو دوران سفر میں اس نے پیا تھا۔ تو مریض نے بتایا کہ اس نے حوض اور بند تالاب کا پانی پیا ہے رازی چونکہ بہت تیز طبع تھا اس لئے اس کے خیال میں یہ بیٹھ گئی کہ پانی میں جونک تھی جو معدہ میں اتر گئی اور یہ خون اسی کے فعل کا نتیجہ ہے اب رازی نے کہا کل ہم تمہارا علاج کریں گے مگر اس شرط پر کہ تم اپنے لڑکوں سے کہہ دو کہ جو کچھ تمہارے بارے میں حکم دوں اس میں وہ میری اطاعت کریں اس نے کہا بہت اچھا پھر رازی واپس ہو گئے اور دو بڑے لگن کائی کے بھروا کر منگائے اور دوسرے دن ان کو ساتھ لے کر مریض کے پاس پہنچے اور ان کو وہ دونوں لگن دکھا کر کہا یہ سب جس قدر دونوں لگن مین ہے نگل جاؤ۔ وہ تھوڑا سا نگل کر ٹھہر گیا۔ رازی نے کہا نگلو۔ اس نے کہا نہیں نگلا جاتا۔ رازی نے لڑکوں سے کہا اس کو پکڑ کر اس کا منہ کھول دو انہوں نے اس کی تعمیل

کی اس کو سیدھا لٹا کر اس کا منہ کھولا اور رازی نے وہ کائی اس کے حلق میں ٹھونسنا شروع کر دی اور خوب سختی سے بھینچ بھینچ کر بھرتے رہے اور اس کو نگلنے کا مطالبہ کرتے تھے اور دھمکیاں بھی دیتے تھے کہ اگر نہ نگلا تو مار پڑے گی یہ یہاں تک کہ زبردستی ایک لگن کائی تو نگلا دی اور وہ شخص فریاد کرتا رہا اور کہتا رہا کہ مجھے ابھی قے ہو جائے گی پھر رازی نے اس کے حلق میں ٹھونسنا شروع کر دی اور اب اس کو قے ہوگئی۔ تو رازی نے اس قے کو پر غور کیا تو اس میں جونک موجود تھی۔ صورت یہ ہوئی کہ جب جونک کے پاس کائی پہنچ گئی تو وہ اپنے طبعی میلان کی وجہ سے اس کے قریب سوئی اور اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اور کائی پر متوجہ ہوگئی (پھر طبیعت نے کائی کو مع جونک کے باہر پھینک دیا) اور مریض تندرست ہو کر اٹھ بیٹھا۔

(۴۸۷) ایک طبیب کی مرض کی تعجب خیز تشخیص:۔

علی بن الحسن الصید لانی نے ہم سے بیان کیا کہ ہمارے پاس ایک نوعمر لڑکا تھا ایک مرتبہ اس کے معدہ میں شدید درد ہو گیا جس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ اس درد کے اکثر اوقات سخت چوکے لگتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ لڑکا مرنے کے قریب ہو گیا اور اس کا کھانا بھی کم ہو گیا اور بدن سوکھ گیا۔ پھر اس کو اٹھا کر اہواز لایا گیا اور بہت کچھ علاج کیا گیا مگر قطعاً فائدہ نہ ہوا اس کو گھر واپس لایا گیا اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اتفاقاً ایک طبیب ادھر سے گذرا اس کا حال دیکھا اور بیمار سے کہا کہ مجھ سے اپنی تندرستی کے زمانہ کا حال پورے طور سے بیان کر اس نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں باغ میں گیا وہاں جس کوٹھرے میں گائیں بندھتی ہیں فروخت کے لیے بہت سے انار پڑے ہوئے تھے میں نے ان میں سے بہت سے کھائے۔ طبیب نے پوچھا کہ کس طرح کھائے تھے اس نے کہا اس طرح کہ انار کا سر دانتوں سے کاٹ کر پھینکتا رہا اور پھر توڑ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاتا رہا۔ اس کے بعد طبیب نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم تیرا علاج کریں گے۔ دوسرے دن طبیب ایک ایک ہنڈیا

میں گوشت کے پکے ہوئے پارچے لے کر آیا وہ ایک تیار کتے کے بچے کے گوشت کے بنائے گئے تھے اس نے بیمار سے کہا یہ کھا لے بیمار نے پوچھا کہ یہ کیا ہے طبیب نے کہا جب تو کھا لے گا تو بتائیں گے۔ بیمار نے کھا لیا۔ پھر اس نے طبیب نے کہا اچھی طرح پیٹ بھر کر کھا جب نے اس خوب پیٹ بھر لیا تو طبیب نے کہا تو سمجھا ہے کہ تو نے کیا کھایا ہے؟ اس نے کہا نہیں! طبیب نے کہا کتے کا گوشت کھایا ہے بس اس کو فوراً ہی قے ہوگئی طبیب اس کی قے کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کی چیز کھجور کی گٹھلی جیسی ڈالی جو حرکت کر رہی تھی اس کو طبیب نے پکڑ لیا اور بیمار سے کہا اپنا سر اٹھا اب تو اچھا ہو چکا ہے اس نے اپنا سر اٹھایا تو اس کو متلی روکنے کے لئے دوا پلائی اور اس کے چہرے پر گلاب کے چھینٹے مارے۔ پھر اس کو وہ گری ہوئی چیز دکھائی تو وہ چیچڑی تھی اور کہا کہ جس جگہ انار پڑے ہوئے تھے وہاں گائے کی چیچڑیاں بھی تھیں۔ ان میں سے ایک چیچڑی ایک انار کے سر پر آ گئی۔ وہی انار تو نے منہ میں لے کر اس کا سر کاٹا اور وہ انار سے تیرے حلق میں اتر گئی اور اس نے معدہ کو چمٹ کر اس کو چوسنا شروع کر دیا اور یہ مجھ کو معلوم تھا کہ چیچڑی کتے کے گوشت پر زیادہ دوڑتی ہے (اس لئے میں نے تجھ کو یہ کھلایا اگر یہ صحیح نہ ہوتا تو جو کچھ تو نے کھایا ہے اس سے نقصان نہ پہنچتا) بیمار تندرست ہوگیا۔ طبیب نے نصیحت کی کہ خبردار آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا کہ بغیر دیکھے کوئی چیز منہ میں لے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(۴۸۸) کوئی موٹا آدمی اچھا نہیں ہوتا بجز امام محمدؒ جیسا ہو:۔

ہم سے ابوادریس الخولانی نے ذکر کیا کہ میں نے محمد بن ادریس شافعیؒ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی موٹا آدمی اچھا نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ (امام) محمد بن الحسن (جیسا) ہو آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ ایک صاحب عقل ان دو خصلتوں میں سے کسی سے ایک خالی نہیں ہوتا یا تو وہ آخرت کا اور جہاں اس کو اس دنیا سے لوٹ کر

جانا ہے اس کا اہتمام کرے گا اور یا اپنی دنیا اور راحت زندگی کا اہتمام کرے گا اور چربی فکر اور غم کے ہوتے ہوئے نہیں جمتی۔ جب کسی شخص میں دونوں باتیں نہ ہوں تو وہ چوپاؤں کے حد میں داخل ہے اس کی چربی جمتی رہے گی (اور وہ پھولتا اور موٹا ہوتا رہے گا) پھر آپ نے یہ قصہ سنایا کہ پچھلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور وہ بہت موٹا تھا اس کے بدن پر بہت چربی چڑھی ہوئی تھی اور اپنے کاموں سے معذور ہو گیا تھا اس نے اطباء کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی مناسب تدبیر کرو کہ میرے اس گوشت میں کمی ہو کر بدن ہلکا ہو جائے لیکن وہ کچھ نہ کر سکے۔ پھر ایک ایسے شخص کو اس کے لئے تجویز کیا گیا جو صاحب عقل و ادب اور طبیب حاذق تھا تو بادشاہ نے اس کو بلا کر حالت سے باخبر کیا اور کہا کہ میرا علاج کر دو میں تم کو مالدار کر دوں گا اس نے کہا اللہ بادشاہ کا بھلا کرے میں ستارہ شناس طبیب ہوں۔ مجھے مہلت دیجئے کہ میں آج کی رات آپ کے طالع پر غور کر کے دیکھو کہ کون سی دوا آپ کے ستارے کے موافق ہے وہ بھی آپ کو پلائی جائے گی پھر وہ اگلے دن حاضر ہوا اور بولا کہ اے بادشاہ مجھے امن دیا جائے بادشاہ نے کہا امن دیا گیا۔ حکیم نے کہا میں نے آپ کے طالع کو دیکھا وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی عمر میں سے صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے اب اگر آپ چاہیں تو میں علاج شروع کروں اور اگر آپ اس کی وضاحت چاہتے ہیں تو مجھے اپنے یہاں قید کر لیجئے اگر میرے قول کی حقیقت قابل قبول ہو تو چھوڑ دیجئے اور قتل کر دیجئے بادشاہ نے اس کو قید کر لیا اور سب تفریحات بالائے طاق رکھیں اور لوگوں سے الگ رہنا اختیار کر لیا اور گوشہ نشین بن گیا۔ تنہا رہنے کا اہتمام کرنے لگا جو دن گزرتا گیا اس کا غم زیادہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا جسم گھٹ گیا اور گوشت کم ہو گیا جب اس طرح اٹھائیس دن گذر گئے تو طبیب کے پاس آدمی بھیج کر اس کو نکالا۔ بادشاہ نے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے طبیب نے کہ اللہ بادشاہ کی عزت زیادہ کرے میرے اللہ کے یہاں یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ مجھے غیب کے علم پر مطلع کر دیتا واللہ میں تو

اپنی عمر بھی نہیں جانتا تو آپ کی عمر کا کیا حال جان سکتا تھا۔ میرے پاس آپ کے لئے بجز غم کے کوئی دوا نہیں تھی اور میرے اختیار میں آپ کے اوپر غم کو مسلط کرنے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں تھی تو اس تدبیر سے آپ کے گردوں (اور دیگر اعضاء) کی چربی گھل گئی بادشاہ نے اس کو بہت انعام دے کر رخصت کیا۔

(۴۸۹) مصر کے مشہور طبیب قطیعی کی طب میں مہارت:۔

ہم کو ابوالحسن بن الحسن بن محمد الصالحی کاتب سے معلوم ہوا اس نے بیان کیا میں نے مصر میں ایک طبیب کو دیکھا وہاں قطیعی کے نام سے مشہور تھا اس کی ماہوار آمدنی جو بطور وظائف ہر مہینہ رؤسا لشکر سے ہوتی تھی اور سلطان کی طرف سے جو مشاہرہ تھا اور جو عوام سے آمد ہوتی تھی ایک ہزار دینار تھی اور اس نے اپنا مکان بھی شفا خانہ کے مشابہ بنایا تھا جس کے ایک حصہ میں ضعفاء اور بیماروں کے ٹھہرے کا انتظام تھا یہ ان کا علاج کرتا تھا ان کی غذا اور ادویہ اور خدمت پر اپنی آمدنی کا بڑا حصہ خرچ کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رئیس کے نوجوان لڑکے کو مصر میں سکتہ ہو گیا تو اس کو دیکھنے کے لئے تمام اطباء کو جمع کیا گیا ان میں قطیعی بھی تھا۔ تمام اطباء کی رائے اس کی موت پر متفق ہو گئی سوائے قطیعی کے اور اہل میت نے اس کو نہلانے اور دفن کا انتظام بھی شروع کر دیا تھا قطیعی نے کہا میں اس کا علاج کرتا ہوں اور موت سے زیادہ جس پر ان لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اور تو کسی نقصان کا اندیشہ ہی نہیں ہے (موت تو نقصان کی آخری حد ہے) اہل میت نے اس کو قطیعی کے سپرد کر دیا۔ اس نے کہا ایک غلام کو جو قوت کے ساتھ کوڑے مار سکے اور کوڑے منگاؤ چنانچہ یہ بھی لائے گئے۔ قطیعی نے مارنے کا حکم دیا اس نے کھینچ کر دس کوڑے پوری طاقت سے مارے پھر اس نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اور دس لگوائے پھر تجسس کیا اور اطباء سے پوچھا کہ کیا مردے کی نبض حرکت کر سکتی ہے انہوں نے کہا نہیں (قطیعی نے ان سے) کہا کہ اس کی نبض پر غور کرو تو سب نے اتفاق کیا کہ نبض میں حرکت موجود ہے

پھر دس کوڑے اور مارے پھر کہا کہ اب پھر دیکھو اطباء نے دیکھ کر کہا اب پہلے سے بڑھی گئی ہے۔ پھر دس کوڑے اور مارے تو اور بڑھ گئی پھر دس اور مارے تو مریض نے آہ کی پھر دس کوڑے اور مارے اب مریض چلایا تو اب مارنا بند کرا دیا تو مریض نے بیٹھ کر آہ آہ کرنا شروع کی قطیعی نے پوچھا تمہیں کیا محسوس ہوتا ہے مریض نے کہا مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے قطیعی نے کھانا کھلانے کی ہدایت کی مریض کو مناسب کھانا کھلایا گیا تو اس کی قوت عود کر آئی اور اچھا ہو کر کھڑا ہو گیا اس سے اطباء نے پوچھا کہ یہ طریق علاج آپ کو کیسے معلوم ہوا قطیعی نے کہا کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں گیا۔ جس کے ساتھ اعراب کے گھوڑے سوار ہماری حفاظت کے لئے چل رہے تھے ان میں ایک سوار اپنے گھوڑے سے گر گیا اور اس کو سکتہ پڑ گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ شخص مر گیا تو ان میں سے ایک بوڑھا آیا اور اس نے اس کو بہت ہی شدت اور سختی سے مارنا شروع کیا۔ جب تک اس کو ہوش نہ آ گیا اس وقت تک برابر مارتا ہی رہا میں اس سے سمجھا کہ چوٹ اپنی طرف حرارت کو کھینچتی ہے جس نے اس کے سکتہ کو زائل کر دیا اسی قیاس پر میں نے اس بیمار کا علاج کیا۔

(۴۹۰) مرض استسقاء کے لئے ایک طبیب کی تجویز دوا:۔

ابو منصور بن ماریہ کا بیان ہے جو روٗسا بصرہ میں تھا کہ ہمارے ایک شیخ نے ذکر کیا کہ ایک شخص کو ہمارے رشتہ داروں میں سے مرض استسقاء ہو گیا جب زندگی سے مایوسی کی نوبت آ گئی تو اس کو بغداد لایا گیا اور اطباء نے باہمی مشورے سے اس کے لئے بڑی دوائیں تجویز کیں تو ان کو بتایا گیا کہ مریض ان ادویہ کو کھا چکا ہے اور ان سے کوئی نفع نہیں ہوا تو انہوں نے اس کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کر دیا اور کہہ دیا کہ اب اس کے دفع مرض کے لئے ہمارے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے۔ اس بات کو بیمار نے سن کر کہا اور اب مجھے چھوڑ دو کہ میں دنیا کی جن چیزوں کو دل چاہتا ہے کھا پی لوں اور پرہیز سے مجھے نہ قتل کرو تیمارداروں نے کہا جو کچھ جی میں آئے کھاؤ۔ وہ بیمار گھر

کے دروازے پر بیٹھ جاتا تھا جو بیچنے والا دروازے کے سامنے سے گذرتا یہ اس سے خریدتا اور کھاتا ایک مرتبہ اس کے سامنے ایک پکی ہوئی ٹیڑیاں بیچنے والا شخص آیا تو اس نے پانچ سیر ٹیڑیاں خریدیں اور سب کی سب کھا گیا اب اس کو اسہال ہونے شروع ہوئے یہاں تک کہ تین دن میں تین سو مرتبہ سے زیادہ اس کو بیت الخلا کے لئے اٹھنے کی ضرورت ہوئی اور مرنے کے قریب ہوگیا۔ پھر اسہال بند ہو گئے اور جو کچھ (مادہ خبیثہ) اس کے پیٹ میں تھا سب نکل گیا اور قوت پیدا ہوگئی اور اچھا ہو گیا اور اپنی ضرورتوں کے لئے باہر پھرنے لگا ایک مرتبہ ایک طبیب نے (جو اس کی صحت سے مایوس ہو چکا تھا) اس کو تندرست دیکھ کر بہت تعجب کیا اور اس سے حال پوچھا تو اس نے بیان کر دیا اس نے کہا ٹیڑی کی تاثیر تو یہ نہیں ہے کہ اس سے ایسی کیفیت ظاہر ہو۔ یہ لازمی بات ہے کہ جن ٹیڑیوں کے کھانے سے یہ بات پیدا ہوئی ان میں سے کوئی خصوصیت ہو آ گئی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس شخص کا پتہ دو جس نے وہ ٹیڑیاں تمہارے ہاتھ بیچی تھیں۔ یہ اس کو ڈھونڈتے رہے یہاں تک کہ وہ دروازے کے سامنے سے گذرا اور اس کو طبیب نے دیکھ لیا۔ طبیب نے اس سے کہا کہ تو نے ٹیڑیاں کس سے خریدی تھیں اس نے کہا میں نے خریدی نہیں میں خود ہی شکار کرتا ہوں اور بہت سی جمع کر کے پکاتا ہوں اور فروخت کرتا ہوں۔ طبیب نے پوچھا کہ تو ان کا شکار کہاں سے کرتا ہے اس نے جگہ بتائی جو بغداد کی آبادی سے چند کوس کے فاصلہ پر تھی۔ اس سے طبیب نے کہا میں تجھ کو ایک دینار دوں گا تو میرے ساتھ اس جگہ چل جہاں سے ان ٹیڑیوں کا شکار کیا کرتا ہے۔ اس نے منظور کر لیا اور دونوں اس جنگل میں پہنچے اور طبیب دوسرے دن واپس آیا اور رکھا اس کے ساتھ کچھ ٹیڑیاں اور کچھ بوٹی تھی۔ لوگوں نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں اس جگہ پہنچا جہاں سے یہ شخص ٹیڑیوں کا شکار کیا کرتا ہے جو ایسے صحرا کی گھاس کھاتی ہیں جس میں صرف یہی بوٹی ہے جس کا نام ماذریوں ہے اور یہ استقاء کی ادویہ میں

سے ہے یہ دوا اگر بقدر ایک درہم بیمار کو دی جاتی ہے تو اس کو سخت اسہال شروع ہو جاتے ہیں جن کے رکنے پر اطمینان نہیں کیا جاسکتا اور اس سے علاج خطرناک ہے۔ اسی لئے اطباً اس کو تجویز نہیں کرتے (اس کو فائدہ کی صورت یہ ہوئی کہ) جب ٹیڑیاں اس گھاس پر پڑیں اور انہوں نے اس کو کھایا تو وہ ان کے معدہ میں پکی۔ پھر ٹیڑیاں پکائی گئیں تو دومرتبہ پکنے کی وجہ سے اس دوا کے فعل میں ضعف پیدا ہو گیا اور اعتدال پر آ کر اس قابل ہوگئی کہ اس شخص کو مفید ہوگئی۔

(۴۹۱) حکیم یزید المائی کا واقعہ:۔

ابو بکر جفانی نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی حسین بن ابی عمر (کی طرف گیا تھا تو وہ متفکر اور غمگین تھے میں نے کہا اللہ قاضی القضاۃ کو رنج وغم سے محفوظ رکھے میں یہ کیا حال دیکھ رہا ہوں کہنے لگے یزید المائی کا انتقال ہوگیا۔ میں نے کہا اللہ قاضی القصاہ کو سلامت رکھے یزید المائی کون شخص ہے کہ اگر وہ مرگیا تو قاضی القصاۃ بھی اس قدر شدت کے ساتھ اس پر غمگین ہیں انہوں نے کہ افسوس ہے کہ تجھ جیسا شخص ایسی گفتگو کرے اس شخص کے بارے میں میں جو اپنے فن میں یگانہ روزگار ہو اور وہ مرگیا اور کوئی اس کے بعد ایسا نہیں جو حذاقت میں اس کے قریب بھی ہو جس کو اس کا جانشین مان لیا جائے کسی شہر کے لئے قابل فخر فن میں کوئی مثل موجود نہ ہو جس کی دنیا کو بڑی ضرورت ہو تو کیا ایسا حادثہ علم کے نقصان اور ملکوں کے انحطاط کا باعث نہ ہوگا (اس پر جتنا بھی غم کیا جائے کم ہے) پھر انہوں نے اس کے فضائل گنوانے شروع کر دیئے اور عجیب چیزیں جن سے وہ علاج کرتا تھا اور سخت امراض کے واقعات سنائے جو اس کی تدبیر سے زائل ہوئی اور ایسی بہت سی باتوں کا ذکر کیا۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے انہوں نے کہا عرصہ ہوا کہ مجھے سے اس شہر کے ایک بڑے معزز شخص نے ذکر کیا تھا کہ اس کی لڑکی ایک عجیب بیماری میں مبتلا ہے۔ جس کو وہ اس سے چھپاتی رہی۔ پھر جب وہ اس سے مطلع ہو گیا تو وہ بھی ایک مدت چھپاتا رہا

پھر جب دم لبوں پر آ گیا تو اس نے بیان کیا کہ میں خیال کیا کہ تو اس سے زیادہ مخفی رکھنے کی گنجائش ہی نہیں رہی اور بیماری یہ تھی کہ لڑکی کی شرم گاہ میں درد کے سخت چوکے لگتے تھے جن کی وجہ سے رات کی نیند اور دن کا سکون ختم ہو چکا تھا اور اس تکلیف سے وہ بڑی چیخیں مارتی تھی اور اس کے دوران میں اس میں سے گوشت کے پانی کے رنگ کا تھوڑا سا خون بھی نکلتا تھا اور نہ وہاں بظاہر کوئی زخم تھا اور نہ زیادہ ورم تھا جب مجھے ڈر ہوا کہ یہ اگر مر گئی تو خدا کے سامنے میں گنہگار ہوں گا میں نے یزید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اس نے کہا مجھے ایک بات کہنے کی اجازت دیجئے اور اس پر مجھے معذور سمجھے میں نے کہا بہت اچھا۔ میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں کوئی دوا تجویز کر دوں بغیر موقع کو دیکھے ہوئے اور مجھے اپنے ہاتھ سے بھی تفتیش کرنا پڑے گی اور عورت سے اسباب مرض معلوم کرنے کے لئے کچھ سوالات بھی کرنے پڑیں گے اس احتمال پر کہ ایسے واقعات ہی مرض پیدا ہونے کا سبب ہوئے ہوں۔ میں نے لڑکی کی خطرناک حالت اور موت کے قریب پہنچ جانے کی بناء پر ہر بات کی اجازت دے دی تو اس نے موقع کے تجسس کے بعد سوالات کا سلسلہ بہت لمبا کر دیا اور ایسی باتیں کیں جن کا بیماری سے کچھ تعلق نہیں ہوتا تھا جب تک تکلیف کے سبب کو وہ پہچان نہ گیا اس حد تک کہ قریب تھا کہ میں اس پر حملہ کر دوں میں مجبوراً صبر کئے رہا اور اس کی یہ عادت میرے پیش نظر آ گئی جس کو میں جانتا تھا کہ وہ ہر ایک کے راز کو چھپایا کرتا ہے تو اس کڑوے گھونٹ پر صبر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھ سے کہا کہ کسی کو حکم دو کہ وہ اس کو تھام لے میں نے اس کا انتظام کر دیا۔ پھر اس نے مقام مخصوص میں اپنا ہاتھ سختی سے دے دیا عورت چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی، اور خون جاری ہو گیا اور وہ اپنے ہاتھ سے ایک جانور نکال کر لایا جو گھبلے سے کچھ چھوٹا تھا اور اس کو پھینک دیا اور لڑکی فوراً اٹھ کر بیٹھی اور اس نے اپنے بدن پر کپڑا ڈالا اور کہنے لگی کہ ابا مجھ پر پردہ چھوڑ دو میں اچھی ہوگئی ہوں۔ پھر اس نے اس حیوان کو اپنے ہاتھ سے

نازک حالت ہو گی یہاں تک کہ لوگوں کو ان کی موت کا یقین ہو گیا مجھے بلایا گیا میں نے نبض دیکھی تو نبض خفی پائی اور اس سے چند دن قبل ان کو متلی اور خون کی حرکت بڑھ جانے کی شکایت ہو چکی تھی میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ ابھی سینگیاں کھچوائی جائیں تو کوثر خادم نے کہا اے بدکار کے بچے تو ایک مرے ہوئے شخص کے سینگیاں کھچوانا چاہتا ہے تیری تجویز قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی قدر کی جائے گی یہ اس لئے کہا کہ (وہ ہارون کی موت سے اپنے دل میں خوش تھا) امر خلافت کو اپنے آقا محمد امین الرشید تک پہنچنے کے منصوبے قائم کر رہا تھا مامون الرشید نے کہا (بظاہر تو جو ہونا تھا واقع ہو چکا ہے اب سینگیاں کھچوانے میں نقصان ہی کیا ہے۔ حجام یعنی سینگی رکھنے کے لئے آ گئی اور حجام نے سینگیاں چوسنی شروع کر دیں تو وہ مقام سرخ ہو گیا اس سے میں خوش ہوا۔ پھر میں نے کہا پچھنے لگاؤ تو پچھنے لگائے گئے اس سے خون نکلا۔ تو میں نے اللہ کے لئے سجدہ شکر کیا۔ جیسے جیسے خون نکلتا رہا۔ جسم کا رنگ کھلتا رہا یہاں تک کہ ہارون باتیں کرنے لگے اور پوچھنے لگے کہ میں کہاں ہوں۔ مجھ کو بھوک معلوم ہو رہی ہم نے ان کو کھانا پیش کیا اور بالکل تندرست ہو گ ،،۔ پھر افسر حفاظت سے (جو بادشاہ کا ذمہ دار افسر تھا) پوچھا کہ اس کو سالانہ کیا ملتا ہے اس نے بتایا کہ دس لاکھ درہم ہر سال اور اس کے نائب سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ پانچ لاکھ درہم مجھ سے پوچھا جبریل تجھ کو کیا ملتا ہے میں نے کہا پچاس ہزار تو کہنے لگے ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ان لوگوں کے مشاہرات اتنے زیادہ ہیں کہ وہ بھی ہمارے محافظ ہیں تمہاری طرح اور تمہارا مشاہرہ ان سے اتنا کم۔ پھر حکم دیا کہ آئندہ دس لاکھ درہم دیے جایا کریں۔

(۴۹۳) مردہ کا زندہ کرنا:۔

ابوالحسن بن المہدی القزوینی نے ہم سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ مجھ پر سکتہ پڑ گیا تھا اور میرے متعلقین کو میری موت میں کوئی شبہ نہیں تھا انہوں نے مجھے غسل دیا اور کفن پہنا

کر میرا جنازہ اٹھا کر لے چلے اور میرے پیچھے کچھ عورتیں بھی روتی پیٹتی جا رہی تھیں جب جنازہ ایک طبیب کے سامنے سے گذرا جو ہمارے یہاں مطب کرتا تھا اس کو ابن نوح کہا جاتا تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ یہ تمہارا عزیز زندہ ہے مجھے موقع دو کہ میں اس کا علاج کروں اس پر شور مچ گیا ان سے لوگوں نے کہا اس کو علاج کا موقع دینا چاہیے کیا عجب ہے کہ زندہ ہو جائے ورنہ تمہارا نقصان ہی کیا ہوتا۔ عزیزوں نے کہا ہم کو فضیحتے کا ڈر ہے (کہ حکومت کو نعش کے دفن نہ کرنے پر اعتراض ہوسکتا ہے) حکیم نے کہا اس کا ذمہ دار میں ہوں کہ فضیحتہ نہیں ہوگا انہوں نے کہا اگر ہم پھنس گئے حکیم نے کہا پھر سلطان کا حکم میری ذات پر نافذ ہوگا لیکن اگر یہ اچھا ہو گیا تو مجھے کیا ملے گا انہوں نے کہا جو آپ چاہیں حکیم نے کہا اس کی دیت کے برابر انہوں نے کہا اس قدر مال تو ہماری طاقت سے باہر ہے بالاخر ایک مقدار مال جو ورثاء نے دنیا منظور کی طبیب بھی اس پر راضی ہو گیا اور مجھ کو اٹھا کر حمام میں داخل کیا اور میرا علاج شروع کر دیا۔ میں اس وقت سے چوبیس گھنٹے کے بعد ہوش میں آ گیا اور اس کو طے کردہ رقم دے گئی میں نے اس کے بعد دونوں پاؤں کو کفن میں سیدھے کھڑے ہوئے دیکھ لیا تھا اور مردے کے پاؤں بچھے ہوئے ہوتے ہیں وہ کھڑے نہیں رہ سکتے اس سے میں سمجھا کہ تم زندہ ہو اور میں نے قیاس کیا کہ تم کو سکتہ پڑا ہے اور تم پر تجربہ کیا تو میرا تجربہ صحیح ثابت ہوا۔

(۴۹۴) ایک عیسائی طبیب (موسیٰ بن سنان) کی ذہانت:۔

ابو احمد الحارثی نے بیان کیا کہ ایک عیسائی طبیب تھا جس کو موسیٰ بن سنان کہا جاتا تھا اس کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کا ذکر پھولا ہوا تھا اور وہ پیشاب کرنے پر قادر نہیں تھا اور فریاد کرتا اور چیختا تھا۔ طبیب نے بیماری کا حال اس سے پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ اتنے دنوں سے اس کو پیشاب نہیں ہوا اس نے اس کے ذکر کو پھولا ہوا دیکھا اور اس کے حال پر غور کیا۔ تو اس کو عسر البول کا کوئی سبب نہ ملا اور سنگریزہ تھا تو

دن بھر اس کو اپنے پاس بٹھا کر سوالات کرتا رہا۔ پھر اس نے مریض سے پوچھا مجھے صاف بتا کہ کیا تو نے اپنے ذکر کو کسی ایسے شے میں اذخل کیا ہے جس میں حادثہ کوئی داخل نہیں کرتا جس کے بعد تجھ کو یہ شکایت واقع ہوئی۔ اب یہ شخص چپ ہوا اور کہنے سے شرمایا مگر طبیب حال کھلوانے کی کوشش کرتا رہا اور اس سے رازداری کا وعدہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہہ دیا کہ میں نے ایک گدھی سے نکاح کیا تھا۔ پھر طبیب نے ایک ہتھوڑا منگایا اور چند غلاموں کو بلایا جنہوں نے اس شخص کو سنبھالا اور اس کے ذکر کو لوہار کی سندان پر رکھ کر خوب زور سے ایک ہتھوڑا مارا جس سے وہ تڑپ گیا تو ایک جو نکلا اور یہی قیاس طبیب نے کیا تھا کہ کوئی جو کا دانہ گدھے کی لید کرنے کی جگہ سے سوراخ ذکر میں داخل ہو گیا ہے جب اس پر ہتھوڑا لگا تو وہ نکل آیا۔

(۴۹۵) بدن کی حرارت طبعی سے علاج :۔

ہم سے ابوالقاسم الجہنی نے یہ قصہ سنایا کہ ایک خلیفہ کی محبوبہ کنیز نے کھڑی ہو کر انگڑائی لی یہ خلیفہ غالباً ہارون الرشید تھا جب اس نے انگڑائی لے کر اپنے ہاتھوں کو نیچے لانا چاہا تو نہ لا سکی اور وہ اسی طرح کھلے رہ گئے تو وہ چلائی اور اس کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی اور طبیبوں سے مشورہ کیا ہر ایک نے تدبیر کی اور دوا کا استعمال کرایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس لڑکی کو اسی طور سے کئی دن گذر گئے اور خلیفہ اس کی وجہ سے پریشان تھے تو ان کے طبیب نے آ کر کہا یا امیر المومنین اس کی کوئی دوا نہیں بجز اس کے کہ اس کے پاس ایک اجنبی شخص پہنچے اور اس سے تخلیہ کرے اور اس کی خاص طور پر مالش کرے جس کو وہ جانتا ہے خلیفہ نے اس کی صحت کی خاطر اسے منظور کر لیا پھر طبیب نے ایک شخص کو حاضر کیا اور اس نے اپنی آستین سے تیل کی شیشی نکالی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں اے امیر المومنین کہ آپ اس کو بالکل برہنہ کرا دیں تا کہ اس کے تمام اعضا پر اس تیل کی مالش کروں۔ یہ بات اس پر بہت شاق گذری پھر حکم دیا کہ ایسا کر دیا جائے اور اپنے دل میں اس شخص کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا اور خادم سے کہا

کہ اس کو پکڑ لے اور وہ ننگی ہو جائے تو اس کے پاس پہنچا دے۔ پھر وہ کنیز برہنہ کر کے کھڑی ہوگئی جب وہ شخص اندر گیا اور اس کے قریب ہوا تو اس کی طرف چل کر اپنے ہاتھ اپنی شرم گاہ کی طرف بڑھایا کہ اسے چھونا چاہتا ہے اس کنیز نے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی شرم گاہ کو چھپالیا اور اس وجہ سے اس پر شدت کے ساتھ گھبراہٹ اور حیا کا غلبہ ہوا۔ حرارت طبعی کے پھیلنے کی وجہ سے اس کا بدن گرم ہوگیا اور اس نے اس کے ارادے کو پورا کرنے میں مدد پہنچائی جب اس نے اپنے جسم (یعنی ہاتھوں) کو شرم گاہ کے چھپانے کے لئے استعمال کرنا چاہا۔ جب اس نے یعنی شرم گاہ کو چھپالیا تو وہ اس شخص کی اس حرکت سے شفا پا چکی ہے اب اپنے ہاتھوں کو حرکت مت دینا۔ پھر اس شخص کو خادم پکڑ کر رشید کے پاس لایا اور واقعہ کی اطلاع دی تو اس طبیب سے رشید نے کہا تم اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ مناسب سمجھتے ہو جس نے ہماری حرم کی شرم گاہ کا مشاہدہ کیا تو طبیب نے اپنے ہاتھ سے اس شخص کی (جو تیل لے کر پہنچا اور اس نے کنیز کے جسم کا مشاہدہ کیا تھا) داڑھی کھینچ لی تو وہ مصنوعی نکلی جو چہرے پر لگی ہوئی تھی وہ الگ ہوگئی اور وہ شخص جاریہ ثابت ہوئی۔ طبیب نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین میں کیسے گوارا کرسکتا تھا کہ آپ کی حرمت اور ناموس کو مردوں کے سامنے کرادوں مگر مجھے یہ ڈر ہوا کہ اگر یہ بات آپ پر کھول دوں تو اس کی اطلاع اس مریضہ کو نہ ہو جائے اور پھر میری تمام تدابیر بیکار ہو جائیں کیونکہ میں نے یہ چاہا تھا کہ اس کے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا کردوں جس سے اس کی طبیعت پر گرمی کا جوش پیدا ہو جائے اور وہ اس کے ہاتھوں کو کھینچ لائے اور ان میں حرکت پیدا کرے اور اس پر طبعی حرارت بھی معین بن جائے تو میرے ذہن میں اس کے سوا اور کوئی حیلہ نہیں آیا اور میں نے یہ صورت آپ کے سامنے پیش کی۔ تو خلیفہ نے اس کو بہت بڑا صلہ اور انعام عطا کیا۔ ابو القاسم نے کہا اور اسی نظریہ کی بنا پر اطبا نے ضعیف قسم کے لقوہ کے علاج میں یہ تجویز کیا ہے کہ جب مریض غافل ہو تو لقوہ کی مخالف

جانب پر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا جائے تاکہ اس کے قلب میں طبعی جذبہ گرمی پیدا کر دے اور پھر طبعی طور پر ہی وہ بے اختیار اپنا منہ اس طرف پھیرے جس طرف تھپڑ لگا ہے تو لقوہ جاتا رہے گا۔

(۴۹۶) ایک خاتون طبیبہ کی حیرت کن ذہانت و مہارت:۔

صلت بن محمد حجدری کہتے ہیں کہ مجھ سے بشر بن المفضل نے بیان کیا کہ ہمارا حاجیوں کا قافلہ سفر میں تھا تو ہمارا گذر عرب کے پانیوں میں سے ایک پانی پر (یعنی ایک قبیلہ پر) ہوا ہم سے بیان کیا گیا کہ یہاں تک خوبصورت تین بہنیں ہیں اور کہا گیا کہ وہ مطب کرتی ہیں اور علاج کی ماہر ہیں ہم نے چاہا کہ ان کو دیکھیں تو (اس کا یہ حیلہ کیا کہ) اپنے ایک ساتھی کی پنڈلی کو ایک لکڑی اٹھا کر اس سے چھیل دیا یہاں تک کہ اس میں خون کچکچانے لگا۔ پھر ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور لوگوں سے کہا کہ اس کے سانپ نے کاٹ لیا ہے کہ کوئی جھاڑنے والا ہے تو ان میں سے چھوٹی بہن نکل کر آئی ایسی خوبصورت تھی کہ معلوم ہوتا تھا سورج نکل آیا وہ آ کر اس کے سامنے کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ اس کے سانپ نے نہیں کاٹا۔ ہم نے کہا کیسے تو اس نے کہا اس کا جسم ایسی لکڑی سے چھل گیا جس پر نر سانپ نے پیشاب کیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے بدن کو دھوپ لگے گی تو یہ مر جائے گا اور واقعی جب سورج طلوع ہوا تو وہ شخص مر گیا اور ہم اس سے متحیر ہو گئے۔

(۴۹۷) کسی چیز کو دیکھ کر کھانا چاہیے:۔

ایک شخص نے ایک طبیب سے اپنے پیٹ کے درد کی شکایت کی طبیب نے پوچھا کہ تو نے کیا چیز کھائی تھی اس نے کہا کہ میں نے جلی ہوئی روٹی کھائی تھی طبیب نے ایک ذرور (آنکھوں میں ڈالنے کا سفوف) منگایا تاکہ اس کی آنکھ میں لگائے اس نے کہا میرے پیٹ میں درد ہے آنکھ میں نہیں۔ طبیب نے کہا میں سمجھ چکا ہوں لیکن تیری آنکھ میں ذرور اس لئے ڈالنا چاہتا ہوں کہ آئندہ جلی ہوئی چیز تجھے نظر آ جایا کرے اور تو اس کو نہ نگل جایا کرے۔

باب ۲۷

طفیلیوں (یعنی بن بلائے مہمانوں) کے حالات

اصمعی کا قول ہے کہ طفیلی کہتے ہیں کہ (کھانے کے لئے) بغیر بلائے کچھ مدعو لوگوں میں شامل ہو کر پہنچ جانے والے کو۔ یہ لفظ طفل سے بنا ہے طفل کے معنے ہیں دن کے اوپر رات کا اپنی تاریکی کے ساتھ چھا جانا۔ اور اس میں مناسبت یہ ہے کہ اس شخص کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ مدعو لوگ اس سے تاریکی میں ہوتے ہیں کہ ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ اس کو بلایا گیا یا نہیں اور یہ کیسے ان کے ساتھ آملا۔ اور اصمعی نے کہا بعض لوگوں کا کو قول یہ ہے کہ طفیلی منسوب ہے طفیل کی طرف۔ طفیل کوفہ میں ایک شخص تھا بنی غطفان میں سے یہ شخص ولیمے کی دعوتوں میں بغیر بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اسی لئے اس کا نام طفیل الاعراس یا طفیل الرعرائس (شادیوں والا طفیل) مشہور ہو گیا تھا اس میں کلام ہے کیونکہ عرب طفیلی کو وارش اور رائش کہتے ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مجلس شراب میں بغیر بلائے پہنچ جائے اس کو واغل کہتے ہیں۔

ابوعبیدہ کا قول یہ ہے کہ بنی ہلال میں ایک شخص تھا جس کو طفیل ابن زلال کہا جاتا تھا جب اس کو کہیں دعوت کا حال معلوم ہوتا تھا کھانے کے لیے پہنچ جاتا تھا اور کھاتا تھا تو جو شخص ایسا کرتا تھا اس کو اس نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

(۴۹۸) بن بلائے دعوت میں شرکت شرعاً صحیح نہیں ہے:۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم میں ایک شخص تھا جس کو ابوشعیب کہا جاتا تھا اور اس کے پاس ایک غلام گوشت پکانے والا تھا۔ ابوشعیب نے اپنے غلام سے کہا کہ کھانا تیار کرے تا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کروں ابوشعیب نے حضور ﷺ کو اس صراحت کے ساتھ مدعو کیا کہ کل پانچ حضرات ہوں گے پانچویں آنحضرت ہوں گے (جب آپ تشریف لے چلے) تو ایک شخص آپ کے پیچھے ہولیا (وہاں پہنچ کر)

رسول اللہ ﷺ نے ابوشعیب سے فرمایا آپ نے پانچ کی دعوت کی تھی جن میں سے پانچواں مجھے ہونا چاہئے تھا اور یہ شخص ہمارے پیچھے آ گیا اگر آپ اجازت دیں تو شریک طعام ہو جائے ورنہ واپس ہو جائے ابوشعیب نے کہا میں اجازت دیتا ہوں

(۴۹۹) بنان (ایک طفیلی کا نام) کی ایک دعوت نکاح میں شرکت:۔

احمد بن الحسن المقری نے بیان کیا کہ بنان ایک دعوت نکاح کے موقع پر پہنچا اندر پہنچنے کی صورت یہ بن پڑی تو ایک بقال کے پاس پہنچا اور اس سے دس پیالے شہد لے کر اپنی انگوٹھی رہن رکھ دی اور شادی والے گھر کے دروازے پر پہنچا اور آواز دی کہ اے دربان دروزاہ کھول۔ دربان نے کہا تو کون ہے؟ بنان نے کہا تو کون ہے؟ بنان نے کہا غالباً تو مجھے نہیں پہچانتا، میں وہ ہوں جس کو پیالے لینے کے لیے بھیجا تھا۔ دربان نے دروازہ کھول دیا۔ بنان نے داخل ہو کر لوگوں کے ساتھ کھایا پیا، جب فارغ ہو گیا تو پیالے اٹھا کر آ گیا اور دربان نے کہا دروازہ کھولو، وہ لوگ بالکل خالص شہد چاہتے ہیں ان کو واپس کرنا پڑے گا۔ پھر آ کر پیالے بقال کو واپس کر گیا اور اپنی انگوٹھی لے گیا۔

(۵۰۰) بنان (مشہور طفیلی) کی ظرافت طبع:۔

بنان نے ایک ولیمہ کی دعوت میں جانا چاہا مگر روک دیا گیا اور اس کو ہٹا کر دروازہ بند کر دیا گیا تو سیڑھی کرایہ پر لے کر آیا اور اس کو صاحب شادی کے مکان کی دیوار سے کھڑی کر کے اوپر چڑھ گیا اور گھر کی عورتوں اور لڑکیوں کو جھانکنے لگا۔ گھر والے نے کہا ارے تو کون ہے؟ تجھے خدا کا خوف نہیں تو ہماری عورتوں اور بیٹیوں کو جھانک رہا ہے۔ بنان نے کہا اے شیخ (اور یہ آیت پڑھی دی) لقد علمت مالنا فی بنتک من حق وانک لتعلم مانرید (ترجمہ) تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں اور تو یہ بھی خوب جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں صاحب خانہ ہنس پڑا اور بولا نیچے اترا اور کھالے

(۵۰۱) شادی کے موقع پر اندر داخل ہونے کے لئے ایک طفیلی کا حیلہ:۔

محمد بن علی الجلاب سے منقول ہے کہا ایک طفیلی نے ایک شادی کے موقع پر آنا چاہا مگر داخلہ سے روک دیا گیا اور وہ جانتا تھا کہ دولہا کا بھائی غائب ہے تو اس نے جا کر ایک کاغذ کا ورق لے کر خط کی طرح لپیٹا اور اس کو لفافہ کی طرح بند کر دیا اور اندر کچھ بھی نہیں تھا اور اوپر لکھ دیا ''بھائی کی طرف سے دولہا کے نام۔'' اور آ کر کہنے لگا کہ میرے پاس دولہا کے بھائی کا خط ہے تو اس کو اندر جانے کی اجازت دے گئی۔ اس نے اندر پہنچ کر اہل شادی کو خط دے دیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے آج تک خط کا عنوان (پتہ) اس طرح لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اس پر کسی کا نام بھی نہیں لکھا۔ طفیلی صاحب بولے کہ اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اس لفافہ کے اندر بھی کچھ نہیں۔ ایک حرف بھی تو نہیں کیونکہ وہ بہت جلدی میں تھا۔ سب ہنس پڑے اور سمجھ گئے کہ اس نے اندر آنے کا حیلہ بنایا ہے۔ اس کو کھانا کھلا دیا گیا۔

(۵۰۲) ایک وجیہہ اور فصیح و بلیغ طفیلی کا منصور بن علی الجہضمی کو جواب:۔

منصور بن علی الجہضمی نے بیان کیا کہ میرے پڑوس میں ایک طفیلی رہتا تھا۔ دیکھنے میں بڑا وجیہہ اور بولنے میں بڑا شیریں زبان، عمدہ خوشبو لگاتا تھا اور خوبصورت لباس پہنتا تھا اور اس کا معمول یہ تھا کہ جب مجھے کسی دعوت میں بلایا جاتا تھا تو میرے پیچھے پیچھے رہتا تھا۔ لوگ میری وجہ سے اس کی بھی عزت کیا کرتے تھے اور اس کو میرا دوست سمجھ لیا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جعفر ابن القاسم الہاشمی امیر بصرہ نے ارادہ کیا کہ اپنے کسی بچہ کی ختنہ کرائے (اور معززین شہر کو اس پر مدعو کرے) تو میرے خیال میں یہ تصور ہوا کہ جعفر کا بھیجا ہوا آدمی میرے پاس آیا اور میں چلنے لگا تو وہ شخص بھی میرے پیچھے پیچھے آ لیا اور واللہ اگر اب میرے پیچھے اس

طرح چلا تو میں اس کو ضرور رسوا کروں گا۔ ابھی میں اس تصور ہی میں تھا کہ قاصد مجھے پکارتا ہوا آ گیا تو میں نے بجز اس کے کپڑے پہنے اور باہر نکل آیا اور کوئی کام نہیں کیا تھا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ طفیلی صاحب گھر کے دروازے پر کھڑے ہیں جو مجھ سے بھی پہلے تیاری کر چکے تھے۔ جب میں چلا تو میرے پیچھے پیچھے تھے۔ جب ہم امیر کے مکان پر پہنچ گئے، تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ کھانے کی تیاری شروع ہوئی دستر خوان بچھائے گئے، ہر جماعت ایک ایک دستر خوان پر تھی اور وہ طفیلی میرے ساتھ تھے جب اس نے اپنا ہاتھ کھانے کے لئے بڑھایا تو میں نے کہا ہم کو حدیث پہنچی دوست بن زیاد سے اور ان کو ابان بن طارق سے ان کو نافع سے اور ان کو ابن عمرو سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'جو شخص کسی قوم کے مکان میں بغیر اس کی اجازت کے پہنچ جائے اور ان کا کھانا کھائے وہ داخل ہو گا چور بن کر اور نکلے گا لیٹرا بن کر۔'' جب اس نے سنا تو بولا۔ ''میاں اپنی لغزش کی اصلاح کرو جو اس گفتگو میں تم سے سرزد ہوئی ہے۔ اس جماعت میں کوئی ایسا نہیں جو یہ نہ سمجھ لے گا کہ تم نے چھینٹا اسی پر مارنا چاہا ہے کسی دوسرے پر نہیں۔ آپ کو اس بات کی بھی شرم نہیں آئی کہ آپ ایک سردار کے دستر خوان پر یہ کلام کر رہے ہیں جو کھانا کھلا رہا ہے اور آپ دوسرے کے کھانے پر اپنے سوا اوروں کے لئے بخل کا اظہار کر رہے ہیں۔ پھر تمہیں اس سے بھی شرم نہ آئی کہ تم دوست بن زیادہ سے روایت کر رہے جو ایک ضعیف روای مانا جاتا ہے اور وہ بان بن طارق سے روایت کرتا ہے جو متروک الحدیث ہے (یعنی محققین نے اس کی احادیث کو نا قابل اعتماد قرار دیا ہے) اور وہ ایسے حکم کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کر رہا ہے حالانکہ تمام مسلمان اس کے خلاف ہیں کیونکہ چور کے لئے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم ہے اور ڈاکو کا حکم یہ ہے کہ امام جو بھی سزا چاہے دے سکتا ہے (اور اس طرح کھانا کھانے والے کے لئے کوئی سزا مشروع نہیں ہے) اور تم وہ حدیث بھول گئے ہو جو مروی ہے ابو عاصم النبیل سے وہ روایت ہے

ابن جریج سے وہ روایت کرتے ہیں ابوزبیر سے وہ روایت کرتے ہیں جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کو آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے اور اس حدیث کی اسناد بھی صحیح متن بھی صحیح۔ منصور بن علی کہتے ہیں اس نے مجھے خاموش کر دیا مجھے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ جب ہم واپسی کے لئے وہاں سے باہر آئے تو وہ مجھ سے الگ ہو کر راستہ کے دوسرے کنارے پر چل رہا تھا اور پہلے میرے پیچھے پیچھے چلا کرتا تھا اور میں نے سنا کہ یہ شعر پڑھ رہا ہے۔

ومن ظن ممن یلاقی الحروب
بان لا یصاب فقد ظن عجزاً

(ترجمہ) اور جس لڑائی میں شامل ہونے والے نے یہ گمان کرلیا کہ اس پر کوئی وار نہ ہو سکے گا تو اس نے بے ہودہ خیال کرلیا۔

(۵۰۳) طفیلی بننے کے اصول طفیلی العراءس کی زبانی:۔

عبید اللہ بن محمد بن عمران الربانی سے منقول ہے، انہوں نے بیان کیا کہ طفیلی العرائس جس کی طرف منسوب کرکے طفیلی کہا جاتا ہے اس نے اپنی اس بیماری کے زمانہ میں جس میں اس کا انتقال ہوا اپنے بیٹے عبدالحمید بن طفیل کو وصیت کی جس میں اس سے کہتا ہے کہ جب تو کسی شادی کی محفل میں کھانے کے لئے پہنچے تو اس طرح ادھر ادھر مت دیکھنا جیسے کوئی شک کی حالت میں دیکھتا ہے (کہ لوگ کھانے دیں گے یا نہیں) اور بے تکلف بیٹھنے کی جگہ پر جا بیٹھو۔ اگر شادی میں ہجوم زیادہ ہو تو (انتظام امور میں دخیل بن جاؤ کسی کو) حکم کرو (کسی بات کا اور کسی کو) منع کرو۔ لڑکی والوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرو اور نہ لڑکے والوں کی آنکھ سے آنکھ ملاؤ۔ تاکہ ہر ایک بجائے خود یہ خیال کرے کہ یہ دوسری جماعت والوں میں سے ہے اور اگر دربان تندمزاج اور بدلحاظ ہو تو اس سے خود بات شروع کرو۔ کسی کام کرنے کی ہدایت کرو اور کسی سے منع کرو اور اس طرح کہ گفتگو میں اکھڑ پن نہ ہو اور گفتگو کا ایسا

ڈھب اختیار کرو جو خیر خواہی اور رہنمائی کے درمیان ہو۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

لاتجزعنّ من الغریب

ولا من الرجل البعید

وادخل کانك طابج

یدیك مغرقة الحدید

کسی اوپرے آدمی کو دیکھ کر ہرگز نہ گھبرا جانا اور نہ کسی ایسے آدمی سے جو دور کھڑا ہوا (گھورتا) ہو اور اس طرح گھر میں جا گھس۔ گویا تو ہی پکانے والا اور تیرے دونوں ہاتھوں میں لوہے کی کفگیر ہے۔

متدلیاً فوق الطعا

م تدلی الباز لالخیود

کھانے پر اس طرح جھکتا ہوا جس طرح باز اپنے شکاروں پر ٹوٹ پڑتا ہے

لتلف مافوق الموا

ئد کلها لف الفهود

جو کچھ تجھے دستر خون سے ملے اس طرح سب کا سب سمیٹ جا جیسے چیتے (اپنے شکار کو) دبا لیتے ہیں:

واطرح حیاءك انما

وجه الطفیلی من حدید

اور حیا کو پھینک دینا اپنے واپر سے کیونکہ طفیلی کا چہرہ لوہے کا ہوتا ہے (کہ اس پر کوئی تغیر نہیں ہو سکتا)

لا تلتفت نحو البقول

ولا الی غرف الثرید

ترکاریوں کی طرف اور ثرید کے چمچوں کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا:

حتـــــى اذا جـــــــاء الـــطـــعـــــا

م صـــربـــت فيــــه كـــا الشـــديـــد

(ہاں) جب (نفیس قسم کا کھانا) آ جائے تو اس پر بہادروں کی طرح ہاتھ مارنا

وعـــليك بـــــالــــفــــالـــودجـــا ،

فـــــانهـــــا عيـــن الـــقـــصيـــد

اور فالودوں کو نہ چھوڑنا کیونکہ وہ تو عین مقصد ہیں

هــــــذا اذا حـــــــــــررتهـــــم

ودعــــوتهــــم هــل مـــن مــــزيـــد

یہ وہ چیز ہے جب تو ان سے وصول کرے (اور ہڑپ کرلے (پھر ان کو

پکارے کہ کچھ اور بھی ہے:

والـــعـــرس لايـــخـــلـــو مـــن الشـــلـــو

زيــــنــــج الـــطــــرب الـــفــــنيـــد

اور شادیاں لوزینہ سے خالی نہیں ہوتیں جو تر بتر عقل کو چکرا دینے والا ہوتا ہے،

فــــــاذا اتيـــــت بــــــه مــــحـــو

ت مـــحـــاســـن الـــجـــام الـــديـــد

پھر جب وہ تیرے پاس لایا جائے گا تو تو اس نئے پیالے کے مزوں میں محو ہو

کر رہ جائے گا پھر لوزینہ کا ذکر آ جانے کے بعد اس پر ایک گھڑی تک غشی طاری رہی

، جب افاقہ ہوا تو سر اٹھایا اور کہا

وتـــنـــقـــلـــن عـــلـــى الـــمـــوا

ئـــد فـــعـــل شيـــطـــان مـــريـــد

اور دستر خوانوں پر تو شیطان مردود کی نقل کرنا (کہ جو کچھ ہاتھ لگے لے

بھاگے)

واذا انتقلت عبثت

بالكعك المجفف والقديد

اور جب (فالودہ اور لوزینہ جیسی چیزیں) تو نمٹا چکے تو بیکار شغل شیر مال کے سوکھے ٹکڑوں اور شوربے سے بھی کرلینا

یارب انت رزقتني

هذا على رغم الحسود

اے میرے پروردگار! تو نے مجھے یہ کیسی نعمتیں عطا فرمائیں، حاسدوں کی ناک رگڑنے کے لئے۔

واعلم بانك ان قبلت

نعمت يا عبد الحميد

اور اے بیٹا عبدالحمید یہ جان لے کہ اگر تو نے میری نصیحتوں کو قبول کرلیا تو بڑے مزے سے رہے گا۔

(۵۰۴) شرم کی انتہا:۔

علی بن المحسن بن علی القاضی نے اپنے والد سے نقل کیا کہ سفر میں ایک طفیلی ایک شخص کے ساتھ ہولیا۔اس نے طفیلی سے کہا ذرا (بازار) جاکر ہمارے لئے گوشت خرید لاؤ۔اس نے کہا نہیں واللہ میں اس پر قادر نہیں تو وہ خود جا کر لے آیا۔پھر اس نے کہا اٹھ کر پکالے تو اس نے جواب دیا کہ مجھ سے ٹھیک نہیں پکے گا تو اس نے خود پکالیا۔ پھر اس نے اس سے کہا اٹھ کر اس کا ثرید بنالے تو جواب دیا واللہ میں تو بہت سست ہو رہا ہوں تو اس شخص نے خود ہی ثرید بھی بنالیا۔پھر اس نے کہا کہ اس کو پیالوں میں اتارلے تو بولا مجھے یہ ڈر ہے کہ کوئی چھچھ میرے کپڑوں پر نہ الٹ جائے تو اس شخص نے خود ہی پیالوں میں اتارا پھر اس نے کہا اب اٹھ کر کھاتو لے۔تو طفیلی نے کہا اب تو مجھے شرم آہی گئی کہاں تک تیری بات سے انکار ہی کرتا رہوں اور اٹھ کر کھانے لگا۔

(۵۰۵) ابوسعد طفیلی کی حساب دانی:۔

جاحظ نے بیان کیا کہ میں نے ابوسعد طفیلی سے پوچھا کہ چار ضرب چار کیا ہوئے؟ بولا دو روٹی اور ایک گوشت کا پارچہ۔ (یہ جواب اس بناء پر ہے کہ اس نے یہ سولہ لقموں کا تصور کیا جو کہ دو روٹیوں میں سے بن سکتے ہیں۔ مترجم)

(۵۰۶) دو ضرب دو چار روٹی:۔

مبرد کا قول ہے کہ ایک طفیلی سے پوچھا گیا کہ دو ضرب دو کیا ہوئے؟ تو بولا چار روٹی۔ دوسری بار ایک موقع پر میں نے اس سے یہی سوال کیا تو اس نے جواب دیا اتنی روٹیوں کی مقدار ہوگئی جو ایک آدمی کھا سکتا ہے۔

(۵۰۷) ابوہفان کا ایک طفیلی سے سوال:۔

ابوہفان نے بیان کیا کہ ایک طفیلی سے پوچھا گیا چار ضرب چار کتنے ہوئے؟ کہا سولہ روٹی

(۵۰۸) میں وہ ہوں جس کو بلانے کے لیے کسی ایلچی کی ضرورت نہیں:۔

ابوہفان ہی سے منقول ہے کہ ایک طفیلی ایک شخص کے یہاں پہنچا تو اس سے صاحب مکان نے کہا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ ہوں جس کو بلانے کے لئے کسی ایلچی کی ضرورت نہیں۔

(۵۰۹) ایک جماعت کی ذکاوت سے بھرپور سفاہت:۔

ایک جماعت مالیدہ کھانے کے لیے بیٹھی (جو ایک بڑے ظرف میں رکھا گیا اور درمیان میں گڑھا کر کے گھی رکھا گیا تھا) اس میں سے ایک شخص نے لقمہ اٹھا کر گھی میں ڈال دیا اور کہا فکبکبوا فیھا ھم الغاون (تو اس میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے وہ اور گمراہ لوگ) اور گھی کو اپنے طرف کھینچ لیا۔ دوسرے نے کہا اذا

القوا فیها سمعوا لها شهیقاً وھی نفور (جب وہ اس جہنم میں پھینکے جائیں گے تو اس کے چیخنے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔)اور اس نے گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔تیسرے نے کہا وبئر معطلة وقصر مشید (اور بیکار پڑے ہوئے کنوے اور مضبوط محل)اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔چوتھے نے کہا احرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شیئاً امراً(کیا تو نے اس لئے اس کشتی کو توڑا کہ اس میں بیٹھنے والوں کو غرق کر دے تو نے یہ بُرا کام کیا) اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ پانچویں نے کہا۔انا نسوق المأ الی الارض الجزز (ہم پانی کو روکھی زمین کی طرف لے جاتے ہیں)اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ساتویں نے کہافیهما عین نضا ختن (ان دونوں باغوں میں دو چشمے جوش مارتے ہوں گے)اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا آٹھویں نے کہا فالتقی المآء علی امر قد قدر (پھر آسمان و زمین کا پانی اس کام کے لئے جو مقدر بن چکا تھا آپس میں مل گیا) اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔نویں نے کہافسقنه الی بلد میت (ہم نے پانی کو شہر میں پہنچایا جس کی مردہ زمین تھی)اور گٹھی کو اپنی طرف کھینچ لیا۔دسویں نے کہاوقیل یارض ابلعی مآءک ویا سماء اقلعی (اور حکم دیا گیا کہ زمین اپنے پانی کو پی جا اور اے آسمان اٹھالے)اور اس نے تمام گٹھی باقی مالیدے میں ملا دیا اور وہ سب خود لے لیا۔(ایک مناسبت کے پیش نظر ایک نے ایک ایک آیت پڑھ دی۔اس قصہ میں یہ ذکاوت تو موجود ہے مگر سفاہت بھی ہے کہ قرآن کے ساتھ تلعب (کھیل) کیا گیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ کسی حال میں بھی اس کی عظمت شان کو نہ بھولیں۔یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کی دل لگی موجب گناہ ہے(مترجم)

(۵۱۰)طفیلی کا احسان:۔

ایک طفیلی ایک جماعت میں شامل ہو کر ایک شخص کے یہاں پہنچ گیا۔اس نے پوچھا تو کون ہے؟ تو طفیلی نے جواب دیا کہ جب تم ہم کو بلاؤ نہیں اور ہم خود بھی نہ آئیں تو

یہ کوئی اچھی بات نہ ہوتی۔

(۵۱۱) تم نے اپنے بھائی کا حق ادا کر دیا:۔

ایک طفیلی کے یہاں شادی ہوئی تو اس کے یہاں پہلی جماعت میں ہی دو طفیلی آ گئے تو ان کو اندر داخل کر لیا اور بالا خانہ کے پاس پہنچ کر جس میں سیڑھی لگا کر ہی چڑھا جاتا تھا اس سے سیڑھی لگا دی اور بولا کہ اوپر چڑھ جاؤ تا کہ مجمع سے الگ ہو کر تکلیف سے بچے رہو اور میں تمہارے لیے خاص طور پر اچھا کھانا لاسکوں تو دونوں چڑھ گئے۔ جب اٹاری پر پہنچ گئے تو سیڑھی ہٹالی اور دستر خوان بچھایا اور اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کو کھانا کھلایا اور وہ دونوں اوپر سے جھانکتے ہی رہے۔ جب قوم کھانے سے فارغ ہو چکی تو سیڑھی رکھ دی اور کہا اتر آؤ۔ وہ اتر آئے۔ پھر آپ نے ہر ایک کی گدی کو دھکیل کر کہا بس کامیابی کے ساتھ واپس ہو جاؤ۔ تمہارے کہیں جانے کو اللہ کبھی ناکامیاب نہ کرے۔ تم نے اپنے بھائی کا حق ادا کر دیا۔

(۵۱۲) یہ لرزہ خیز افواہیں مجلس طعام کے مناسب نہیں:۔

ایک طفیلی ایک مجلس طعام میں پہنچ گیا۔ جب وہ کھا رہا تھا تو اس نے دربانوں کی آواز سنی تو کھانے سے ہاتھ روک لیا اس سے کہا کیوں نہیں کھا رہے؟ کہنے لگا ذرا یہ لرزہ خیز افواہیں بند ہو جائیں جو کانوں میں پڑ رہی ہیں۔

(۵۱۳) دونوں مرتبہ کی یخنی کے درمیان کا وقت طفیلی کے لیے قیامت سے کم نہیں:۔

یک طفیلی سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کیا بات ہے؟ تیرے رنگ پر زردی کیوں چھا رہی ہے۔ کہنے لگا کہ دونوں مرتبہ کی یخنی کے درمیان جو وقت گذرتا ہے مجھ پر خوف طاری ہو جاتا ہے کہ کھانا ختم ہو گیا۔

(۵۱۴) ایک طفیلی کی دوسرے طفیلی کو نصیحت:۔

ایک طفیلی نے (دوسرے کو نصیحت کرتے ہوئے) کہا۔خبردار کھاتے وقت بات نہ کرو۔بجز "ہاں" کے کہ وہ بھی ایک دفعہ منہ چلانے کے برابر ہے۔

(۵۱۵) ایک طفیلی کے اپنے بیٹے کو نصیحت:۔

ایک طفیلی نے اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ جب تیرے پاس تنگ جگہ ہو تو جو شخص تیرے برابر ہو اس سے یہ کہہ کر کہ شاید میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے پھر وہ تجھے جگہ دے دے گا جتنی دوسرے لوگوں کے لئے ہوگی۔

(۵۱۶) بنان طفیلی کی قرآن فہمی:۔

بنان طفیلی نے بیان کیا کہ میں نے تمام قرآن حفظ کیا، پھر سب بھول گیا مگر دو حرف یاد رہ گئے۔اتنا غدا ئنا (ہمارے پاس ہمارا ناشتہ لے آؤ۔)

(۵۱۷) طفیلی بننے کا اصل الاصول دستر خوان پر قبضہ جمالینا:۔

بنان کا قول ہے کہ دستر خوان پر قبضہ جمالینا ہی چار قسم کے کھانوں سے بڑھ کر ہے۔

(۵۱۸) طفیلی کے ہاں کھانے کے دوران پانی پینا اسراف ہے:۔

ایک شخص کو جو بنان کے برابر بیٹھا ہوا کھانے میں مشغول تھا پیاس معلوم ہوئی، اس نے کہا (پانی کی ضرورت ہی کیا ہے اس کی وجہ معدہ میں کھانے کی گنجائش میں کمی ہوتی ہے۔کھانا تو ہوا کے زور سے بھی نیچے کو دب سکتا ہے ایسا کرو کہ) ایک سانس زور سے اوپر کھینچو اور آہستہ سے باہر نکالو۔تین دفعہ اس طرح کر لو۔اس ترکیب سے جو کچھ کھایا ہوا ہے وہ سب نیچے اتر جائے گا۔

باب ۲۸

چوروں کی چالاکیوں کے واقعات

(۵۱۹) چوری میں بدعت صحیح نہیں ہے (ایک مہذب چور کی رائے):۔

احمد بن المعدل البصری نے بیان کیا کہ میں عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ان کا ایک مصاحب آیا اور کہنے لگا، بہت عجیب بات ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں اپنے باغ میں جانے کے لئے جنگل کی طرف چلا۔ جب صحرا میں پہنچ گیا اور شہر کی آبادی سے دور نکل آیا تو ایک شخص نے سامنے آ کر مجھے روک لیا اور کہا اپنے کپڑے اتارو۔ میں نے کہا کیا وجہ کیوں کپڑے اتاروں؟ اس نے کہا اس لئے کہ میں تم سے زیادہ ان کا مستحق ہوں۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ اس لئے کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور میں ننگا ہوں اور تم کپڑے پہن چکے ہو، اب ان کو پہننے کا میرا نمبر ہے جیسا تم نے پہنا۔ میں نے کہا پھر تو مجھے برہنہ کرے گا اور میرا ستر کھلوائے گا۔ کہنے لگا اس میں حرج نہیں۔ ہم کو روایت پہنچی ہے امام مالکؒ سے انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص ننگا ہو کر غسل کر لے۔ میں نے کہا، مجھ سے لوگ ملیں گے اور وہ میرا ستر دیکھیں گے۔ بولا اگر لوگ تجھے اس راستہ میں دیکھیں گے تو میں اس میں تیرے سامنے نہیں آؤں گا۔ میں نے کہا۔ میرے خیال میں تو مسخرا پن کر رہا ہے۔ مجھے چھوڑ کہ میں اپنے باغ میں جا کر یہ کپڑے اتار کر تجھے دے دوں گا۔ کہنے لگا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو نے سوچا ہے کہ وہاں اپنے چار غلاموں کو مجھے لپٹا دے کہ وہ مجھے کھینچ کر سلطان کے پاس لے جائیں تو وہ مجھے جیل میں ڈال دے اور میری چمڑی ادھیڑ دے اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دے۔ میں نے کہا، ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ میں تجھ سے حلفیہ عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے تجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ اور تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں

گا۔ بولا، ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہم کو امام مالکؒ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس عہد کا پورا کرنا لازم نہیں ہے جس کا حلف چوروں سے کیا جائے۔ میں نے کہا تو میں اس بات پر بھی حلف کرتا ہوں کہ اپنے اس عہد میں اس حیلہ سے کام نہیں لوں گا۔ یہ یمین بھی اسی ایمان اللصوص (یعنی چوروں سے حلف کرنا) سے مرکب ہے، میں نے کہا یہ مناظرہ باہمی چھوڑ، واللہ میں اپنی رضا اور رغبت سے یہ کپڑے تجھے دے دوں گا تو تھوڑی دیر گردن جھکائی، پھر سر اٹھا کر کہنے لگا کہ تو سمجھا کہ میں کیا سوچ رہا تھا۔ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا میں نے نگاہ دوڑائی، ان تمام لیٹروں کے معمول پر جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہوئے تو مجھے کوئی بھی لیٹرا ایسا نہیں ملا جس نے ادھار کیا ہو اور مجھے یہ بات بہت ہی مکروہ اور ناگوار ہے کہ اسلام میں ایک ایسی بدعت جاری کر دوں کہ اس کا بوجھ میری گردن پر رہے جو میرے بعد اس پر عمل کرے۔ قیامت تک اس کا بوجھ میری گردن پر رہے۔ بس کپڑے اتار۔ میں نے کپڑے اتار کر اسے دے دیئے اور وہ لے کر چل دیا۔

(۵۲۰) ایک چالاک چور:۔

ابوالقاسم عبید اللہ بن محمد الخفاف کا بیان ہے کہ میں نے ایک چور کو دیکھا جو گرفتار کیا گیا تھا اور اس کے خلاف گواہوں نے یہ شہادت دی کہ یہ شخص ہمارے محلّہ کے چھوٹے چھوٹے گھروں کے تالے کھول لیتا تھا (جن کو رہنے والوں سے خالی دیکھتا تھا) اور وہ جب گھر میں پہنچتا تو ایک اتنا چھوٹا سا گڑھا کھودتا جیسا کہ نرد کا ہوتا ہے (نرد مشہور کھیل ہے) اور اس میں چند اخروٹ بھی ڈال دیتا۔ جس سے محسوس ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی یہاں کھیلا ہے اور ایک رومال جس میں دو کے قریب آخروٹ ہوتے تھے، وہ ایک طرف رکھ دیتا۔ پھر آگے جا کر گھر کا اتنا سامان جتنا کہ لے جا سکے باندھ لیتا۔ تو اگر کسی کی نظر نہ پڑی تو سب سامان اٹھا کر گھر سے نکل جاتا اور اگر صاحب مکان آ جاتا تو سامان چھوڑ کر بھاگ جاتا اور نکل جاتا۔ اگر مالک مکان

طاقتور ہوتا اور اس پر حملہ کرتا اور روک کر پکڑ نے کی کوشش کرتا اور چور چور کی آواز بلند کرتا اور پڑوس کے لوگ جمع ہو جاتے تو پھر اس کا سامنا کرتا اور کہتا تو کیسا بے حمیت ہے میں تجھ سے مہینوں سے اخروٹ کے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو نے مجھے فقیر بنا دیا اور جو کچھ بھی میرے پاس تھا وہ سب مجھ سے اینٹھ چکا ہے اور مجھے ہلاک کر چکا ہے۔اب میں ضرور تجھے پڑوسیوں کے سامنے رسوا کروں گا۔جب میں جوا کھیل چکا تھا اور اب چلاتا ہے۔تو اس کی اس بات میں کسی کو شک نہ ہوتا کہ تو اب مجھے پر چور ہونے کا دعوی کر رہا ہے کہ درحقیقت جوئے والے گھر میں خاموشی سے جوا کھیلا جا رہا تھا۔وہاں ہم ایک دوسرے کو پہچانتے تھے (اور اب انجان بن گیا۔چور چور اس لیئے کر رہا ہے) کہ میں نکل جاؤں اور تجھے چھوڑ دوں۔اب صاحب مکان کتنا ہی کہتا کہ یہ چور ہے پڑوسی یہی کہتے کہ اپنے نفس کو جوئے کی رسوائی سے بچانے کے لئے اس کے چور ہونے کا مدعی بن رہا ہے۔اس شخص کو سچا سمجھتے او صاحب مکان کو جوئے باز اور اس کو لعنت ملامت کرنے لگتے اور اس کے اور صاحب مکان کے درمیان حائل ہو جاتے۔یہاں تک یہ (لوگوں کے ساتھ) گھر میں جا کر دروازہ کھول کر اخروٹ اٹھا کر لاتا اور واپس ہوتا ہے اور صاحب مکان پڑوسیوں کے سامنے خوب رسوا ہو جاتا ہے۔

(۵۲۱) ایسے کو تیسا:۔

محمد بن عمر المتکلم جن کا لقب جنید تھا بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے جو آٹے کی تجارت کرتے تھے ذکر کیا کہ میرے پاس ایک اجنبی شخص ہنڈی جس میں وقت کی قید لگی ہوتی ہے لے کر آیا وہ میرے پاس آتا رہتا تھا یہاں تک کہ ہنڈی بھن گئی یعنی اس کا روپیہ ادا ہو گیا۔پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں یہ روپیہ اپنے ہی پاس رہنے دوں میں اس میں سے تھوڑا تھوڑا لیتا رہوں گا۔وہ روزانہ آتا رہا اور بقدر ضرورت خرچ لیتا رہا یہاں تک کہ وہ رقم ختم ہو گئی۔اب ہماری آپس میں جان

پہچان ہوگئی۔ اور وہ میرے پاس آ کر بیٹھتا اور وہ مجھے دیکھا کرتا تھا کہ میں اپنے صندوق میں سے روپیہ نکال کر اسے دیتا رہتا تھا تو ایک دن اس نے مجھ سے کہا کسی شخص کا مضبوط تالا سفر میں اس کا ساتھی اور حضر یعنی اپنے وطن میں مقیم رہنے کی حالت میں اس کا امین ہوتا ہے۔ اور مال کی حفاظت میں اس کا قائم مقام ہوتا ہے او اپنے اہل کی طرف سے شبہات دل میں نہیں آنے دیتا۔ لیکن اگر مضبوط نہ ہو تو اس پر حیلے کارگر ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کے اس تالے کو مضبوط دیکھتا ہوں۔ مجھے بتائیے کہ یہ آپ نے کس سے خریدا ہے؟ تا کہ میں بھی ایسا ہی تالہ اپنے لئے خرید لوں۔ میں نے اس کو بتا دیا کہ فلاں قفل ساز سے خریدا ہے۔ مجھے ایک دن تو کچھ خیال نہ آیا پھر میں دکان پر آیا اور میں نے (غلام سے) صندوق مانگا تا کہ اس میں سے کچھ درہم نکالوں۔ وہ میرے پاس لے کر آیا۔ جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں ایک درہم بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنے غلام سے کہا جس پر مجھے کچھ شبہ نہیں تھا کیا دروازہ کسی جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے کہا نہیں، پھر میں نے کہا دیکھو دکان پر کوئی نقب تو نہیں۔ اس نے دیکھ کر کہا کوئی نقب نہیں۔ میں نے کہا چھت (کو دیکھو کہ ادھر) سے کوئی صورت اندر آنے کی نہیں ہوئی۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے اس کو بتایا کہ میرے تمام درہم نکل گئے۔ غلام بھی پریشان ہو گیا اور حیرت زدہ ہو گیا۔ پھر میں رات کو جاگ کر سوچتا رہا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ اب وہ شخص مجھ سے نہیں ملا تو میرا شبہ اسی پر ہوا اور مجھے تالے کے بارے میں اس کا سوال کرنا یاد آیا۔ پھر میں نے غلام سے کہا کہ یہ بتا کہ دکان کیسے کھولتا اور مقفل کرتا ہے؟ اس نے کہا میں چوکھٹ کے تختوں کو تین تین کر کے دو دفعہ میں مسجد سے اٹھا کر لاتا ہوں۔ پھر دکان کو مقفل کرتا ہوں۔ پھر اسی طرح اس کو کھولا کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ جب تو تختے لے جانے یا لانے کے لئے (مسجد میں) جایا کرتا ہے تو کس کی نگرانی میں دوکان کو چھوڑتا ہے۔ اس نے کہا کہ اتنے وقفہ میں خالی رہتی ہے۔ میں نے کہا،

اسی دوران میں مجھے نقصان پہنچایا گیا ہے۔ پھر میں (تالے کے) کاریگر کے پاس پہنچا۔ جس سے میں نے تالا خریدا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس ابھی چند دن قبل کوئی شخص اس ساتھ کا تالا خرید نے آیا تھا؟ اس نے کہاہاں اوراس کا حلیہ ایسا اورایسا تھا۔ تمام حلیہ اسی شخص کو بتایا۔ تو میں سمجھ گیا کہ وہ شخص غلام کی نظر بچا کر شام کے وقت جب میں دکان سے واپس آ گیا اورصرف غلام رہ گیا او تختے اٹھا کر مسجد میں لے کر گیا دکان میں داخل ہوگیا اوراس میں چھپا رہا اوراس کے ساتھ جوتالا اس نے خریدا تھا اس کی تالی موجود تھی۔ جس سے میرے صندوق کا تالا بھی کھل سکتا تھا اور درہم نکال لئے اورتمام رات کواڑوں کے پیچھے بیٹھا رہا۔ جب غلام آیا اور وہ تالا کھول کر تین تختے نکال کر رکھنے کے لئے گیا اس وقت وہ نکل گیا اور وہ یہ کام کرتے ہی بغداد(ا) سے روانہ ہوگیا۔ میں اپنا تالا کنجی ساتھ لے کر بغداد سے نکل کھڑا ہوا، میں نے سوچا کہ پہلے اس شخص کو واسط میں تلاش کروں۔ جب کشتی سے اتر کر چلا تو میں نے مسافر خانہ کو تلاش کیا جس میں ٹھہر جاؤں (مسافر خانہ اوپر کی منزل پر تھا) میں اوپر چڑھا تو ایک کمرہ میں میں نے بالکل ایسا ہی قفل لگا ہوا دیکھا۔ جیسا میرا قفل تھا۔ تو میں نے مسافر خانہ کے مینجر سے پوچھا کہ اس کمرے میں کون ٹھہرا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک شخص شام کے وقت بصرے سے آیا تھا میں نے اس کا حلیہ دریافت کیا تو اس نے اسی شخص کا حلیہ بتایا تو مجھے کوئی شک نہ رہا کہ یہ وہی شخص ہے اورضرور میرے درہم اس کمرے میں موجود ہیں۔ تو میں نے ایک کمرہ اس کے برابر کا کرایہ پر لے لیا اورتاک میں رہا۔ یہاں تک کہ مسافر خانہ کا مینجر وہاں سے چلا گیا تو میں نے تالا کھولا تو بعینہ اپنی تھیلی رکھی ہوئی دیکھی۔ اس کو میں نے لے لیا اورباہر آ کر تالا لگا دیا۔ اوراسی وقت نیچے اتر کر بصرے کی طرف روانہ ہوگیا اورمیں واسط میں صرف دن میں دو گھڑی ٹھہرا اورمیں اپنا مال عنیمہ لے کر اپنے گھر پہنچ گیا۔

(۵۲۲) چوروں کا سردار ابو بکر نقاش:۔

ابن الدنانیر التمار نے بیان کیا کہ میرے غلام نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ ایلہ میں ایک تاجر کے پاس روپیہ وصول کرنے پر مامور تھا۔ میں نے بصرہ سے ان کے (دوسرے تاجروں سے) تقریباً پانچ سو دینار اور کچھ چاندی وصول کی اور ان چیزوں کو ایک تھیلی میں بند کیا اور ایلہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں شام ہو گئی (دریا پار ہونے کے لئے) ملاح کی تلاش میں تھا۔ مگر کوئی ملتا نہیں تھا کہ ایک ملاح کو دیکھا جو ایک چھوٹی سی کشتی (بجرا) کو جو خالی تھی لئے جا رہا تھا۔ میں نے اس سے سوار ہونے کی فرمائش کی تو اس نے بہت کم اجرت لی اور کہا کہ میں ایلہ میں اپنے گھر پر واپس جا رہا ہوں۔ تم بھی بیٹھ جاؤ۔ میں کشتی میں بیٹھ گیا اور تھیلی کو اپنے سامنے رکھ لیا اور ہم چل پڑے۔ دفعتاً دیکھا کہ کنارے پر بیٹھا ہوا ایک اندھا بہت اچھی قرأت کے ساتھ قرآن پڑھ رہا ہے۔ جب اس کو ملاح نے دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور وہ ملاح سے پکار کر کہنے لگا مجھے بھی سوار کر لے۔ رات قریب آ گئی، مجھے ڈر ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ تو اس کو ملاح نے برا بھلا کہا۔ میں نے اس سے کہا سوار کر لو تو وہ کشتی کو کنارے پر لے گیا اور اس کو بٹھا لیا۔ پھر اس اندھے نے قرأت شروع کر دی۔ اس کی نہایت عمدہ قرأت سے میں از خود رفتہ ہو گیا۔ جب ہم ایلہ کے قریب پہنچ گئے تو اس نے قرأت ختم کی اور کھڑا ہو گیا تاکہ اتر کر ایلہ کے راستہ سے روانہ ہو جائے۔ اب میں نے دیکھا تو میری تھیلی گم ہو چکی تھی۔ میں نے بے چین ہو گیا اور چلایا اور ملاح نے (میرے اٹھنے اور گھبرا کر ادھر ادھر حرکت کرنے سے) غل مچایا کہ کشتی الٹ جائے گی اور مجھ سے اس طرح مخاطب ہوا جیسے کوئی کسی کی حالت سے بے خبر شخص پوچھ گچھ کیا کرتا ہے۔ میں نے کہا بھلے آدمی میرے سامنے تھیلی رکھی ہوئی تھی جس میں پانچ سو دینار تھے۔ جب ملاح نے یہ سنا تو اپنا منہ پیٹنے لگا اور رونے لگا اور اس نے اپنے بدن سے کپڑے اتار کر پھینک دیئے کہ تم تلاشی لے لو اور کہنے لگا کہ ابھی تو میں

کنارے پر بھی نہیں پہنچا اور یہاں میرے پاس کوئی ایسی جگہ بھی نہیں ہے جہاں چھپا کر رکھ دیتا تو مجھ پر چوری کی تہمت لگا رہا ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں ایک ضعیف آدمی ہوں۔ الٰہی تو ہی مددگار ہے اور اندھے نے بھی ایسا ہی کیا اور میں نے کشتی کی بھی بخوبی جانچ کی۔ وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ مجھے ان دونوں کی نازک حالت پر رحم آیا اور میں نے کہا۔ یہ ایسی مصیبت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے رہائی کی کیا صورت ہوگی اور ہم کشتی سے اتر کر روانہ ہو گئے۔ میں نے بھاگ جانے کا قصد کر لیا اور ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے راستہ پر ہو لیا۔ میں نے گھر میں رات بسر کی اور اپنے آقا (تاجر) کے پاس نہیں گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے پھر واپس بصرہ جانے کی تیاری کی تا کہ وہاں چند دنوں کے لئے چھپا رہوں۔ پھر وہاں سے کسی ایسے ملک میں نکل جاؤں جو بہت دور ہو۔ تو میں اس ارادے سے نکل کر بصرے کی سڑک پر آیا اور میں خاموشی کے ساتھ روتا ہوا جا رہا تھا اور اپنی بیوی بچوں کی جدائی پر سخت غمگین تھا اور اپنے معاش اور عزت کے برباد ہونے کا صدمہ تھا۔ راستہ میں ایک شخص میرے سامنے آ گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے اس کو پورا قصہ سنایا تو اس نے کہا تیرا سب مال میں تجھے واپس دلواؤں گا۔ میں نے کہا، اے میاں ایسی مصیبت میں طنز کا کیا موقع ہے جو میرے ساتھ کر رہے ہو؟ اس نے کہا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں واقعی بات کہہ رہا ہوں۔ تو بنی نمیر میں جو قید خانہ ہے وہاں جا اور اپنے ساتھ بہت سی روٹیاں اور شوربا اور حلوہ لے کر جانا اور قید خانہ کے دربان سے سوال کرنا کہ وہ تجھے اس شخص کے پاس پہنچا دے جو وہاں محبوس ہے جس کو ابوبکر نقاش کہا جاتا ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تو وہ تجھے نہیں روکے گا اور اگر روکنے ہی لگے تو کچھ تھوڑا سا اس دربان کو بھی دے دینا اور تجھے اس کے پاس پہنچا دے گا۔ جب تو ابوبکر نقاش کو دیکھے تو اس سے سلام علیک کہنا اور کچھ بات نہ کرنا جو کچھ کھانا تو اپنے ساتھ لے جاؤ تو وہ سامنے رکھ دینا جب وہ

کھانا کھا کر ہاتھ دھولے گا پھر وہ تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا۔ پھر اس کو پوری بات بتانا۔ وہ ان لوگوں پر جنہوں نے تیرا مال لیا ہے تیری رہنمائی کرے گا اور تجھے واپس دلوادے گا۔ تو میں نے یہ سب کیا اور اس شخص کے پاس پہنچ گیا تو دیکھا وہ ایک بوڑھا ہے جس کے لوہے کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے اس کو سلام کیا اور جو کچھ میرے ساتھ تھا اس کے سامنے رکھ دیا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور سب نے کھایا۔ جب اس نے اپنے ہاتھ دھو لیے تو مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے اس سے اپنا قصہ مفصل بیان کیا تو اس نے سن کر کہا ابھی محلّہ بنی ہلا میں چلا جا، اور فلاں کوچہ میں داخل ہو جانا، جب تو بالکل اسی کے آخر میں پہنچ جائے تو تجھ کو ایک بند دروازہ ملے گا اس کو کھول کر بغیر آواز دیئے اندر چلے جانا، اندر جا کر تجھے ایک لمبی دہلیز ملے گی اس میں آگے بڑھ کر تجھ کو دو دروازے ملیں گے تو ان میں سے جو دائیں جانب والا ہے اس میں داخل ہو جانا۔ اب تو ایسے مکان میں پہنچے گا جس کے ایک کمرے میں بہت سی کھونٹیاں ہیں اور بوریئے بچھے ہوئے ہیں اور ہر کھونٹی پر لنگی اور تہبند پڑا ہوگا۔ وہاں جا کر اپنے کپڑے اتار دینا اور ان کو ایک کھونٹی پر ڈال دینا اور تہبند باندھ لینا اور لنگی اوڑھ کر بیٹھ جانا پھر ایک قوم آئے گی اور وہ ایسا ہی کریں گے جیسا کہ تو نے کیا ہوگا۔ پھر ان کے سامنے کھانا لایا جائے گا تو ان کے ساتھ مل کر تو بھی کھانا اور تمام افعال میں ان کی موافقت کا خیال رکھنا۔ جب پھر کہ نبیذ لائی جائے تو بھی اس کے پینے میں شریک رہنا اور ایک بڑا پیالہ لے کر اس سے بھر لینا اور سیدھا کھڑا ہو جانا اور یہ کہنا کہ یہ باقی ماندہ جو میرے پاس ہے میرے ماموں ابوبکر نقاش کا حصہ ہے۔ یہ سن کر وہ سب بہت خوش ہوں گے اور تجھ سے کہیں گے کیا وہ تیرے ماموں ہیں؟ تو ان سے اقرار کرنا پھر وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور میری یاد میں پیئیں گے۔ جب کہ وہ سب بیٹھ جائیں پھر تو ان سے کہنا کہ یہ میرے ماموں نے تم سب کو سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اے جوانو! تم کو میری

زندگی کی قسم، میرے بھانجے کی وہ تھیلی جو گزشتہ شام کو کشتی میں سے نہر ایلہ پر تم نے لی ہے واپس کر دو۔ وہ تم کو واپس کر دیں گے تو میں ان کے پاس سے نکلا اور جو کچھ انہوں نے ہدایات دی تھیں ان پر عمل کیا تو مجھے وہ تھیلی واپس کر دی گئی جو بالکل اسی طرح تھی، اور اس کی گردن بھی نہ کھولی گئی تھی۔ جب وہ مجھے مل گئی تو میں نے کہا اے جوانو! یہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا یہ میرے ماموں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا اور ایک حاجت میری بھی ہے جو میری ذات کے ساتھ مخصوص رکھتی ہے وہ بولے کہ پوری کر دی گئی (سمجھو) میں نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے تھیلی کو کیسے لیا تھا؟ اس کے جواب سے وہ ایک گھڑی رکے رہے۔ پھر میں نے ان کو ابوبکر نقاش کی زندگی کی قسم دی تو ان میں ایک نے کہا کیا تم پہچانتے ہو؟ میں نے بہت غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی اندھا ہے جو قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور وہ تو (اس وقت مکر سے) اندھا بنا ہوا تھا۔ پھر اس نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا تو وہی ملاح ثابت ہوا (جس کی کشتی میں سے چوری ہوئی تھی) پھر میں نے کہا تم دونوں نے کیونکر یہ کام کیا تھا۔ ملاح نے کہا میں شام کے اول اوقات میں گذرگاہوں پر گھوما کرتا ہوں اور میں پہلے اس مصنوعی اندھے سے مل کر اس کو وہاں بٹھا آیا تھا جب تجھ کو میں نے دیکھ لیا تھا۔ جب میں کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہوں جس کے پاس کوئی قیمتی سامان ہوتا ہے تو اس کو پکارتا ہوں اور اجرت میں کمی کر دیتا ہوں اور اس کو سوار کر لیتا ہوں۔ پھر جب قاری کے قریب پہنچتا ہوں اور مجھے آواز دیتا ہے تو میں اس کو سخت وسست کہتا ہوں تا کہ سوار ہونے والے کو (ہمارے تعلق کا علم نہ ہونے پائے اور) سفر میں کسی خطرہ کا شک نہ ہو سکے اگر ہونے والے نے خود ہی سوار کر لیا تو فبہا ورنہ میں خوشامد کر کے اس کو رضامند کرتا ہوں کہ وہ اس کو بھی سوار ہونے دے۔ یہ شخص سوار ہونے کے بعد قرأت شروع کر دیتا ہے جس سے آدمی ازخود رفتہ ہو جاتا ہے جیسا کہ تو ہو گیا تھا۔ پھر جب ہم فلاں موقع پر پہنچتے ہیں تو وہاں ایک شخص ہمارے انتظار میں تیرتا ہوتا

ہے۔ وہ ہماری کشتی سے آملتا ہے اور اس کے سر پر ایک بانس کا بنا ہوا ٹوکرہ ہوتا ہے۔ اس لئے سوار ہونے والا اس کو پہچان نہیں سکتا۔ اب یہ مصنوعی اندھا اس چیز کو صفائی سے اڑا کر اس شخص کی طرف ڈال دیتا ہے جس کے سر پر ٹوکرہ ہوتا ہے وہ اس کو لے کر اور تیر کر کنارے پر پہنچ جاتا ہے اور جب سوار ہونے والا کشتی سے اترتے وقت اپنی چیز کی گمشدگی پر مطلع ہوتا تو ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ تو دیکھ ہی چکا ہے۔ تو وہ ہم کو متہم بھی نہیں سمجھتا اور ہم اس وقت جدا ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اگلا دن ہوتا ہے تو ہم جمع ہو کر اس کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اب جب کہ تو ہمارے استاد اور اپنے ماموں کا ہمارے پاس پیغام لے کر آیا تو ہم نے اسے تیرے سپرد کر دیا۔ میں اس تھیلی کو لے کر واپس آ گیا۔

(۵۲۳) ایک چور کی سرگزشت:۔

محمد بن حلف کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک چور نے جو توبہ کر چکا تھا اپنی سرگذشت سنائی کہ میں ایک شہر میں پہنچا اور چوری کے لئے کسی چیز کی جستجو میں لگ گیا۔ میری نظر ایک مالدار صراف پر پڑی تو میں برابر موقع حاصل کرنے کی تدبیریں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ایک تھیلی چرائی اور بچ کر نکل آیا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ اچانک مجھے ایک بوڑھی ملی جس کے ساتھ ایک کتا تھا اور وہ میرے سینہ سے آ لگی اور مجھے چمٹ گئی اور کہنے لگی میرے بیٹے میں تیرے قربان اور کتا دم ہلا ہلا کر میری ٹانگوں میں گھسا جا رہا تھا اور عام لوگ کھڑے ہو کر ہم کو دیکھنے لگے۔ اور عورت کہنے لگی خدا کی قسم کتے کو دیکھو کہ اس نے کس طرح اس کو پہچان لیا تو لوگ اس سے تعجب کرنے لگے اور میرے دل میں بھی یہ شک پیدا ہو گیا کہ شاید اس نے مجھے دودھ پلایا ہوا اور میں اس کو نہ پہچانتا ہوں۔ اس نے مجھ سے اصرار کیا کہ میرے ساتھ میرے مکان پر چل کر آج وہاں ٹھہرو۔ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ اس کے مکان پر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ چند نوجوان بیٹھے

شراب پی رہے ہیں اور ان کے سامنے بہت سے پھل اور پھول پڑے ہیں۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور میں نے ان کے یہاں قیمتی سامان دیکھا اور وہ میری نظر میں رہا۔ میں نے (بے تکلف بن کر) ان کو پلانا شروع کیا اور ان کے ساتھ گھل مل گیا۔ یہاں تک وہ نوجوان سو گئے اور سب گھر والے سو گئے تو میں اٹھا اور جو کچھ مجھے وہاں ہاتھ لگا لپیٹ لیا اور نکل بھاگنا چاہا تو کتے نے مجھ پر شیر کی طرح حملہ کیا اور چلایا اور دوڑا دوڑا پھرنے لگا اور بھونکتا رہا۔ یہاں تک کہ سب سونے والے جاگ گئے تو میں بہت نادم اور سخت شرمندہ ہوا۔ جب دن ہو گیا تو انہوں نے پھر وہی مشغلہ شروع کر دیا جو شام تھا۔ اور میں نے بھی ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا اور میں کتے سے بچنے کا رات حیلہ سوچتا رہا۔ مگر اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ پھر جب سو گئے تو پھر میں نے جو ہاتھ لگا سمیٹ کر نکل جانا چاہا۔ مگر کتا پھر کل کی طرح مقابلہ پر آ گیا۔ میں نے تین رات اس سے بچ کر نکل جانے کی تدبیر کی مگر جب مایوس ہو گیا تو میں نے ان لوگوں سے اجازت لے کر رخصت ہونا چاہا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے؟ کیونکہ مجھے جلد جانا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ بوڑھیا کے اختیار میں ہے۔ پھر میں نے اس اجازت مانگی تو اس نے کہا وہ لا جو تو صراف کے یہاں سے لایا ہے اور جہاں چاہے چلا جا اور اب اس شہر میں نہ ٹھہرنا کیونکہ کسی کی مجال نہیں کہ میری موجودگی میں یہاں کوئی ایسا کام کر سکے۔ اس نے تھیلی وصول کر لی اور مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ اور میں نے اپنی خیرت اسی میں سمجھی کہ اس کے ہاتھ سے بچ کر نکل جاؤں اور میری ہمت صرف اتنی ہو سکی کہ میں اس سے کچھ خرچ مانگ سکوں تو اس نے وہ مجھے دے دیا اور وہ میرے ساتھ نکلی۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے شہر سے باہر نکال دیا اور کتا اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ پھر جب میں آبادی سے باہر ہو گیا تو وہ ٹھہر گئی اور میں چلتا رہا اور کتا میرے پیچھے لگا رہا۔ یہاں تک کہ میں دور نکل گیا۔ پھر وہ

واپس ہوا اور مجھے لوٹ لوٹ کر دیکھتا رہا اور میں اس کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔

(۵۲۴) دو دھوکے بازوں کی چوری کی کہانی:۔

سہل الاخلاطی سے منقول ہے کہ دو دھوکے بازوں نے ایک گدھا چوری کیا اور ان دونوں میں سے ایک اس کو بیچنے کے لئے لے گیا تو اس کو ایک شخص ملا جو ایک طباق لئے ہوئے تھا۔ جس میں مچھلیاں تھیں اور اس نے چور سے پوچھا کیا تو اس گدھے کو بیچتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا، اس طباق کو پکڑ لے میں اس پر سوار ہو کر دیکھ لوں اور اس (کی چال) کا اندازہ کر لوں۔ تو وہ شخص اس کو مچھلیوں کا طباق دے کر گدھے پر سوار ہو گیا پھر لوٹ کر آیا، پھر سوار ہو کر ایک گلی میں داخل ہوا اور چلتا پھرتا رہا، اس کو کچھ پتہ نہ چل سکا کہ کہاں غائب ہو گیا۔ پھر وہ چور اپنے گھر واپس آ گیا تو اس کا ساتھی اس سے ملا اور اس سے پوچھا گدھا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا جتنے میں خریدا تھا اتنے ہی میں بیچ دیا۔ نفع میں یہ مچھلیوں کا طباق ملا۔

(۵۲۵) قیمت خرید پر ہی بیچ دیا:۔

اسی طرح ایک روایت ہم کو پہنچی کہ ایک شخص نے ایک گدھا چرایا، پھر اس کو بیچنے کے لئے بازار پہنچا۔ وہاں اس سے کوئی اور شخص چرا لے گیا۔ پھر جب یہ اپنے گھر واپس ہوا تو بیوی نے پوچھا کتنے میں فروخت کیا۔ بس راس المال پر ہی دے دیا (یعنی قیمت خرید پر ہی بیچ دیا)

(۵۲۶) بغداد کا دکاندار (جو نوعمری میں چور تھا) کا واقعہ:۔

عبداللہ بن محمد الصروی کا بیان کہ ہم کو ہمارے ایک بھائی نے یہ قصہ سنایا کہ بغداد میں ایک شخص تھا جو نوعمری کے زمانہ میں چوری کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے توبہ کر کے کپڑے کی دکان کر لی۔ ایک رات جب کہ وہ دکان سے سے اپنے گھر واپس آ گیا اور اس کو مقفل کر گیا تھا اور تو ایک دھوکے باز چور آیا جو صاحب دکان کا سا لباس پہنے

ہوئے تھا۔ اس کی آستین میں ایک چھوٹی سی موٹی بتی اور کنجیئں تھیں اور آ کر نگہبان (جو دکان کی حفاظت کرتا تھا) کو آواز دی اور (جب وہ آیا) تو اس کو اندھیرے میں وہ موم بتی دی کہ اس کو جلا کے لے آؤ، مجھے آج رات اپنی دکان میں کچھ کام کرنا ہے۔ پہرہ دار بتی جلانے کے لئے چلا گیا تو اس موقع پر چور تالوں کو لپٹ گیا اور کھول ڈالے اور دکان میں داخل ہو گیا۔ جب پہرہ دار بتی لے آیا تو اس سے لے کر اس کو سامنے رکھا اور حساب کتاب کی الماری کھولی اور (کاغذات) کو باہر نکال کر رجسٹروں کو دیکھنا شروع کر دیا اور اس کے ہاتھوں دیکھنے سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ حساب کر رہا ہے اور پہرہ دار گھوم رہا تھا اور اس کو دیکھ رہا تھا اور اس کو اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ دکان دار ہے۔ یہاں تک کہ سحر قریب آ گئی تو اس نے پہرہ دار کو پکارا اور دور سے ہی یہ کہ کوئی حمال (مزدور) بلا لاؤ۔ پہرہ دار حمال کو لے آیا۔ تو اس نے حمال کے سر پر چار گٹھڑیاں قیمتی کپڑے کی رکھیں اور دکان کو تالا لگایا اور حمال کو ساتھ لے کر چلا گیا اور چوکیدار کو دو درہم دیئے۔ جب صبح کو دکان دار آیا تا کہ دکان کھولے تو اس کے پاس پہرہ دار آ کھڑا ہوا اور اس کو دعائیں دینے لگا کہ اللہ آپ کے ساتھ ایسا کرے اور ایسا کرے جیسا آپ نے پچھلی رات مجھ دو درہم دیئے تو اس کو پہرہ دار کی باتوں سے کھٹکا ہوا اور اس نے اپنی دکان کھولی تو اس نے بتی کا بہا ہوا موم دیکھا اور اپنے کاغذات حساب کو بھی بکھرا ہوا پایا اور چار گٹھڑیاں گم ثابت ہوئیں تو اس نے چوکیدار کو بلایا اور اس سے کہا کہ وہ کون تھا جو میرے ساتھ دکان سے گٹھڑیاں اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس نے کہا کیا آپ ہی نے مجھ سے نہیں کہا تھا کہ میں ایک حمال لے آؤں تو میں آپ کے پاس بلا لایا۔ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے، لیکن میں اونگھ رہا تھا (اس لئے مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھا؟) ذرا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ پہرہ دار جا کر حمال کو بلا لایا اور اس نے دکان بند کر کے اس حمال کو ساتھ لیا اور چلتے ہوئے اس سے پوچھا کہ آج رات گٹھڑیاں اٹھا کر میرے ساتھ تو

کسی راستہ سے گیا تھا۔ میں اس وقت نشہ میں تھا۔ اس نے کہا کہ فلاں سڑک سے گیا تھا اور میں آپ کے لئے فلاں ملاح کو بلا کر لایا تھا۔ تم اس کی کشتی میں سوار ہو کر گئے تھے۔ تو یہ شخص اسی سڑک سے روانہ ہوا اور ملاح کو بلایا۔ جب وہ آ گیا تو اس کے ساتھ سوار ہو گیا اور اس سے پوچھا کہ میرے بھائی کو تم نے کہاں اتارا تھا جس کے ساتھ چار گٹھڑیاں تھیں؟ اس نے بتایا کہ فلاں راستہ پر اتارا تھا۔ اس نے کہا مجھے بھی وہیں اتار دینا۔ چنانچہ ملاح نے وہیں اتار دیا۔ پھر اس نے ملاح سے پوچھا کہ اس کا سامان کون اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ فلاں حمال لے گیا تھا۔ پھر اس حمال کو بلایا اور اس سے کہا کہ میرے ساتھ چل۔ وہ ساتھ ہو لیا اور اس کو اس نے کچھ معاوضہ بھی دے دیا۔ اور اس سے پھسلا کر اس نے وہ جگہ دریافت کی جہاں وہ گٹھڑیاں لے گیا تھا۔ وہ اس کو بالا خانہ کے دروازہ پر لے آیا جو ایک ایسے مقام پر واقع تھا جو دریا کے کنارے سے دور اور صحرا کے قریب تھا۔ تو اس نے دروازہ کو مقفل پایا۔ تو اس نے حمال کو ٹھہر لیا اور تالا کھول لیا اور اندر داخل ہو گیا تو اس نے گٹھڑیوں کو اسی طرح رکھا ہوا پایا اور اس کے گھر میں سیاہ چادر رسی لٹکی ہوئی نظر پڑی تو اس نے گٹھڑیوں کو اس میں لپیٹ لیا اور حمال کو بلایا۔ اس نے اٹھا لیا اور سڑک پر روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو جب بالا خانہ سے اترا تو وہ چور اس کے سامنے آ گیا تو اس نے حمال کو اور جو کچھ وہ لئے جا رہا تھا اس کو دیکھا۔ مگر وہ شک میں پڑ گیا تو اس کے پیچھے کنارے تک آیا اور اس نے ملاح کو دریا پار کرانے کے لئے بلایا۔ حمال نے کہا کہ کوئی بوجھ اتروانے کے لئے بلایا۔ حمال نے کہا کہ کوئی بوجھ اتروانے کے لئے ہاتھ لگا دے، تو اس چور نے بڑھ کر ہاتھ لگایا اور چادر کھولی، اس طرح کہ گویا ایک راہ گیر احساناً ایسا کر رہا ہے اور گٹھڑیوں کو مالک کے ساتھ مل کر کشتی میں رکھوایا اور چادر کو اپنے کندھے پر ڈال لیا اور مالک سے کہا، اچھا بھائی صاحب فی امان اللہ۔ آپ کی گٹھڑیاں واپس آ گئیں، میری چادر چھوڑتے جائیے تو مالک ہنس پڑا اور اس سے

بولا کہ تم (کشتی میں) اتر آؤ اور کچھ خوف نہ کرو۔ وہ اندر آ گیا۔ اس نے اس سے توبہ کرائی اور اس کو کچھ روپیہ دیا اور واپس کر دیا اور نقصان نہیں پہنچایا۔

(۵۵۷) بنی عقیل قبیلہ کا ایک ماہر چور:۔

محمد ابن ابی طاہر نے ہم سے بیان کیا کہ بنی عقیل کا ایک شخص ایک گھوڑا چرانے کے لئے نکلا۔ اس کا بیان ہے کہ میں اس قبیلہ میں (جہاں سے گھوڑا چرانا تھا) داخل ہو گیا اور گھوڑے کے ستھان کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا اور حیلہ سے گھر میں داخل ہو گیا تو ایک مرد اور اس کی بیوی دونوں سخت اندھیرے میں بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے چونکہ میں بھوکا تھا اس لئے میں نے بھی اپنا ہاتھ پیالہ کی طرف بڑھا دیا تو مرد کو میرا ہاتھ اوپر معلوم ہوا اور اس نے فوراً پکڑ لیا۔ میں نے فوراً دوسرے ہاتھ سے عورت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عورت نے کہا، تجھے کیا ہو گیا میرا ہاتھ ہے۔ تو اس نے خیال کیا کہ وہ عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے تو میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں نے بھی عورت کا ہاتھ چھوڑ دیا اور ہم سب کھانا کھاتے رہے۔ پھر عورت کو میرا ہاتھ اوپر لگا تو اس نے پکڑ لیا تو میں نے فوراً مرد کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے عورت سے کہا کیا ہو گیا، میرا ہاتھ ہے تو عورت نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر وہ سو گیا تو میں گھوڑا پکڑ لایا۔

اور یہ حکایت ہم کو دوسرے ذریعہ سے اس طرح پہنچی۔

ہم کو واقعہ سنایا محمد بن ابی طاہر نے ان کو تنوخی نے، ان کو ان کے والد، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالحسن محمد بن احمد الکاتب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یزمع العقیلی نے اور یہ شخص قبیلہ بنی عقیل کے سربرآوردہ روسا میں سے تھا او یہ معز الدولہ سے بھی ملاقات کر چکے ہیں تو اس نے ان کی بہت عزت کی تھی اور ان کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بنی عقیل میں کے ایک شخص کو دیکھا جس کی کمر پر ایسے نشانات تھے جیسے پچھنے لگانے سے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ اس سے بڑے بڑے تھے۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس

نے اپنا قصہ سنایا کہ میں اپنے چچا کی بیٹی پر فریفتہ تھا۔ تو میں نے اس سے نکاح کا پیغام بھیجا تو لڑکی والوں نے یہ جواب دیا کہ ہم تجھ سے نکاح صرف اس صورت سے کر سکتے ہیں کہ تو مہر میں شبکہ دے۔ یہ ایک گھوڑی تھی جو نہایت تیز رفتار تھی اور جو کہ بنی بکر کے ایک شخص کے پاس تھی۔ میں نے اس سے اس شرط پر نکاح کر لیا اور میں اس فکر میں نکلا کہ کسی حیلہ سے وہ گھوڑی اس کے مالک کے یہاں سے نکال لاؤں تا کہ اس منکوحہ کا ہاتھ آنا ممکن ہو سکے۔ تو میں اس قبیلہ میں پہنچا جس میں گھوڑی تھی اور میں (اس کا سراغ لگانے کے لئے) جاتا آتا رہا۔ تو ایک مرتبہ میں فقیر بن کر اس خیمہ میں پہنچا جس میں وہ شخص رہتا تھا تا کہ گھوڑی بندھنے کی جگہ معلوم کرلوں کہ خیمہ کے کس موقع پر ہے اور میں چھپ گیا اور پیچھے سے اندر جانے میں کامیاب ہو گیا اور روئی کے ایسے انبار کے پیچھے پہنچ گیا جو انہوں نے دھنک کر کاتنے کے لئے جمع کر رکھی تھی۔ (دن بھر اس میں چھپا رہا) جب رات آ گئی تو گھر والا آ گیا اور اس کی بیوی نے اس کے لئے رات کا کھانا تیار کر رکھا تھا اور دونوں کھانے بیٹھ گئے۔ اندھیرا پورے طور پر چھا چکا تھا اور ان کے پاس چراغ موجود نہیں تھا (اس لئے اندھیرے میں ہی کھانا شروع کر دیا) چونکہ میں بھوکا تھا تو میں نے بھی پیالے پر ہاتھ بڑھا کر ان دونوں کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ مرد نے میرا ہاتھ اوپر محسوس کرتے ہوئے پکڑ لیا تو میں نے فوراً عورت کا ہاتھ پکڑ لیا (یعنی دوسرے ہاتھ سے) تو اس سے عورت نے کہا، کیا ہو گیا میرا ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے یہ خیال کیا کہ میں نے عورت کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے میرا ہاتھ چھوڑ دیا میں نے بھی فوراً عورت کا ہاتھ چھوڑ دیا اور ہم سب نے کھانا شروع کر دیا۔ پھر عورت کو میرا ہاتھ اوپر لگا تو اس نے پکڑ لیا تو میں نے فوراً مرد کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے کہا کیا ہو گیا میرا ہاتھ ہے تو اس نے مرد کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کھانا ختم ہو گیا اور وہ شخص سونے کے لئے لیٹ گیا۔ جب وہ گہری نیند سو گیا اور میں ان کی تاک لگائے ہوئے تھا اور گھوڑی گھر کے ایک طرف بندھی ہوئی تھی (اور اس

حصہ کو تالا لگا ہوا تھا) اور تالی عورت کے سر کے نیچے تھی تو (میں نے دیکھا) کہ اس شخص کا حبشی غلام آ پہنچا اور اس نے عورت پر ایک کنکری پھینکی تو وہ جاگ گئی اور اس طرف چل کھڑی ہوئی اور تالی اسی جگہ چھوڑ گئی ۔ میں آہستہ سے خیمہ سے گھر کے صحن کی طرف آیا تو دیکھتا ہوں کہ وہ غلام اس عورت کے اوپر ہے تو میں تالی اٹھا لایا اور قفل کھول کر میں نے بالوں کی بنی ہوئی لگام جو میرے ساتھ تھی گھوڑی کے لگا دی اور اس پر سوار ہو کر خیمہ سے نکل گیا ۔ تو وہ عورت غلام کے نیچے سے نکلی اور خیمہ میں جا کر اس نے شور مچایا اور قبیلہ کو بیدار کر دیا تو قبیلے والے میرے پیچھے لگے اور مجھے پکڑنے کے لئے سوار ہو کر میرے پیچھے دوڑے اور میں گھوڑی کو دوڑتا ہوا جا رہا تھا اور میرے پیچھے ان میں ایک ایک مخلوق دوڑ رہی تھی ۔ پھر صبح ہو گئی اور میرے پیچھے صرف ایک سوار رہ گیا ۔ جس کے پاس نیزہ تھا وہ مجھ سے آ ملا اور آفتاب طلوع ہو گیا تھا تو اس نے میرے نیزہ مارنا شروع کیا ۔ میرے جسم پر یہ نشانات اسی کے چوکوں کے ہیں نہ اس کا گھوڑا مجھ سے اتنا قریب ہو سکا کہ اس کے نیزے کا وار مجھ پر بھرپور پڑ سکتا اور نہ میری گھوڑی اتنا آگے نکل سکی کہ اس کا نیزہ مجھے چھو سکتا ۔ یہاں تک کہ ہم ایک بڑی نہر پر پہنچ گئے تو میں نے اپنی گھوڑی کو للکارا تو وہ اس میں کود گئی (عرب کی نہریں اتنی عریض نہیں ہوتیں جیسی ہند کی ، اس لئے اس کو مستبعد نہ سمجھا جائے ۔ مترجم) اور اس سوار نے بھی اپنی گھوڑی کو لکارا مگر وہ رک گئی اور نہیں کودی ۔ جب میں نے اس کو دیکھ لیا کہ وہ عبور سے عاجز ہے تو ٹھہر گیا تا کہ گھوڑی کو آرام دے لوں اور خود بھی آرام کر لوں ۔ تو اس سوار نے مجھے آواز دی ۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا ۔ تو اس نے کہا ، اے شخص میں اسی گھوڑی کا مالک ہوں جو تیرے نیچے ہے اور یہ اسی کی بیٹی ہے (جو میری سواری میں ہے) اور اب کہ تو اس کا مالک بن گیا تو اس کے ساتھ دھوکا نہ کرنا (یعنی اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا) اس کی قیمت دس دیت اور دس دیت کے برابر ہے ۔ (یعنی ایک انسان کے بیس گنا خون بہا کر برابر ہے) اور میں

نے اس پر بیٹھ کر جس چیز کو بھی پکڑنا چاہا اس سے جاملا اور جب میں اس پر سوار ہوا تو جس نے میرا پیچھا کیا میں کبھی اس کے ہاتھ نہیں آیا۔ اور میں نے اس کا نام شبکہ رکھا تھا کیونکہ وہ جس چیز کے بھی پیچھے لگی اس او لگی اور اس کواس نے نہیں چھوڑا تو یہ ایسی ہے جیسا کہ شبکہ (جال، پھاند) شکار کے حق میں۔ میں نے کہا، جب تو نے مجھے نصیحت کی واللہ میں بھی تجھے ضرور نصیحت کروں گا۔ میرا آج رات کا قصہ اس طرح اور اس طرح گذرا ہے۔ میں نے سرگزشت بیان کرتے ہوئے اس عورت اور غلام کا قصہ بھی سنا دیا اور گھوڑے پر قبضہ کس حیلہ سے کیا وہ بھی کہہ دیا یہ سن کر اس نے گردن جھکالی۔ پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا یہ تو نے کیا کیا۔ خدا تجھ جیسے چھاپہ مارنے والے کو کبھی اچھی جزا نہ دے۔ تو نے میری بیوی کو طلاق دی اور میری گھوڑی پر قبضہ کیا اور میرے غلام کو بھی قتل کیا۔

(۵۲۸) ایک تجربہ کار جوان چور کا واقعہ :۔

محمد بن ابی طاہر سے منقول ہے کہ ایک شخص مسجد میں سو رہا تھا اور اس کے سر کے نیچے ایک تھیلی تھی جس میں ڈیڑھ ہزار دینار تھے۔ وہ کہتا ہے کہ میری آنکھ اس وقت کھلی جب کہ کسی شخص نے اس کو میرے سر کے نیچے سے کھینچا تو میں گھبرا کر جاگا۔ دفعتاً دیکھتا ہوں کہ ایک جوان میری تھیلی لے کر بھاگا جا رہا ہے تو میں اٹھاتا کہ اس کے پیچھے بھاگوں تو دیکھتا ہوں کہ میری سواری کا (امنٹ سن کی رسی سے ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے جو مسجد کے آخر حصہ میں گڑا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ دوسری طرف متوجہ کرنے اور حیرت زدہ کرکے تعاقب ترک کرانے میں کامیاب ہوگیا)۔

(۲۵۹) عباس ابن الخیاط (نہایت ہی چالاک چوروں کا سردار) کا واقعہ :۔

محمد بن ابی طاہر سے منقول ہے کہ بصرہ میں ایک چور تھا جو رات کو چوری کیا کرتا تھا۔ نہایت چالاک چوروں کا سردار تھا۔ اس کو عباس ابن الخیاط کہا جاتا تھا۔ یہ بڑے

امیروں پر غالب آ چکا تھا۔ اس نے اہل شہر کو پریشان کر رکھا تھا۔ سب اس کو پکڑنے کے حیلوں میں لگے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہاتھ آ گیا اور ایک سو رطل (سو امن) لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا۔ جب کہ اس کی قید کو ایک سال یا اس سے کچھ زیادہ زمانہ گزر گیا تو ایلہ میں کچھ لوگوں نے ایک تاجر کو لوٹا جس کے پاس دس ہزار دیناروں کے جواہر تھے اور بہت ہوشیار اور تیز فہم تھا۔ تو بصرہ میں فریاد لے کر آیا اور بہت سے تاجر اس کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے اور امیر سے اس نے کہا میرے جواہر آپ کی سازش سے گئے ہیں اور میرا دشمن آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم پر یہ ایک سخت الزام عائد ہوا۔ اس نے جو نگہبان شہر تھے ان کو سخت پکڑا تو انہوں نے مہلت طلب کی۔ حاکم نے مہلت دے دی۔ اور لوگوں نے بہت چھان بین اور کوشش کی، مگر بالکل نہ پتہ چلا سکے کہ کس کی حرکت ہے۔ پھر حاکم نے ان کو سخت پکڑا تو انہوں نے دوبارہ مہلت طلب کی اور ان میں سے ایک شخص نے قید خانہ میں پہنچ کر ابن الخیاط کی خدمت شروع کر دی اور تقریباً ایک ماہ اس کی خدمت میں لگا رہا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتا رہا تو ابن الخیاط نے اس سے کہا تیرا حق مجھ پر واجب ہو گیا۔ مجھے بتا تیری حاجت کیا ہے؟ تو اس نے کہا فلاں شخص کے جواہر جو ایلہ میں چوری ہوئے ہیں ضرور آپ کو ان کے بارے میں کچھ خبر ہو گی۔ یہ سمجھ لیجئے کہ ہماری جانیں اس میں گروی رکھی ہوئی ہیں اور اس کو تمام قصہ سنایا۔ تو اس نے اپنا دامن اٹھا دیا تو وہ جواہر کا ڈبہ اس کے نیچے تھا۔ وہ اس نے نگہبان کے سپرد کر دیا اور کہا میں تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ تو اس نے اس کو بہت بڑا معاملہ محسوس کیا تو اس ڈبہ کو لے کر امیر کے پاس آیا۔ اس نے اس کا قصہ دریافت کیا تو اس نے سب حال بیان کر دیا تو امیر نے حکم دیا کہ عباس (یعنی ابن الخیاط) کو میرے پاس لاؤ اور اس نے حکم دیا کہ اس پر تمام سختی اٹھالی جائے اور بیڑیاں کاٹ دی جائیں اور حمام میں داخل کیا جائے اور خلعت پہنائی جائے اور اس کو اپنے برابر بٹھایا بہت عزت

کے ساتھ اور کھانا منگا کر اپنے ساتھ کھلایا اور رات کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ اگلے دن اس سے کہا کہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ اگر تیرے ایک لاکھ کوڑے بھی مارے جائیں تو، تو اقرار کرنے والا نہیں۔ (میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ) جواہر کو کیونکر حاصل کیا گیا اور میں نے تیرے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ اس لئے کیا کہ میرا حق واجب ہو جائے جو جوانمردوں کا طریقہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے بالکل سچی سچی بات بتا دے جو کچھ ان کا جواہر کا واقعہ ہوا۔ اس نے کہا اس شرط پر کہ آپ مجھ کو اور جن لوگوں نے مجھے اس بارے میں مدد دی، ان سب کو امن دے دیں اور جن لوگوں نے ان کو لیا ان سے کوئی باز پرس نہ کریں۔ حاکم نے اقرار کر لیا تو اس نے حاکم سے حلف لیا۔ اس کے بعد اس سے یہ واقعہ بیان کیا کہ چوروں کی جماعت میرے پاس قید خانہ میں آئی اور انہوں نے ان جواہر کا حال بیان کیا اور یہ کہ اس تاجر کا مکان ایسا ہے جس میں نہ باڑ لگانا ممکن ہے اور کمند لگا کر چڑھنا اور اس پر لوہے کا دروازہ ہے اور آدمی ہوشیار ہے اور تدبیریں کرتے ہوئے ایک سال گزر گیا۔ مگر ان کا بس نہیں چلا اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا اور میں ان کی مدد کے لئے آمادہ ہو گیا تو میں نے داروغہ جیل کو ایک سو دینار دیئے اور بے باکی کے ساتھ اس سے عہد کیا او مغلظ قسم کھائی کہ اگر اس نے مجھے رہا کر دیا تو میں اگلے دن ضرور اس کے پاس واپس آ جاؤں گا اور اگر میں اس نے ایسا نہ کیا تو میں قید خانہ میں ہونے کے باوجود اس کو مبتلائے مصیبت کر کے قتل کر دوں گا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میری بیڑیاں بدن سے اتار لیں اور ان کو وہیں چھوڑ دیا اور مغرب کے وقت میں قید خانہ سے نکل گیا اور ہم سب (چوروں کی پارٹی) عشاء کے وقت ایلہ پہنچ گئے اور ہم اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ تاجر اس وقت مسجد میں تھا اور اس کے مکان کا دروازہ بند تھا۔ میں نے ان میں سے کہا کہ دروازہ پر بھیک مانگ۔ جب وہ کواڑ کھولنے کے لئے آئے تو میں نے کہا چھپ جا۔ ایسا کئی مرتبہ کیا۔ لڑکی نکلتی تھی، جب اس نے کسی

کو نہ دیکھا تو واپس ہو جاتی تھی یہاں تک کہ دروازے سے نکلی اور سائل کو ڈھونڈ نے کے لئے چند قدم باہر نکلی۔ پھر کچھ وقفہ سائل کو صدقہ دینے میں لگا تو میں (اس دوران) گھر میں داخل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ دہلیز میں ایک کمرہ ہے جس میں گدھا بندھا ہوا ہے۔ تو میں اس میں جا گھسا اور گدھے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا اور گدھے کی جھول کا ایک حصہ اپنے اوپر بھی ڈال لیا۔ اتنے میں وہ تاجر آیا اور اس نے دروازے بند کئے اور دیکھ بھال کر کے اپنے اونچے تخت پر سو گیا اور جواہرات تخت کے نیچے تھے۔ جب آدھی رات گزر گئی تو گھر میں جو بکری بندھی ہوئی تھی میں اس کے پاس پہنچا اور اس کا کان اینٹھ دیا تو وہ چیخی۔ پھر اس شخص نے لڑکی سے کہا اس کے آگے چارہ ڈال دے۔ وہ ڈال کر سو گئی۔ میں نے پھر اس کا کان اینٹھ دیا تو وہ پھر چلانے لگی تو اس نے لڑکی سے کہا کیا ہو گیا تجھے؟ میں نے تجھ سے اس کی خبر گیری کے لیے کہا تھا۔ اس نے کہا میں تو کر چکی ہوں۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتی ہے اور چارہ ڈالنے کے لئے خود اٹھ کھڑا ہوا۔ (موقع ملتے ہی تخت کے نیچے جا پہنچا) اور خزانہ کو کھول کر جواہرات کا ڈبہ نکال لیا اور اپنی جگہ واپس پہنچ گیا اور وہ شخص واپس آ کر سو گیا۔ پھر میں نے کوشش کی کہ کوئی ایسا حیلہ نکل آئے کہ میں کسی ایسے موقع پر نقب لگا سکوں جو پڑوس کے گھر میں نکل آئے اور اس میں سے نکل جاؤں۔ مگر ممکن نہ ہو سکا۔ کیونکہ پورے گھر میں سال کے تختے (دیواروں پر) جڑے ہوئے تھے اور میں نے ارادہ کیا چھت پر چڑھ جانے کا مگر اس پر بھی قادر نہ ہو سکا کیونکہ راستہ پر تین تین تالے لگے ہوئے تھے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس شخص کو ذبح کر دوں، مگر اس کو دل نے برا سمجھا اور میں نے سوچا کہ یہ تو میرے سامنے ہی ہے، اگر اس کے سوا کوئی حیلہ ہی نہ ہو سکا تو جب سحر ہو گئی تو میں واپس ہو کر پھر وہیں گدھے کے پاس پہنچا اور اس شخص نے جاگ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اس نے لڑکی سے کہا کہ دروازوں کے تالے کھول دے اور موسلے لگے رہنے دے۔ اس نے ایسا کر دیا اور

میں گدھے کے پاس آیا تو اس نے لات ماری۔ پھر رینگنا شروع کر دیا تو میں باہر نکلا اور میں نے موسلا کھینچ کر کواڑ کھولے اور نکل کر بھاگا۔ یہاں تک کہ گھاٹ پر آ کر کشتی میں پہنچ گیا اور اس تاجر کے مکان میں چیخ پکار مچ گئی۔ پھر میرے ساتھیوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس میں سے کچھ ان کو بھی دوں تو میں نے کہا "نہیں یہ واقعہ بہت اہم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ راز کھل جائے گا۔ ابھی تم اس کو میرے پاس ہی چھوڑے رکھو، اگر اس پر تین مہینے گذر گئے اور یہ چھپا رہا تو میرے پاس آ جانا، میں آدھا تم کو دے دوں گا۔ اور اگر ظاہر ہو گیا اور میں نے تمہاری اور اپنی ذات کو خطرہ میں محسوس کیا تو میں اس کے ذریعہ سے تمہاری جانیں بچا سکوں گا۔ تو سب اس پر راضی ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نگہبان کو مبتلائے مصیبت کر دیا۔ اس نے میری بہت خدمت کی تو مجھے اس پر شرم آئی اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اور اس کے ساتھ قتل کر دیئے جائیں گے اور میں اپنی جان پر جو عذاب بھی آ پڑے تو اس پر ثابت قدم رہنے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں مگر آپ نے میرے ساتھ دوسرے طریقہ کا برتاؤ کیا تو جوانمردی کا طریقہ یہی تھا کہ میں بھی سچائی کے سوا اور کوئی طریقہ مستحسن نہ سمجھوں۔ امیر نے کہا پھر اس فعل کی جزا یہ ہے کہ ہم تجھے رہائی دیتے ہیں۔ لیکن تو توبہ کر لے تو اس نے توبہ کر لی اور اس امیر نے اس کو اپنے مصاحبین میں داخل کر لیا اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تو وہ سیدھے راستہ پر قائم رہا۔

(۵۳۰) طالوت بن عباد صراف اور ابن الخیاط:۔

ابوالحسین نے بیان کیا کہ میرے والد کہتے تھے کہ مجھ سے طالوت بن عباد صراف نے بیان کیا کہ بصرہ کا واقعہ ہے کہ میں ایک رات اپنے بستر پر سو رہا تھا اور میرے پہرہ دینے والے پہرہ پر موجود تھے اور دروازے مقفل تھے دیکھتا کیا ہوں کہ ابن الخیاط مجھے میرے بستر پر سے جگا رہا ہے تو میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا ابن الخیاط۔ تو مجھ پر مردنی چھا گئی۔ اس نے کہا گھبراؤ نہیں۔ میں

وہاں پہنچ کر دیکھتا ہے کہ وہ تو ایک اینٹ کا ٹکڑا ہے تو اس کو سخت نا گوار ہوا اور اس نے خیال کیا کہ یہ شخص لوگوں کو (دھوکے سے) اینٹ اور صابن (ملا جلا کر) بیچتا ہے تو اس کے واپس کرنے کے لئے پہنچا اور پہنچ کر کہا، بڑا افسوس ہے تو لوگوں کو اینٹ اور صابن بیچتا ہے۔ اس نے کہا اینٹ کیسے بیچتا ہوں تو اس نے ٹکیہ کو آستین سے نکالا تو دیکھا وہ تو صابن کی ٹکیہ ہے۔ وہ شخص شرمندہ ہوا اور نہر پر واپس گیا۔ لیکن جب اس کو نکالا تو وہ پھر اینٹ نکلی۔ پھر واپس صابن گر کے پاس آیا اور اس کو دھمکانے لگا اور ٹکیہ نکالی تو پھر وہ صابن ہی کی ٹکیہ تھی۔ پھر دوبارہ واپس ہوا (اور پھر صابن گر سے ملا) یہاں تک کہ تنگ ہو گیا۔ اس سے صابن گر نے کہا، آپ پریشان نہ ہوں ہمارا ایک بیٹا ہے جس کو ہم نے اپنے یہاں سے نکال دیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ شرارت اور دھوکہ کر رہا ہے۔ جب تم یہاں سے جاتے ہو تو وہ حرکت کرتا اور جب دیکھتا ہے کہ تم واپس آرہے ہو تو وہ اس صابن کی ٹکیہ کو پھر تمہاری آستین میں لوٹا دیتا اور تم کو خبر نہیں ہوتی۔

(۵۳۲) تمہارے فقر کو دیکھ کر میں اپنے آپ کو مالدار سمجھنے لگا:۔

ایک چور بعض لوگوں کے گھر میں چوری کے لئے پہنچا۔ وہاں چوری کے لئے کچھ بھی نہ ملا بجز ایک ٹوٹی ہوئی دوات کے تو وہ دیوار پر یہ لکھ آیا۔

(ترجمہ) مجھ پر عزیز ہو گیا تمہارا فقر اور اپنی تونگری یعنی تمہارے فقر کو دیکھ کر میں اپنے کو مال دار سمجھنے لگا۔

(۵۳۳) ایک چور کا مذاق:۔

ایک چور ایک شخص کے گھر میں پہنچا اور اس کا سامان لے کر نکلا۔ اس شخص نے شور مچاتے ہوئے کہا کہ یہ رات کیسی منحوس ہے تو چور نے کہا ہر ایک کے لیے نہیں۔

(۵۳۴) ایک چور کی ذہانت:۔

ہم کو احباب نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک شخص بزاز کے پاس آیا اور اس سے کچھ کپڑے

تین سو دینار میں خریدے۔ پھر پوری قیمت اس کو ادا کر دی۔ جب اس کے سپرد کر چکا تو کہنے لگا تو نے مجھ سے زیادہ قیمت لی ہے اور کپڑا لوٹا دیا اور دینار سمیٹ لئے اور ان کو ایک کپڑے میں ڈال کر گرہ باندھی اور اس کو غلام کی آستین میں ڈال دیا۔ پھر بولا کہ میں تردد میں پڑ گیا کیا آپ مجھے یہ اجازت دیں گے کہ میں یہ کپڑے اس کو دکھالاؤں جس کے لئے خرید رہا ہوں اگر وہ لینے پر رضامند ہو گیا تو فبہا ورنہ واپس کر دیئے جائیں گے۔ بزاز نے کہا، ہاں تو اس نے اپنا ہاتھ غلام کی آستین میں ڈال کر وہ کپڑا نکالا اور بزاز کی طرف پھینک دیا اور کپڑے لے کر چلا گیا۔ پھر بزاز نے اس کپڑے کو کھولا تو اس میں سے پیسے برآمد ہوئے اور اس شخص نے غلام کی آستین میں اسی طرح کے کپڑے میں تین سو دینار کے برابر پیسے باندھ کر پہلے ہی رکھ دیئے تھے۔

(۵۳۵) ایک چور کی انتہائی ذکاوت:۔

ابو الفتح بصری نے بیان کیا کہ چوروں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ ان کے پاس سے ایک شخص تھیلی لئے ہوئے گزرا جو صراف تھا۔ اس میں سے ایک چور بولا کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں میں جو اس سے تھیلی اڑالائے؟ انہوں نے کہا تو کیسے یہ کام کرے گا۔ اس نے کہا دیکھو۔ پھر اس نے اس مکان تک اس کا پیچھا کیا اور وہ تھیلی کو چبوترے پر رکھ کر اپنی لونڈی سے بولا کہ مجھ کو پیشاب کی ضرورت ہے، پانی لے کر بالا خانہ پر آجا اور اوپر چڑھ گیا (جب لونڈی اوپر چڑھ گئی) تو چور گھر میں گھس کر تھیلی اٹھا لایا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آ پہنچا اور ان کو قصہ سنایا۔ انہوں نے سن کر کہا تو نے کچھ نہ کیا اس کو اس طرح چھوڑ دیا کہ غریب لونڈی کو پیٹتا رہے اور عذاب دیتا رہے۔ یہ اچھی بات نہیں۔ اس نے کہا پھر تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا لونڈی مار پیٹ سے بچ جائے اور تھیلی وصول ہو جائے۔ اس نے کہا اچھی بات ہے تو پھر پہنچ گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ درحقیقت لونڈی کو مار رہا تھا۔ شیخ نے کہا کون ہے

اس سے کہا آپ کے ہمسایہ دکان کا غلام ہے اس نے باہر آ کر کہا کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا میرے آقا نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا کہ آپ کا حافظہ خراب ہو گیا ہے، آپ اپنی دکان میں پھینک جاتے ہیں اور چل دیتے ہیں اور اگر ہم اس کو نہ دیکھ لیتے تو کوئی لے جاتا اور تھیلی نکال کر دکھاتے ہوئے کہا وہ یہی ہے نا؟ اس نے کہا، ہاں واللہ اس نے سچ کہا۔ صراف نے اس کو لے لیا تو چور بولا کہ یہ تو مجھے دے دیجئے اور گھر میں جا کر ایک رقعہ پر یہ لکھ لایئے کہ مجھے تھیلی سپرد کر دی گئی تا کہ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں اور آپ کا مال آپ کو واپس مل جائے۔ تو اس نے تھیلی اس کو واپس کر دی اور گھر میں رقعہ لکھنے کے لئے گیا۔ اس نے تھیلی لے لی اور نو دو گیا رہ ہوا۔

(۵۳۶) ایک نمازی دلیر بڑھیا کا چور کو گرفتار کرانا:۔

ابوجعفر محمد بن الفضل الصیمری نے بیان کیا کہ ہمارے شہر میں ایک بہت نیک بڑھیا تھی جو بکثر روزے رکھتی تھی اور بہت نماز پڑھتی رہتی تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا جو صرافہ کا کام کرتا تھا۔ وہ شراب اور کھیل میں منہمک رہتا تھا۔ دن کے اکثر حصہ میں تو وہ اپنی دکان میں مشغول رہتا۔ پھر گھر میں واپس آتا اور تھیلی اپنی والدہ کے پاس رکھوا دیتا اور چلا جاتا اور ایسے موقعوں میں رات گذراتا جہاں شراب پیتا رہے۔ ایک چور نے اس کی تھیلی اڑانے کی ٹھان لی اور اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا اور اس طرح گھر میں داخل ہو گیا کہ اسے خبر نہ ہو سکی اور چھپ گیا اور اس شخص نے تھیلی ماں کے سپرد کر کے اپنی راہ لی اور یہ گھر میں تنہا رہ گئی اور مکان میں اس کا ایک ایسا کمرہ تھا جس کے دیواروں پر سال کے تخت جڑے ہوئے تھے اور اس کا دروازہ لوہے کا تھا۔ وہ اپنی قیمتی اشیاء اسی میں رکھتی تھی اور تھیلی بھی۔ چنانچہ اس نے تھیلی اسی کمرے میں دروازہ کے پیچھے رکھی اور وہیں بیٹھ گئی اور سامنے افطار کا سامان رکھ لیا چور نے سوچا کہ اب وہ اسے تالا لگائے گی اور سو جائے گی تو میں دروازہ جدا کر کے تھیلی لے لوں

گا۔ جب وہ روزہ افطار کر چکی تو نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی اور نماز لمبی ہوگئی اور آدھی رات گزر گئی اور چور متحیر (حیران) ہوا اور اس کو ڈر ہوا کہ صبح نہ ہو جائے۔ اب وہ گھر میں پھرا، وہاں ایک نئی لنگی اس کو مل گئی اور کچھ نچوڑ ہاتھ لگا تو اس نے وہ لنگی باندھی اور نچوڑ ساگا یا اور سیڑھی سے اترنا شروع کیا اور بہت موٹی آواز بنا کر آواز نکلنا شروع کی تا کہ بڑھیا گھبرا جائے۔ وہ دلیر تھی سمجھ گئی کہ چور ہے تو بڑھیا نے کانپتی ہوئی اور گھبرائی ہوئی آواز بنا کر کہا کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں جبریل ہوں رب العالمین کا بھیجا ہوا، اس نے مجھے تیرے بیٹے کے پاس بھیجا ہے۔ یہ فاسق ہے تا کہ اسے نصیحت کروں اور اس کے ساتھ ایسا معاملہ کروں جس کی وجہ سے وہ گناہوں کے ارتکاب سے باز رہے۔ تو بڑھیا نے یہ ظاہر کیا کہ گھبراہٹ سے اس پر غشی طاری ہوگئی ہے اور اس نے یہ کہنا شروع کیا اے جبریل میں تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ میں اس کے ساتھ نرمی کرنا کیونکہ وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ تو چور نے کہا میں اس کو قتل کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بڑھیا نے کہا پھر کس لیے بھیجا گیا۔ کہا کہ اس لئے کہ اس کی تھیلی لے لوں اور اس کے دل کو اس سے رنج پہنچاؤں۔ پھر جب وہ توبہ کر لے تو اس کو واپس دے دوں۔ بڑھیا نے کہا اچھا جبریل اپنا کام کرو اور جو کچھ حکم دیا گیا اس کی تعمیل کرو تو اس نے کہا تو کمرے کے دروازے سے ہٹ جا ، وہ ہٹ گئی اس نے دروازہ کھول لیا اور اندر داخل ہو گیا تا کہ تھیلی اور قیمتی کپڑے لے جائے اور ان کی گٹھڑی بنانے میں مشغول ہو گیا تو بڑھیا نے آہستہ آہستہ جا کر دروازہ بند کر لیا اور زنجیر کو کنڈے میں ڈال دیا اور تالا لگا کر اسے مقفل کر بھی کر دیا۔ اب تو چور کو موت نظر آنے لگی اور باہر نکلنے کے لیے حیلہ نقب لگانے یا اور کسی سوراخ کو کھولنے کا سوچنے لگا مگر کوئی صورت ممکن نظر نہ آئی پھر بولا کھول تا کہ میں باہر نکلوں کیونکہ تیرا بیٹا اب نصیحت قبول کر چکا ہے تو بڑھیا نے کہا اے جبریل مجھے ڈر ہے کہ میں کواڑ کھولوں تو تیرے نور کے ملاحظہ سے میری بینائی نہ جاتی رہے تو اس نے کہا

میں اپنے نور کو بجھا دوں گا تا کہ تیری آنکھیں ضائع نہ ہوں تو بڑھیا نے کہا اے جبریل تیرے لئے اس میں کیا دشواری ہے کہ تو چھت سے نکل جائے یا اپنے پر سے دیوار کو پھاڑ کر چلا جائے اور مجھے یہ تکلیف نہ دے کہ میں نگاہ کو برباد کر ڈالوں۔ اب چور نے محسوس کر لیا کہ بڑھیا دلیر ہے اب اس نے نرمی اور خوشامدیں شروع کیں او رتوبہ کرنے لگا تو بڑھیا نے کہا یہ باتیں چھوڑ اب نکلنے کی کوئی ترکیب نہ ہو سکے گی جب تک دن ہو جائے اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی اور اس سے سوال کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور بیٹا اس کا واپس آ گیا اور تمام سرگذشت اور ساری باتیں اس کو سنائیں وہ کوتوال پولیس کو بلا لایا اور اس نے دروازہ کھول کر چور کو باندھ لیا۔

باب ۲۹

ذہین بچوں کی ذہانت کے واقعات

(۵۳۷) گفتگو اور اوضاع سے بچوں کی افتادِ طبع کا اندازہ لگانا:۔

محمد بن الضحاک سے منقول ہے کہ عبدالملک بن مروان نے رأس الجالوت یا ابن رأس الجالوت سے سوال کیا کہ بچوں کی فراست کا تم کس طرح اندازہ کرتے ہو؟ اس نے کہا ہمارے پاس اس کے بارے میں کوئی خاص اصول نہیں ہے، کیونکہ وہ (اس زمانہ میں) ایک حال سے دوسرے حال کی طرف جاتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ ایک گوشہ چشم ہے ہم ان کو دیکھ لیں (اور ان کی گفتگو اور اوضاع سے ان کی افتادہ طبع کا کچھ اندازہ کرلیں) تو اگر ہم نے ان میں سے کسی کو کھیل میں یہ کہتا ہوا سن لیا کہ کون میرے ساتھ ہوگا تو ہم نے اس کے بارے میں یہ رائے قائم کرلی کہ یہ صاحب ہمت ہوگا اور اس کے بارے میں یہ پہلو سچا ہوتا ہے اور اگر ہم نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں کس کے ساتھ ہوں گا تو ہم کو اس کی یہ بات مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ تو سب سے پہلے جس کے بارے میں اس طرح اندازہ لگایا گیا وہ ابن الزبیر تھے کہ وہ ایک دن جب وہ بچے تھے تو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو ایک شخص وہاں سے گذرا اور اس سے بچوں کو ڈانٹا تو سب بھاگ گئے اور ابن الزبیر پچھلے پاؤں اس کی طرف منہ کئے ہوئے ہٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے بچو تم مجھے اپنا امیر بنالو اور ہمارے ساتھ ہوکر اس پر حملہ کرو۔

(۵۳۸) عبداللہ بن زبیرؓ بچپن میں ہی جری اور دلیر تھے:۔

ایک مرتبہ جب کہ بچپن میں عبداللہ ابن الزبیر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو وہاں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا گزر ہوا تو سب بچے بھاگ گئے اور یہ کھڑے رہے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کیا بات ہے اپنے دوستوں کے ساتھ تو نہیں

ہیں۔ تو آپ اس کو ادب سکھائیں (میں انتظار میں بیٹھا رہا) جب وہ باہر نکلا تو میں نے حکم دیا کہ اس کو اٹھا لائیں۔ تو میں نے اس کے سات درے مارے تو وہ رونے کے لئے آنکھوں کو ملنے لگا۔ جبھی اطلاع پہنچی کہ جعفر بن یحییٰ (برمکی وزیر) آ گئے تو فوراً رومال لے کر اپنی دونوں آنکھیں پونچھیں اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کر کے فرش کی طرف بڑھا اور اس پر چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر خدام سے کہا اس کو آ جانا چاہے اور میں مجلس سے اٹھ کر باہر آ گیا۔ مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ یہ جعفر سے میری شکایت کرے گا تو وہ میرے ساتھ تکلیف دہ معاملہ کرے گا۔ (وزیر جعفر اندر آ کر مامون سے ملا) تو اس کی طرف منہ کر کے باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو بھی ہنسایا اور خود بھی ہنستا رہا۔ پھر جب (وزیر کے ساتھ) سیر کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو اپنا گھوڑا طلب کیا اور اپنے غلاموں کو۔ تو وہ سب اس کے سامنے دوڑ بھاگ کرنے لگے۔ پھر میرے بارے میں سوال کیا تو میں آیا تو مجھ سے کہا میرا بقیہ سامان (تعلیم کا) آپ لے لیجئے۔ میں نے کہا اے امیر اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ تم میری شکایت جعفر بن یحییٰ سے کرو گے اور اگر تم نے ایسا کیا تو اس کا طرز عمل مجھ سے سخت ہو گا تو جواب دیا کہ اے ابو محمد کیا تم نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے رشید کو بھی کبھی ایسے امور سے باخبر کیا ہو تو جعفر بن یحییٰ سے کیسے قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ میں اس کو اطلاع دیتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ادب کا حاجت مند ہوں۔ ایسی صورت میں اللہ تمہاری خطائیں معاف فرمائے۔ تمہارا گمان کس قدر بعید از قیاس اور تمہارا دل غلط وہم میں مبتلا ہے۔ آپ اپنا کام کیجئے جو خطرہ آپ کے دل میں پیدا ہوا ہوا ایسا آپ کبھی نہ دیکھیں گے، خواہ آپ اس عمل کا اعادہ روزانہ سو مرتبہ کریں۔

(۵۴۱) معذرت کے طور پر سب سے زیادہ لطیف رقعہ:۔

حسن قزوینی نے بیان کیا کہ ابو بکر نحوی سے میں نے سنا کہ معذرت کے طور پر سب

سے زیادہ لطیف رقعہ جو لکھا گیا ہے وہ معذرت کا رقعہ ہے جو (خلفیہ) راضی باللہ نے اپنے بھائی ابو اسحٰق متقی کے نام لکھا تھا۔ یہ واقعہ یہ ہوا کہ دونوں بھائیوں کے درمیان مؤدب یعنی استاد کی موجودگی میں کچھ کہانی ہوگئی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ بھائی (متقی) کی طرف سے ہی راضی پر زیادتی ہوتی تھی تو راضی نے اس کو یہ رقعہ لکھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں آپ کا غلام ہوں اپنے فرض کی بناء پر اور آپ کو اعتراف ہونا چاہے کہ میں آپ کا بھائی ہوں فضل کی بناء پر جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اور غلام خطا کرتا ہے تو آقا معاف کر دیتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

یــاذا الــذی یـغـضــب مـن غـیـر شـئـی

اعتـــب فـــعتبـــاك حبیـــب الـــی

(ترجمہ) اے وہ شخص جو بغیر سبب ناراض ہو جاتا ہے جتنا عتاب دل چاہے کر کیونکہ تیرا عتاب بھی مجھے پیارا ہے۔

انـــت عـــلـــی انك لـــی ظـــالـــم

اعـــزخـــلـــق الـــلـــه کـــل عـــلـــی

(ترجمہ) تو باوجود اس کے کہ مجھ پر ظلم کرتا ہے، خدا کی تمام مخلوق سے مجھے زیادہ عزیز ہے تو ابو اسحٰق اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور دونوں گلے مل گئے اور مصالحت ہوگی۔ واللہ علم۔

(۵۴۲) عبید اللہ بن مامون کی بچپن میں فراست: عبید اللہ بن المامون سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مامون الرشید میری والدہ ام موسیٰ سے سخت ناراض ہوگئے۔ پھر اسی بناء پر مجھ سے بھی اس درجہ برہم ہو گئے کہ قریب تھا کہ اس کا نتیجہ میرے تلف ہو جانے کی صورت میں برآمد ہو۔ میں نے ایک دن ان سے کہا کہ اے امیر المومنین، اگر آپ اپنے چچا کی بیٹی پہ ناراض ہیں تو ان ہی پر مجھ کو الگ

کر کے عتاب کریں کیونکہ میں تو آپ کی طرف سے ان کے پاس گیا ہوا ہوں اور آپ ہی کا ہوں نہ کہ ان کا۔ مامون الرشید نے یہ سن کر کہا تو نے سچ کہا اے عبید اللہ تو میری طرف سے اس کے پاس گیا ہوا ہے اور میرا ہی ہے اس کا نہیں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھ کو اس حقیقت پر متنبہ کیا تیرے ذریعہ سے اور تیرے اس افضل (یعنی فراست) کو جو تجھ میں موجود ہے مجھ پر عیاں کر دیا۔ واللہ آج کے بعد تو میری طرف سے کوئی برائی نہ دیکھے گا اور پسندیدہ طرز عمل ہی دیکھے گا۔ پھر یہ گفتگو ہی میری والدہ سے خوش ہو جانے کا سبب بن گئی۔

(۵۴۳) ایک عرب بچہ کا پوری عربیت ایک جملہ میں جمع کرنا:۔

اصمعی نے بیان کیا جس زمانہ میں کہ میں میدانی قبائل عرب کی سیاست میں تھا میرا گزر ایک لڑکے پر ہوا یا لڑکی پر اصمعی سے روایت کرنے والے نے اپنے شک کا اظہار کیا) جس کے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی زیادہ بھرا ہوا (ہونے کی وجہ سے اس کا دہانہ اس کے قابو سے باہر ہو گیا) تھا اور وہ (اپنے باپ کو) پکار رہا تھا یا

ابت ادرک فاھا، غلبنی فوھا لا طاقۃ لی بفیھا

(ترجمہ) اے ابا، اس کا منہ پکڑ لو، مجھ پر اس کا منہ غالب آ گیا۔ مجھ میں اس کا منہ سنبھالنے کی طاقت نہیں۔)

اصمعی نے کہا خدا کی قسم ان تین جملوں میں اس نے تمام عربیت کو جمع کر دیا۔

(۵۴۴) ثمامہ کو ایک بچہ نے بالکل لاجواب کر دیا:۔

صولی نے کہا کہ جاحظ سے منقول ہے کہ ثمامہ نے بیان کیا کہ میں اپنے ایک دوست کے یہاں اس کی مزاج پرسی کے لئے گھر میں داخل ہوا اور اپنے گدھے کو دروازے پر چھوڑ دیا اور میرے ساتھ کوئی غلام نہیں تھا (جو گدھے کا خیال رکھتا) پھر میں مکان سے باہر آیا تو دیکھا کہ اس پر ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ تم بغیر اجازت لئے گدھے پر سوار بیٹھے؟ اس نے فی البدیہ اپنی شرارت کی تاویل کے طور پر) جواب

دیا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ یہ بھاگ جائے گا تو میں نے آپ کی خاطر اس کی حفاظت کی ۔میں نے غصہ سے کہا اچھا ہوتا نہ ٹھہرتا اور بھاگ جاتا (آپ کو اس کے فکر کی کیا حاجت تھی) کہنے لگا کہ اگر آپ کی اپنے گدھے کے لئے یہ رائے ہے تو اس پر عمل کے لئے (اور سمجھ لیجئے) کہ وہ بھاگ ہی گیا اور مجھے ہبہ کر دیجئے اور اس پر میری طرف سے مزید شکریہ قبول کیجئے ۔میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا جواب دوں ۔

(۵۴۵) ایک چھوٹی سی لڑکی کی ذہانت :۔

اہل شام میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ مدینہ میں پہنچا تو ابراہیم بن ہرمہ کے مکان کا ارادہ کیا وہاں جا کر دیکھا کہ ایک چھوٹی سی لڑکی مٹی سے کھیل رہی ہے ۔میں نے اس سے کہا تمہارے ابا کیا کر رہے ہیں؟ کہنے لگی کسی اہل کرم کے یہاں گئے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا ہم کو ان کی کچھ خبر نہیں ہے تو میں نے کہا کہ ہمارے لئے اونٹنی ذبح کر لو کیونکہ ہم تمہارے مہمان ہیں ۔بولی واللہ ہمارے پاس نہیں ہے ۔میں نے کہا اچھا بکری ذبح کر لو کہنے لگی واللہ ہمارے پاس نہیں ہے میں نے کہا مرغ ! کہنے لگی واللہ یہ بھی ہمارے پاس نہیں میں نے کہا تو انڈا بولی واللہ یہ بھی نہیں میں نے کہا تو تمہارے ابا کا یہ قول غلط ہے۔

(ترجمہ) بہت سی اونٹنیوں اور اونٹوں کے گلے پر میں نے چھری پھیری ہے متواتر بارش کا ہلال طلوع ہونے کے وقت، کہنے لگی کہ ابا کا یہی تو وہ فعل ہے جس نے ہم کو اس حال تک پہنچا دیا کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ۔

(۵۴۶) بشر الحافی کو ایک عقل مند بچہ کا مشورہ :۔

بشر بن الحراث نے بیان کہ میں نے معافی بن عمران کے مکان پر آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھ سے کہا گیا کون ہے تو میں نے جواب دیا بشر الحافی تو گھر میں سے ایک چھوٹی سی بچی نے مجھ سے کہا اگر تم دو دانگ کے جوتے خرید لیتے تو تمہارے نام میں سے حافی نکل جاتا (حافی کے معنی ہیں برہنہ پا)

(۵۴۷) خلیفہ معتصم باللہ اور فتح بن خاقان کا بچپن :۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ معتصم باللہ خاقان کی عیادت کے لئے گئے اور فتح بن خاقان اس وقت بچہ تھا فتح سے معتصم نے کہا کون سا مکان زیادہ اچھا ہے۔ امیر المومنین کا یا تمہارے والد کا۔ فتح نے جواب دیا کہ جب امیر المومنین میرے والد کے مکان میں ہوں گے تو میرے والد ہی کا مکان اچھا ہوگا پھر اس کو ایک نگینہ دکھایا جو ان کے ہاتھ میں تھا اور پوچھا کیا اے فتح تم نے اس نگینہ سے اچھا دیکھا ہے تو فتح نے جواب دیا ہاں! وہ ہاتھ جس میں یہ نگینہ ہے۔

(۵۴۸) ابو علی البصیر کے جواب پر قاضی کا تبسم :۔

ابو علی البصیر نے بیان کیا کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو میں چھوٹا تھا اس لئے میراث سے روک دیا گیا تو میں جھگڑتا ہوا قاضی کے یہاں پہنچا۔ قاضی نے مجھ سے کہا کیا تو بالغ ہو گیا میں نے کہا ہاں۔ پھر کہا اور یہ بات کون جانتا ہے میں نے کہا جس نے اس نعوظ کی طاقت دی۔ (نعوظ عضو خاص کا دارز ہو جانا) قاضی نے تبسم کیا اور میرا حصہ واگزار کرنے کا حکم دے دیا۔

(۵۴۹) ایاس بن معاویہ کی ذہانت نے کم عمری میں اسے قاضی بنا دیا :۔

منقول ہے کہ ایاس بن معاویہ جب لڑکے تھے تو ایک بوڑھے کے ساتھ قاضی دمشق کے سامنے گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ نیکی کرے اس بوڑھے نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھ پر زیادتی کی اور میرا مال لے لیا تو قاضی نے کہا اس کے ساتھ نرمی سے بات کر اور اس قسم کی گفتگو سے بوڑھے کا مقابلہ مت کر تو ایاس نے ساتھ کہا اللہ قاضی کے ساتھ نیکی کرے حق (میرے ساتھ ہے) جو مجھ سے اس سے اور آپ سے بھی بڑا ہے۔ قاضی نے کہا۔ چپ ہو جا تو ایاس نے کہا اگر میں چپ ہو گیا تو میری حجت کون پیش کرے گا۔ قاضی نے کہا بول اور خدا کی قسم تیرے کلام میں خیر نہیں ہو گی تو ایاس نے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ (ترجمہ) اس کلمہ کے خیر ہونے میں کیا

کلام ہوسکتا ہے۔

اس لئے قاضی صاحب حانث ہو گئے۔یعنی قسم ٹوٹ گئی۔شاہی واقع نگار نے یہ قصہ خلیفہ کولکھ بھیجا تو خلیفہ نے قاضی کومعزول کر دیا اور ایاس کو اس کے بجائے قاضی بنا دیا۔

(۵۵۰) جسم کی آنکھ سے زیادہ عقل کی آنکھ سے دیکھنے والا بچہ :۔

مامون الرشید نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں حساب کا رجسٹر تھا۔ پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک ایسی چیز ہے جس میں سے ذہانت قوی ہوتی ہے اور غفلت سے بیداری حاصل ہوتی ہے اور وحشت سے انس۔تو مامون نے کہا میں اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایسے بچے عطا کئے جو اپنی عمر کے مناسب اپنے جسم کی آنکھ سے زیادہ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

(۵۵۱) فرزدق کو ایک بچہ کا دندان شکن جواب :۔

فرزدق نے ایک نوعمر لڑکے سے کہا کیا تو اس سے خوش ہوگا کہ میں تیرا باپ بن جاؤں؟ اس نے کہا نہیں، مگر ماں بن جانے سے خوش ہوں گا تاکہ میرے والد آپ کی مزیدار باتوں سے محظوظ ہوتے رہیں۔

(۵۵۲) کھانے پر ایک بچہ کا رونا :۔

ایک لڑکا چند لوگوں کے ساتھ کھانے بیٹھا۔پھر رونے لگا انہوں نے پوچھا کیا بات ہے کیوں روتا ہے؟ تو اس نے کہا کھانا بہت گرم ہے۔لوگوں نے کہا تو ٹھہر جاؤ تاکہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس نے کہا پھر تم اسے نہیں چھوڑو گے۔

(۵۵۳) حماقت بڑی برائی ہے (ایک بچہ کا جواب) :۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک نوعمر لڑکے سے جو اولاد عرب میں سے تھا کہا کیا تم اس بات سے خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے پاس ایک لاکھ درہم ہوں اور ان کے ساتھ حماقت بھی ہو۔اس نے کہا، خدا کی قسم نہیں! میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا مجھے ڈر

ہے کہ میری حماقت مجھ سے ایسی حرکت کرا دے کہ مال تو جاتا رہا اور میرے پاس صرف حماقت باقی رہ جائے ۔

(۵۵۴) ایک بچہ کی ادبی ظرافت :۔

ہم کو یہ قصہ پہنچا کہ ایک لڑکا (راستہ میں) ایک سمجھ دار آدمی سے ملا۔ پھر اس سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہوں؟ تو اس نے جواب دیا، مطبق کی طرف (بجائے مطبخ مطبق کہا کیونکہ مخاطب بچہ تھا جو خا کو کو قاف بولتا تھا۔ مگر مطبق کے معنی ہیں پاؤں جوڑ کر کودنے کی جگہ) تو اس نے کہا تو قدم کشادہ کردو۔ (یعنی چھلانگیں مارو)

(۵۵۵) ہارون رشید کی حسن تدابیر کا خواہشمند کم سن عقل مند بچہ :۔

ہارون رشید کے پاس اس کا ایک بچہ لایا گیا۔ جس کی چار سال کی عمر تھی تو انہوں نے اس سے کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے جو تم کو دی جائے ۔ تو اس نے کہا آپ کی حسن تدبیر۔

باب ۳۰

ذی عقل مجنونوں کے واقعات

(۵۵۶) "سخاوت اور بخل" ابونصر مجنون کی نظر میں:۔

محمد بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمارے یہاں قبیلہ جہینہ کا ایک شخص تھا، جس کی کنیت ابونصر تھی۔ اس کی عقل جاتی رہی تھی۔ میں نے ایک دن اس سے کہا سخاوت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا جہد مقل (مقل کے معنی ہیں کم استطاعت یعنی کم استطاعت شخص کا اپنی حاجت روک کر دوسرے کی امداد کی کوشش کرنا) میں نے کہا اور بخل کیا ہے؟ تو اس نے کہا "اف" اور منہ پھیر لیا۔ میں نے کہا، جواب دو تو بولا کہ دے تو دیا۔ (لفظ اُف سے جواب دے دیا۔ یہ لفظ تکلیف کے وقت بولا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسرے کو دینے سے دلی تکلیف کا نام بخل ہے)

(۵۵۷) شبلیؒ اور ایک دیوانہ آمنے سامنے:۔

شبلیؒ نے بیان کیا کہ میں نے ایک دیوانہ کو رصافہ کی جامع مسجد کے قریب ننگا کھڑا ہوا دیکھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہا میں اللہ کا مجنون ہوں، میں اللہ کا مجنون ہوں۔ میں نے کہا مسجد میں کیوں نہیں جاتا اور اپنا ستر کیوں نہیں چھپاتا اور نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ تو جواب میں یہ اشعار کہے:

یقولون زرنا واقض واجب حقنا
وقد اسقطت حالی حقوقهم، عنی

(ترجمہ) کہتے ہیں کہ ہماری ملاقات کرو اور ہمارے حق واجب کو ادا کرو، حالانکہ میرے حال نے مجھ پر ان کے سب حقوق ساقط کر دیئے۔

اذا هم راوا حالی ولم یانفوا لها
لم یانفوا منها انفت لهم منی

(ترجمہ) جب وہ میرا حال دیکھتے ہیں اوراس کوناپسندنہیں کرتے اور جب وہ اس سے کراہت نہیں کرتے تو میں ن ے بھی اپنے حال کوناپسندنہیں کیاجوان سے متعلق ہے

(۵۵۸) دانائی کیاہے:۔

ابن القصاب الصوفی نے بیان کیا کہ میں مارستان (شفاخانہ) میں پہنچا۔ وہاں میں نے ایک جوان مبتلا کودیکھا تو میں اس کاگرویدہ ہوگیااورمیری گرویدگی بڑھتی ہی رہی، میں اس کے پیچھے لگا رہاتو اس نے چلا کرکہا دیکھوسنوارے ہوئے بالوں کو اورمعطرجسموں کوجنہوں نے محبت کواپنی پونجی اورحماقت کو پیشہ بنالیا ہے (یعنی کیا عاشق ایسے بنےسنورے لوگ ہواکرتے ہیں) پھرمیں نے اس سےسوال کیا کہ سخی کون ہے؟ جواب دیا کہ سخی وہ ہے جوکہ تم جیسوں کوجب کہ تمہارے پاس ایک دن کی غذا کاسہارا موجودنہ ہورزق دے دے۔ میں نے کہادنیا میں کم سے کم شکرکرنے والاکون ہے؟ تو اس نے کہا جوشخص کسی بلا سے نجات پا جائے۔ پھر اس میں کسی دوسرے مبتلا دیکھےتو شکرکوترک کردے۔تو مجھ پراس کابہت اثرہوااورمیں نے اس سے کہادانائی کیا ہے؟ اس کاجواب دیا کہ جس طریق پرتم ہواس کاخلاف۔

(۵۵۹) مبرداورخالدالکاتب:۔

مبرد کے ایک شاگرد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن مبرد کی مجلس میں آ رہاتھا۔ راستہ میں جب میں ایک ویرانہ سےگزراتو دفعتا ایک شیخ نکل کرمیرے سامنے آ گیا اور وہ ایک پتھر لئے ہوئے تھا۔پھراس نے ایسا اندازاختیار کیا کہ وہ پھینک کر میرے مارنا چاہتا ہے۔میں نےقلمدان اوررجسٹرکواپنے آگے بچاؤ کے لئے کرلیاتو بولاشیخ کے لئےمرحبا۔(خوش آمدید) میں نے کہا آپ کے لئےبھی۔پھرکہا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہامبرد کی مجلس سےتو کہابارد کی پھرکہااس نے تم کوکونساشعر سنایا۔مبرد کے شاگرد(کہتے) ہیں کہ مبرد کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی مجلس کوہمیشہ کسی

شعر کے ایک یا دو بیت پر ختم کیا کرتے تھے۔ تو میں نے کہا، انہوں نے یہ شعر سنایا:

اعـــار الـــغیـــث فـــائـــلـــه

اذا مـــــائـــــوه نـــفـــدا

(ترجمہ) وہ (ممدوح) بادل کو جود و کرم مانگا ہوا دے دیتا ہے۔ جب کبھی اس کا پانی ختم ہو جاتا ہے۔

وان اســـد شـــکـــا جـبـــنـــاً

اعـــــار فـــؤاده الاســـــدا

اور اگر کسی شیر کو بزدلی کی شکایت ہو جائے تو شیر کو اپنا دل مانگا ہوا دے دیتا ہے

تو بولا کہ اس شعر کے کہنے والے نے خطا کی۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہنے لگا تو نہیں سمجھا، جب کہ ممدوح نے اپنا کرم بادل کو دے دیا تو وہ بلا کرم رہ گیا اور جب اس نے شیر کو اپنا دل دے دیا تو وہ بغیر دل کے رہ گیا (یعنی اسی حالت میں ممدوح کو کرم اور شجاعت سے عاری ثابت کیا گیا ہے تو یہ شعر بجائے مدح کے ذم بن گیا) میں نے کہا، پھر کیا کہا جانا چاہے تھا تو یہ شعر کہے:

عـــلـــم الـــغیـــث الـــنـــدی فـــاذا

مـــا وعـــاه عـــام الـبـــاس الاسـد

(ترجمہ) ممدوح نے) بادل کو جود و کرم سکھایا تو جب بادل نے اس کو خوب محفوظ کرا یا تھا شیر کو بہادری سکھائی۔

فـــاذا الـــغیـــث مـــقـــر بـــالـــنـــدی

واذا الـــلـیـــث مـــقـــر بـــالـجـلـد

(ترجمہ) پھر تو بادل جود و عطا کا مخزن بن گیا اور شیر دلیری کا مستقر بن گیا۔

میں نے اس اشعار کو لکھ لیا اور واپس آ گیا۔ پھر دوسرے دن میرا گذر اسی موقع سے ہوا تو وہ پھر ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے نکل آیا اور ایسا معلوم ہوا کہ مجھ پر پھینکنا ہی چاہتا

ہے تو میں نے پھر اس سے پہلے کی طرح بچاؤ کیا تو ہنسنے لگا اور بولا شیخ کے لئے مرحبا۔ میں نے کہا آپ کے لئے بھی۔ کیا مبرد کی مجلس سے (آرہے ہو؟) میں نے کہا جی ہاں! تو سوال کیا تم کو کیا شعر سنایا؟ میں نے یہ شعر پڑھے:

ان السماحتہ والمروۃ والندی

قبر یمر علی الطریق الوضح

(ترجمہ): بے شک سخاوت اور مروت اور بخشش ایک قبر میں مدفون ہیں جو ایک کھلے ہوئے راستہ پر تیری گزرگاہ پر ہے

فاذا مررت بقبرہ فاعقربہ

کوم الجیاد وکل طرف سابح

(ترجمہ) جب تو اس کی قبر سے گزرے تو اس کے صدقہ کے لئے ذبح کر دال اونچے کوہان والے اونٹوں کے گلے کو اور ہر اصیل تیز رفتار گھوڑے کو۔ تو کہنے لگا اس شعر کے کہنے والے نے خطا کی۔ میں نے کہا میں نے کہا کیسے؟ تو بولا؟ افسوس ہے تجھ پر! اگر تو نے خراسان کا اونٹ بھی ذبح کر ڈالا تب بھی تو اس کے حق سے بری الذمہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا، پھر کیا کہنا چاہئے تھا؟ تو یہ شعر کہے

احملانی ان لم یکن لکما

عقرالی جنب قبرہ فاعقرانی

(ترجمہ) مجھے ہی اس کی قبر کے پاس اٹھا لے جاؤ، اگر تمہارے پاس کوئی جانور صدقہ کے لئے نہ ہو اور مجھے ہی ذبح کر دو۔

وانضما من دمی علیہ فقد کا

ن دمی من نداہ لو تعلمان

(ترجمہ) اور میرا خون اس پر نچھاور کر دو کاش تم جان سکو کہ میرا خون اس کی بخشش میں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں پھر مبرد کے یہاں گیا تو میں نے ان کو پورا

اور ماجوج نے (اس سے بچے مراد لئے) زمین میں فساد مچا رکھا ہے۔

(۵۶۳) بہلولؒ کی بذلہ سنجی :۔

ایک مرتبہ ان پر بچوں نے حملہ کیا تو وہ ایک گھر میں جا گھسے۔ صاحب مکان نے کھانا منگایا تو بچوں نے دروازے پر شور مچانا شروع کر دیا اور وہ کھانا کھا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے: فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمتہ وظاھرہ من قبلہ العذاب

(ترجمہ): پھر ان (فریقین) کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اس کے اندرونی جانب میں رحمت اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا۔

(۵۶۴) بہلولؒ کا تقسیم میراث :۔

بہلولؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بیوی چھوڑی اور مال کچھ نہیں چھوڑا تو ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی؟ بہلول نے جواب دیا اس طرح کہ بیٹے کے حصہ میں یتیمی اور بیٹی کے حصہ میں رونا پیٹنا اور بیوی کے حصہ میں گھر کی ویرانی اور جو باقی بچے وہ عصبات کا حق ہوگا۔

(۵۶۵) پہلے ہم دو تھے اب تین ہو گئے :۔

بہلول اور علیان (دونوں دیوانے) موسیٰ بن مہدی کے یہاں پہنچے (موسیٰ ہادی بن مہدی اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا، اس کے انتقال کے بعد اس کا چھوٹا بھائی ہارون الرشید خلیفہ ہوا تھا) تو موسیٰ نے علیان سے کہا کہ کیا معنی ہیں علیان کے؟ علیان نے کہا کیا معنی ہیں موسیٰ کے؟ تو موسیٰ نے غصہ سے کہا پکڑو اس کے بدکار کے بچے کو تو علیان نے بہلول کی طرف متوجہ ہو کر کہا اس کو بھی ساتھ لے لو، پہلے ہم دو تھے اب تین ہو گئے۔

(۵۶۶) قبیلہ بنی اسد کا مجنون :۔

قبیلہ بنی اسد میں ایک مجنون تھا۔ ایک مرتبہ اس کا گزر قبیلہ بنی تمیم میں ہوا تو لوگوں

نے وہاں اس کے ساتھ بہت چھیڑ چھاڑ کی اور اذیت پہنچائی تو اس نے کہا اے بنی تمیم واللہ میرے علم میں تم سے زیادہ خوش قسمت دنیا میں کوئی نہیں۔ان لوگوں کہا نے کیسے؟ تو کہا کہ بنی اسد میں میرے سوا کوئی مجنون نہیں اور ان لوگوں نے میرے بیڑیاں ڈال دیں اور مجھے زنجیروں میں جکڑ دیا۔اور تم لوگ سب کے سب مجنون ہو مگر تم میں کوئی جکڑا ہوا نہیں۔

(۵۶۷) ''مختار کل'' کے مسئلہ پر ایک مجنون کا معتزلی کو حیران کن جواب:۔

ایک مجنون کا گذر ایک معتزلی پر ہوا جو مناظرہ کر رہا تھا۔اس سے مجنون نے کہا کیا تو اس بات کا قائل ہے کہ تجھے پورا اختیار حاصل ہے دو کاموں کے درمیان اگر تو چاہے تو ان میں ایک کو کرے اور دوسرے کو نہ کرے؟ اس نے کہا ہاں۔مجنون نے کہا تو پیشاب روک کر اپنا اختیار دکھا۔لوگ اس کی بات پر حیران رہ گئے۔

(۵۶۸) مجنون اور صاحب عقل میں فرق:۔

ابو محمد بن عجیف نے بیان کیا کہ ایک مجنون میرے پاس سے گذرا تو میں نے کہا اے مجنون! اس نے کہا اور تو صاحب عقل ہے؟ میں نے کہا ہاں کہنے لگا نہیں ہم دونوں مجنون ہیں۔مگر میرا جنون کھلا ہوا ہے اور تیرا چھپا ہوا ہے۔میں نے کہا اس کلام کی وضاحت کرو۔کہنے لگا میں کپڑے پھاڑتا ہوں اور پتھر پھینکتا ہوں اور تو ایسے گھر بنا رہا ہے جو ناپائیدار ہیں اور بڑی لمبی امیدیں قائم کر رہا ہے۔حالانکہ تیری زندگی تیرے قبضہ میں نہیں اور اپنے دوست کا نافرمان اور دشمن کا فرمانبردار ہے۔

(۵۶۹) نظام اور مجنون کا عہد:۔

نظام نے ذکر کیا کہ میں نے ایک مجنون سے کہا کہ یہاں بیٹھ جا جب تک کہ میں واپس آ ؤں تو کہنے لگا واپس آنے تک کا میں ذمہ دار نہیں۔لیکن میں رات تک بیٹھ جاؤں گا۔

باب ۳۱

تیز فہم نیک بیبیوں کے حالات واقعات

(۵۷۲) حضرت عائشہؓ کی ذکاوت وفطانت :۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں ۔انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر آپ کسی وادی میں اتریں جس میں کچھ درخت تو ایسے ہوں جن کا ایک حصہ چر لیا گیا اور ایک درخت آپ کو ایسا ملا جس میں سے کچھ نہیں چرا گیا تو آپ کس درخت پر چرنے کے لئے اپنے اونٹ کو چھوڑیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا اس پر جس میں سے نہیں چرا گیا۔وہ اس طرح اشارہ کر رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوائے ان کے اور کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی تھی۔

(۵۷۳) حضرت حفصہؓ کا حیلہ :۔

قاسم بن محمد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جایا کرتے تھے تو اپنی بیبیوں کے درمیان قرعہ ڈال لیا کرتے تھے تو ایک مرتبہ قرعہ عائشہؓ اور حفصہؓ کے نام نکلا تو وہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئیں اور نبی ﷺ جب رات کو سفر میں چلتے تھے تو عائشہؓ کے ساتھ چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے رہتے تھے تو (ایک دن حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا تو میرے اونٹ پر سوار ہو جا اور میں تیرے اونٹ پر بیٹھ جاؤں گی اس طرح تو بھی دیکھتی رہے گی اور میں بھی دیکھتی رہی ہوں) انہوں نے منظور کر لیا اور عائشہؓ حفصہؓ کے اونٹ پر بیٹھ گئیں اور حفصہؓ عائشہؓ کے اونٹ پر۔پھر رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کے اونٹ کی طرف آئے جس پر حفصہؓ بیٹھی تھیں تو آپ ﷺ نے سلام کیا اور ان کے ساتھ سفر شروع کر دیا۔پڑاؤ کرنے تک نبی ﷺ حضرت عائشہؓ کو نظر نہ آئے تو ان میں جوش غیرت پیدا ہوا جب اتریں تو اپنے پاؤں

اذخر (گھاس) میں داخل کرتی اور یہ کہتی جاتی تھیں اے اللہ مجھ پر کوئی بچھو مسلط کر دے جو میرے کاٹ لے۔تیرے رسول سے تو کچھ کہنے کی مجھے طاقت نہیں ۔(ایسی باتوں سے ان امہمات المومنینؓ کے تقدس پر کلام نہیں کیا جاسکتا)چند باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔حضرت عائشہؓ اور دوسری مسلمانوں کی مائیں انسان کی صنف سے تھیں اور جو کچھ جذبات قدرتی طور پر انسانوں میں ہوتے ہیں ان میں بھی تھے۔یہ فرشتوں کی قسم میں سے نہیں تھیں۔ایک عورت کو حق ہے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کرے جو اس کے لئے ایک جائز محل ہے۔تو ان کو بھی وہی حق پہنچتا ہے اور محبت میں غیر اختیاری طور پر ایسی حرکات بھی سرزد ہو جاتی ہیں جو ایسے وقت میں جب محبت کا غلبہ نہ ہو تو خود صاحب حال بھی ان سے شرما جاتا ہے۔حضور ﷺ کی مفارقت سے بےتاب ہو کر حضرت عائشہ سے بھی ایسا فعل سرزد ہونا اسی غلبہ حال کا نتیجہ تھا۔پھر نو عمری کا زمانہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے۔جس میں زیادہ تر غیر سنجیدہ حرکات ہی کا صدور ایک طبعی امر ہوتا ہے اور حضرت عائشہؓ نے اپنا قصہ اسی امر کے اظہار کے لئے ذکر فرمایا کہ بچپن میں انسان پر ایسی حالتیں بھی آ جاتی ہیں جیسی کہ مجھ پر آئی تھی۔اس کے بعد فیضان محمد ﷺ سے مستفیض ہونے کی وجہ سے وہ زمانہ بھی آیا کہ آپ ایثار و کرم کا مجسمہ بن گئیں۔آپ کا دولت کدہ مسلمانوں کی تہذیب اخلاق کا ایک مستقل مدرسہ تھا جس میں آپ پس پردہ بیٹھ کر تمام عمر اصلاح امت میں مشغول رہیں۔

(۵۷۴)عورت حق پر پہنچ گئی اور مرد خطا کر گیا:۔

عبداللہ بن مصعب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن الخطابؓ نے (ایک عام اجتماع سے جس میں پس پردہ عورتیں بھی جمع تھیں)فرمایا کہ عورتوں کے مہر کو چالیس اوقیہ سے آگے نہ بڑھاؤ اگر چہ ذی القصہ کی بیٹی ہو۔ذی القصہ سے یزید بن الحصین صحابی حارثی مراد ہیں اور اگر کسی نے اس سے بڑھایا تو جتنا چالیس اوقیہ سے زیادہ

ہوگا میں وہ لے کر بیت المال میں داخل کردوں گا تو ایک دراز قد عورت نے جس کی ناک دبی ہوئی تھی عورتوں کی صف میں سے کہا اس کا تمہیں اختیار نہیں۔ عمرؓ نے فرمایا کیوں؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: واٰتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا واثما مبیناo

(ترجمہ) اور تم نے ان (بیویوں) میں سے کسی کو ایک انبار مال بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم اس سے کوئی بہتان لگا کر واپس لوگے اور کھلا ہوا گناہ کرکے یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورت حق پر پہنچ گئی اور مرد خطا کر گیا۔

(۵۷۵) ایک عورت کی حضرت عمرؓ کے دربار میں شوہر کی خوبصورت انداز میں شکایت:

محمد بن معین الغفاری سے روایت ہے کہ ایک عورت عمر بن الخطاب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین میرا شوہر دن کو روزے رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے اور مجھے اس کی شکایت کرنا بھی ناگوار ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کر رہا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا شوہر بہت اچھا ہے۔ وہ عورت جب اپنی بات کو دہراتی تھی تو آپ بھی اپنا وہی جواب دہراتے تھے۔ تو آپ سے کعب الاسدی نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین یہ عورت شکایت کر رہی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے ہمبستری سے چھوڑ رکھا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے کعب سے فرمایا، چونکہ تم نے ہی اس کا روئے سخن سمجھا اب ان دونوں میں فیصلہ تم ہی کرو۔ تو کعب نے کہا اس کے شوہر کو میرے پاس لایا جائے۔ جب وہ آ گیا تو اس نے کہا تیری زوجہ کو تجھ سے شکایت ہے۔ اس نے کہا، کھانے میں یا پینے میں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو عورت نے کہا۔ (اور اس نے کہا اشعار میں اپنا دعوی قاضی کے سامنے پیش کیا)

یا ایھا القاضی الحکیم ارشدہ

الھی خلیلی عن فراشی مسجدہ

(ترجمہ) اے قاضی دانا اس کو ہدایت کیجئے میرے پیارے کو میرے بستر سے اس کی مسجد کے شوق نے غافل کردیا۔

زھدہ فی مضجعی تعبدہ

نھارہ ولیلہ مابرقدہ

(ترجمہ) میرے آرام گاہ سے اس کو کنارہ کش کردیا، اس کی عبادت نے جو دن میں اور رات میں اس کو آرام نہیں کرنے دیتی۔

ولست فی امر النساء احمدہ

(ترجمہ) اور میں عورتوں کے معاملہ میں اس کی تعریف نہیں کرسکتی۔ یہ سن کر اس کے شوہر نے کہا۔ (یہ بطور جواب دعویٰ ہے)

(ترجمہ) بے شک میں اس کے بستر سے یکسو رہا اور اس سے تخلیہ سے (مگر میں معذور ہوں) کیونکہ میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے بھلا دیا ان احکام نے جو نازل ہوئے

فی سورۃ النمل وفی السبع الطول

وفی کتاب اللہ تحزیف جلل

(ترجمہ) سورہ نمل اور سبع طوال (سورۃ بقر سے سات سورتیں) میں اور کتاب میں عذاب سے جو عظیم الشان خوف دلایا ہے تو کعب نے کہا (انہوں نے بھی منظوم فیصلہ سنایا۔)

ان لھا حقاً علیک یا رجل

تصیبھا فی اربع لمن عقل

(ترجمہ) اے شخص تجھ پر اس کا حق ہے کہ صاحب عقل کے نزدیک تو اس سے چار دن میں ایک مرتبہ ہمبستر ہو۔

فاعطہ ذاک ودع عنک العلل

(ترجمہ) تو یہ حق اس کو دے اور حیلے بہانے چھوڑ۔

پھر کہا اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے تیرے لئے دو دو تین چار چار عورتوں کو اس

لئے تیرے لئے تین دن اور تین رات میں جن میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات ۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ میں نہیں سمجھ سکا کہ تمہاری ان دونوں باتوں میں سے کونسی زیادہ عجیب ہے ۔ (اس عورت کے اشارات سے) زوجین کے اختلاف کو سمجھ جانا یا فیصلہ جو تم نے ان دونوں کے درمیان (کتاب اللہ سے استنباط کر کے) صادر کیا جاؤ میں تمہیں بصرے کے لئے عہدہ قضا دیتا ہوں ۔ (یہ حکایت تھوڑے اختلاف کے ساتھ پہلے بھی لکھی گئی ہے ۔مترجم)

(۵۷۶)حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی ذہانت :۔

عبداللہ بن الزبیرؓ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کا قصد کیا اور ابوبکر آپ کے ساتھ تھے تو وہ اپنے ساتھ اپنا تمام مال جو پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم تھا اٹھا لے گئے تو میرے پاس میرے دادا ابوقحافہ آئے اور ان کی بینائی جاتی رہی تھی اور کہنے لگے کہ میں اس کو (یعنی ابوبکر) کو دیکھتا ہوں کہ واللہ اس نے اپنی جان کے ساتھ اپنے مال کو لے جا کر بھی تم کو دکھ پہنچایا ۔میں نے کہا اے ابا بکر ہرگز نہیں ،انہوں نے ہمارے لئے بہت مال چھوڑا ہے اور اسماء نے کچھ پتھر کے ٹکڑے اٹھا کر ان کو گھر کے اس طاق میں رکھ دیا جس میں ابوبکر اپنا مال رکھتے تھے اور ان پتھروں کے ٹکڑوں پر ایک کپڑا ڈھک دیا تھا ۔اسماء کہتی ہیں پھر میں ابوقحافہ کے پاس گئی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے پر رکھ دیا اور اس سے میں نے کہا ابوبکرؓ نے ہمارے لئے یہ چھوڑا تو انہوں نے کپڑے کے اوپر ہی سے پتھروں کو ٹٹول کر دیکھا، پھر بولے ۔ جب وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گئے ہیں تو بہتر ہے ۔اور واللہ انہوں نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا نہ کم اور نہ زیادہ ۔

(۵۷۷)قبیلہ ہوازن کی ایک عقل مند خاتون :۔

اصمعی نے بیان کیا کہ ایک عورت حاتم بن عبداللہ بن ابی بکر کے پاس آئی اور ان

سے کہا:

اتینک من بلادشاسعة ترفعنی رافعة تخفضنی خافضة لملمات من الامور حللن بی قبرین لحمی ووھن عظمی و ترکنی والھة کالحریض قد ضاق بی البلد العریض ھلک الوالد وغاب الوافد وعدم الطارف والتالد فسالت فی احیاء العرب عن المر جو سیبہ المحمود نائلہ الکریم شمائلہ فدللت علیک وانا امرأة من ھوازن فافعل بی احدیٰ ثلاث اما ان فقیم اودی واما ان تحسن صفدی واما تردنی الی بلدی

میں آپ کے پاس ایسے شہروں سے آئی ہوں جو یہاں سے بہت دور ہیں۔ کبھی مجھے اونچے ٹیلوں پر چڑھنا پڑا اور کبھی نشیب زمینوں میں اترنا پڑا مصیبتوں کی وجہ سے جو مجھ پر نازل ہوئیں، جنہوں نے میرا گوشت کاٹ ڈالا اور ہڈیاں گلا دیں اور مجھ کو پاگل بنا دیا، جیسا کوئی نیم جاں پڑا ہوا ہو، مجھ پر فراخ شہر تنگ ہو گئے والد ہلاک ہو گیا اور آگے چلنے والا یعنی شوہر بھی نہ رہا۔ اور نیا مال اور مادرنا مال سب معدوم ہو چکا تو میں نے عرب کے قبائل سے سوال کیا ایسی ذات کے بارے میں جس کی داد و دہش سے امید کی جا سکے اور جس کی عطا مستوجب شکر ہو جو بزرگ خصائل ہو تو مجھ کو آپ کا نام بتایا گیا اور قبیلہ ہوازن کی ایک عورت ہوں تو آپ میرے ساتھ تین باتوں میں سے ایک بات کیجئے۔ یا میرے دل کی بے کلی دور کر دیجئے یا میرے ساتھ حسن عطا کا معاملہ کیجئے اور یا مجھے شہر میں واپس کر دیجئے۔ یہ سن کر حاتم بن عبداللہ نے کہا ہم محبت اور عزت کے ساتھ تمہاری تینوں خواہشوں کو پورا کریں گے۔

(۵۷۸) ایک اعرابی عورت کی دانش:۔

اصمعی سے منقول ہے کہ ایک اعرابی عورت کا بیٹا مر گیا تو وہ اس پر روتی رہتی تھی یہاں

تک کہ اس کے رخساروں پر آنسوؤں نے گڑھے ڈال دیئے۔ پھر جب اس کو سکون ہوا تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور یہ دعا کہ اللہ تو جانتا ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے کس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اسی بناء پر تو نے ماں باپ کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی اولاد کی خدمت کیا کریں (کہ وہ تو اپنی محبت کی وجہ سے خدمت کرنے پر خود ہی مجبور ہیں) اور آپ کو معلوم ہے کہ اولاد والدین کی نافرمانی بھی کرتی ہے۔ اسی لئے آپ نے اولاد ہی کو والدین کی فرمانبرداری کی رغبت دلائی۔ اے اللہ میرا بیٹا اپنے والدین کا اس قدر خدمت گذار تھا جس قدر والدین اپنی اولاد کے ہوتے ہیں تو میری طرف سے تو بہتر جزا اور رحمت عطا فرما اور اس کو سرور اور تازگی سے ہمکنار کر۔ یہ سن کر اس سے ایک اعرابی نے کہا، بہت اچھی دعا ہے جو تو نے اس کے لئے کی۔ اگر تو اس کو بے فائدہ گریہ و بکا سے آلودہ نہ کر دیتی تو اس نے جواب دیا کہ مجبوریوں پر اختیاری افعال کا حکم جاری نہیں ہوا کرتا اور میرا گریہ و بکا کو بند کر دینے پر قادر ہونا غیر ممکن تھا اور اس سے رک جانا میری قدرت سے باہر تھا اور اللہ اپنے فضل سے میرا عذر قبول کرنے والا ہے۔ کیونکہ اس بزرگ و برتر اللہ نے فرمایا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم

(ترجمہ) تو جو شخص بے اختیار ہو جائے بغیر سرکشی اور حد سے گذر جانے کے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

(۵۷۹) صابر اور شاکر دونوں جنتی ہیں۔

: ابوالحسن مدائنی نے ذکر کیا کہ ایک دن عمران بن حطان اپنی بیوی کے پاس آیا اور عمران بہت بھدا اور پستہ قد تھا اور وہ سنگار کئے بیٹھی تھی اور ایک خوبصورت عورت تھی۔ جب عمران کی نگاہ اس پر پڑی تو اس کو بے اختیار تکتا رہا۔ بیوی نے کہا، کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا کہ واللہ اس صبح کے وقت تو بہت پیاری دکھائی دے رہی ہے تو اس نے کہا، بشارت ہو، میں اور تو دونوں جنتی ہیں۔ اس نے کہا یہ تجھے کہاں

سے معلوم ہوگیا تو اس نے کہا اس لئے کہ تجھے مجھ جیسی عورت ملی اس پر تو نے اللہ کا شکر کیا اور میں تجھ جیسے کے ساتھ مبتلا ہوئی تو میں نے صبر کیا اور صابر اور شاکر دونوں جنت میں جائیں گے۔

(۵۸۰)عمران بن خطان خارجی تھا:۔

مصنف رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمران بن حطان ایک خارجی تھا اور اسی خبیث نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل کردینے پر عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون کی مدح میں یہ اشعار کہے تھے:۔

یا ضربة من تقی ما اراد بها
الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

(ترجمہ) ایک متقی شخص کی کیسی اچھی ضرب تھی جس کو لگانے سے اس کی نیت صرف یہ تھی کہ اللہ صاحب عرش کی رضا حاصل کرے

انی لاذکرہ یوما فاحسبه
اوفی البریة عند اللہ میزانا

میں جب اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ اس کا عمل اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ وزن میں بھاری رہے۔

واکرم بقوم بطون الارض اقبرهم
لم یخلطوا دینهم بغیا وعدوانا

(ترجمہ) کیسی بزرگ قوم تھی جن کی قبریں زمین کے پیٹ میں بنی ہوئی ہیں جن لوگوں نے اپنے دین کی بغاوت اور سرکشی سے مخلوط نہ ہونے دیا۔

جب یہ ابیات قاضی ابوالطیب طبری کو پہنچے تو انہوں نے فی البدیہ اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:۔

انی لابرأ مما انت قائله
علی ابن ملجم الملعون بهتانا

(ترجمہ) میں اس جھوٹ اور غلط رائے سے جن کا تو ابن ملجم ملعون کے حق میں قائل ہے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

انی لا ذکرہ یوماً فالعنہ
دینا والعن عمراناً وحطانا

(ترجمہ) میں جس دن اس کو یاد کرتا ہوں تو اس پر لعنت بھیجتا ہوں دین سمجھ کر اور عمران پر بھی لعنت بھیجتا ہوں اور حطان پر بھی

علیک ثم علیہ الدھر متصلاً
لعائن اللہ اسراراً واعلانا

(ترجمہ) تجھ پر اس پر رہتی دنیا تک لگا تار خدا کی لعنتیں پوشیدہ طور پر اور ظاہر طور پر پڑتی رہیں۔

فانتم من کلاب النار جاء بہ
نص الشریعۃ تبیاناً وبرھانا

تم لوگ دوزخ کے کتے اور اس پر شریعت کی نص وارد ہوئی ہے یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور بدلائل ثابت ہے۔

ابو الطیب نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ کیا کہ خارجی لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔

(۵۸۱) کثیر کی جستجو اور ایک بوڑھی عورت کی نصیحت:۔

اسحٰق بن ابراہیم موصلی نے بیان کیا کہ مجھے ابو المشیع نے یہ واقعہ سنایا کہ کثیرہ نے عزہ کی جستجو میں ایک سفر کیا اور اس کے ساتھ ایک پانی کا مشکیزہ تھا جب اس پر پیاس کا غلبہ ہوا تو اس نے مشکیزہ کھولا دیکھا اور تو وہ بالکل خالی تھی اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا (اب اس کو وہاں پانی کی تلاش ہوئی) تو دور سے آگ کی روشنی محسوس ہوئی تو ادھر کا قصد کیا تو اس نے دیکھا کہ اس آگ کے قریب ایک سائبان ہے جس کی چہار دیواری میں ایک بوڑھی عورت ملی اس نے کثیر سے کہا تو کون ہے۔ اس

نے کہا کہ میں کثیر ہوں۔ کہنے لگی کہ مجھے تو تجھ سے ملنے کی تمنا تھی تو میں خدا کا شکر کرتی ہوں جس نے تجھے مجھ کو دکھلایا۔ کثیر نے کہا کہ مجھ سے ملنے کی تمنا کا باعث کیا تھا اس نے کہا کیا یہ شعر تو نے ہی نہیں کہے۔

اذا ما اتينا خلة كى نزيلها

ابينا وقلنا الحاجبيه اول

(ترجمہ) جب کبھی ہم کسی (دوست صاحبہ) حاجت کے پاس پہنچتے ہیں کہ اس کو پورا کریں تو انکار کر دیتے ہیں کہ حاجبیہ قبیلہ والی (عزہ سے ملنا) مقدم ہے۔

سنو ليک عرفا ان اردت وما لنا

ونحن لتلک الحاجبية اوصل

(ترجمہ) ہم تجھ سے رسمی محبت تو کر سکتے ہیں اگر تو ہم سے وصال کا ارادہ رکھتی ہے اور ہم تو درحقیقت سب سے زیادہ وصال کی خواہش اسی حاجبیہ سے رکھتے ہیں کثیر نے کہا ہاں میرے ہی ہیں۔ بولی تو نے اس طرح کیوں نہ کہا جیسا کہ تیرے سردار جمیل نے کہا تھا

يارب مارضة علينا وصلها

بالجد تخلطه بقول الهازل

(ترجمہ) بہت سی عورتیں کوشش کے ساتھ اپنے سے واصل کے لئے ہمارے سامنے آتی ہیں اور ہنسی مذاق سے مخلوط کر کے (اپنی محبت کا اظہار کرتی ہیں)

فاجبتها بالقول بعد تامل

حبى بثينة عن وصالک شاغلى

تو میں تامل کے بعد ان کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ تیرے وصال سے جو شے مانع ہے وہ بثینہ کی محبت ہے۔

لو كان فى قلبى كقدر قلامة

فضلا لغيرک ماتيک رسائل

(ترجمہ) اے بثینہ اگر میرے دل میں ایک ناخن کے برابر بھی تیرے غیر کے لئے گنجائش ہوتو میرے پیغامات (محبت) تیرے پاس نہ آتے۔

کثیر کہتا ہے کہ میں نے کہا یہ قصہ چھوڑ اور مجھے پانی پلا دے اس نے کہا واللہ میں تجھے پانی نہیں پلا سکتی۔ میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے پیاس مجھے ستا رہی ہے۔ بولی کہ بثینہ نوحہ کرلے اگر میں طمع سے اپنے پاس سے پانی کا ایک قطرہ بھی روکوں یہ سن کر کثیر (نے پھر کوئی بات نہ کی اور اس کی صرف یہی کوشش ہوئی کہ اپنی سواری پر چڑھ گیا اور پانی کی جستجو میں چل دیا اور نصف دن سے پانی تک نہ پہنچ سکا اور پیاس اس کو مارے ڈالتی تھی۔

(۵۸۲) ذوالرمہ اور ایک سیاہ لڑکی:۔

ذوالرمہ کوفہ پہنچا۔ تو دوران سفر میں جب کہ وہ اپنی اصیل گھوڑے پر سوار کوفہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کی لڑکی دیکھی جو ایک گھر کے دروازے پر کھڑی تھی تو وہ اس کو بہت پیاری معلوم ہوئی اور اس کے دل میں اتر گئی تو وہ اس کے قریب پہنچا اور کہا اے لڑکی مجھے پانی پلا دے تو وہ اس کے پاس ایک برتن میں پانی لائی جو اس نے پیا پھر اس کے ساتھ کچھ چھیڑ کا ارادہ کیا اور چاہا کہ یہ کچھ بولے تو کہا اے لڑکی تیرا پانی بہت ہی گرم تھا۔ تو اس نے کہا اگر (آپ مجھ سے بات کرنا) چاہتے ہیں تو آپ کے اشعار عیوب میں آپ کے سامنے بیان کردوں اور اپنے پانی کے گرم اور ٹھنڈا ہونے کا قصہ ایک طرف ڈالوں۔ تو اس نے کہا اور میرا کون سا شعر ہے جس میں عیب ہے تو لڑکی نے کہا کیا آپ ذوالرمہ نہیں ہیں۔ ذوالرمہ نے کہا:۔ بے شک پھر بولی۔

فانت الذی شبهت عنزاً بقفره

لها ذنب فوق استها ام سالم

(ترجمہ) تو وہ ہے جس نے (اپنی محبوبہ) ام سالم کو ایک بکری سے تشبیہ دی جو چٹیل

میدان میں کھڑی ہو۔اس کے سرین پر دم بھی لگی ہوئی ہے۔

جعلت لها قرنین فوق جبینها

وطیبین مسودین مثل المحاجم

(ترجمہ) تو نے اس کے دو سینگ بھی تجویز کر دیئے جو اس کی پیشانی پر لگے ہوئے ہیں اور دو سیاہ رنگ چیزیں بالکل کالی جیسے سینگیں ہوتی ہیں۔

وساقین ان یستملنا منک یترکا

بجلدک یا غیلان مثل المائم

(ترجمہ) اور اس کے لئے ایسی دو ساق بھی تجویز کر دی ہیں کہ اگر وہ تیرے دولتیاں جما دے تو اے مست تیری کھال کو ایسی کر چھوڑے جیسے کسی سزا میں (مجرم) کی ہو جاتی ہے۔

ایا ظبیة عساء بین جلاجل

وبین النقا أنت ام ام سالم

(تو اب یہ بتا) کہ جلاجل اور نقاء کے درمیان والی سبزہ زار کی ہرنی (تیرے قول ایاظبیتہ الوعساء بین جلاجل والنقاء میں) تو ہے یا ام سالم ذوالرمہ نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں تو یہ میرا گھوڑا مع اس کے سب سامنے کے لے لےمگر اس کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اور گھوڑے سے اتر کر اس کو اس لڑکی کی طرف بڑھا دیا اور رخصت ہونے کے لئے چلنے لگا تو اس نے اس کو واپس کر دیا اور وعدہ کیا کہ جو کچھ ماجرا پیش آیا کسی سے وہ اس کا ذکر نہیں کرے گی۔

(۵۸۳) حجاج کو ولید بن عبدالملک کی بیوی کا جواب اور حجاج کی شرمندگی:۔

زہیر بن حسن مولی ربیع بن یونس سے مروی ہے کہ حجاج ولید ابن عبدالملک سے ملنے آیا۔اس کی (مسجد میں) میں دو رکعت پڑھیں۔واپسی کے بعد ولید سوار ہو گیا تو

حجاج اس کے سامنے پیدل ہو گیا۔ اس سے ولید نے کہا اے ابو محمد تم بھی سوار ہو جاؤ۔ تو حجاج نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے ایسا ہی رہنے دیجئے میں جہاد بکثرت کرنے کا عادی ہوں (مگر سست ہو رہا ہوں پیدل چلنے سے سستی رفع ہو گی۔ سست اس لئے ہوا) کیونکہ ابن الزبیر اور ابن الاشعث نے مجھے جہاد سے طویل عرصہ تک روکے رکھا۔ مگر ولید نے اس کو حکم دیا کہ سوار ہو جائے تو سوار ہو گیا اور ولید کے ساتھ تخلیہ میں داخل ہو گیا تو ایسے وقت میں جب کہ حجاج باتیں کر رہا تھا کہ میں نے اہل عراق کے ساتھ یہ کیا اور وہ کیا ایک جاریہ آئی اور اس نے ولید سے (علیحدگی میں) کچھ کہا اور چلی گئی تو ولید نے کہا اے ابو محمد کیا آپ کو معلوم ہے کہ جاریہ نے کیا کہا۔ حجاج نے کہا نہیں۔ ولید نے کہا اس نے یہ کہا تھا کہ مجھے آپ کے پاس ام البنین بنت عبدالعزیز بن مروان نے بھیجا ہے کہ آپ کی ہمنشینی اس اعرابی کے ساتھ اس حال میں کہ یہ اعرابی مسلح ہے اور آپ (بغیر زرہ) سادے کپڑوں میں ہیں خطرناک ہے تو میں نے اس کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ وہ حجاج بن یوسف ہے تو اس نے اس کو کپکپا دیا اور اس نے یہ کہا کہ واللہ اگر تمہارے خلوت میں ملک الموت ہوتا تو میں بہ نسبت حجاج سے تخلیہ کے اس کو پسند کرتی یہ وہ شخص ہے جس نے اللہ کے محبوب بندوں کو اس اس کے مطیع لوگوں کو قتل کیا ظلم اور جور سے تو حجاج نے کہا اے امیر المومنین عورت صرف ایک کلی ہے اور کوئی محاسبہ کرنے والا افسر نہیں ہے اپنے اسرار پر ان کو مطلع کرنا نہیں چاہیے اور ان سے ہم بستری سے زائد کام نہ لینا چاہیے اور ہرگز ان کے ساتھ چھوٹے اور ذلیل بن کر مجالست نہ کرنی چاہیے پھر اٹھ کر چلا گیا۔ ولید نے ام البنین کے پاس جا کر حجاج کو پوری گفتگو سنا دی۔ ام البنین نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ اس کو حکم دیں کہ وہ مجھ کو سلام کرنے کے لئے آئے۔ پھر میرے اور اس کے درمیان جو بات ہو گی اس کی اطلاع آپ کو ہو جائے گی۔ دوسرے دن حجاج ولید کے پاس پہنچا۔ ولید نے کہا ام البنین کے پاس جاؤ۔ حجاج نے کہا اے

امیر المومین مجھے اس سے معاف رکھئے ولید نے کہا ایسا کرنا ہی ہوگا۔ چنانچہ حجاج اس کے پاس پہنچا۔ تو بہت دیر تک اس کو منتظر رکھا پھر اس کو اجازت دی (جب وہ حاضر ہوگیا) تو اس سے کہا اے حجاج تو فخر کرتا ہے امیر المومنین کے سامنے ابن الزبیر اور ابن الاشعث کے قتل پر۔ یاد رکھ خدا کی قسم اگر تو علم الہٰی میں اس کی بدترین مخلوق نہ ہوتا تو تجھ کو وہ ذات الطاقین (یعنی حضرت اسماء) کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے خاص مقرب صحابی (زبیر بن العوام) کے بیٹے اور الاشعث کے قتل میں مبتلا نہ کرتا۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں تیرے اوپر نخوت کا جنون سوار ہوگیا یہاں تک کہ تو چلانے لگا اور تجھ پر ہڑک مسلط ہوگئی یہاں تک کہ تو بھونکنے لگا (اس وقت کو بھول گیا) اگر امیر المومنین اہل یمن میں منادی نہ کرا دیتے جب کہ تو سخت تنگ حالی میں پھنس چکا تھا اور تیرے اوپر ان لوگوں کے نیزوں کے سائے پڑ چکے تھے اور ان کے بالمقابل آخر حملہ کرنے والے تجھ پر غالب آیا چاہتے تھے تو تو قید ہو چکا تھا اور وہ چیز جس میں تیری آنکھیں لگی ہوئی ہیں کاٹ دی گئی ہوتی (یعنی سر) اور اسی بناء پر امیر المومنین کی خواتین نے اپنی چوٹیوں سے خوشبوؤں کو بھی جھاڑ کر دے ڈالا اور ان کو بکوا دیا تھا امیر المومنین کے مددگاروں کی مالی امداد کے لئے۔ اور یہ جو تو نے امیر المومنین کو اشارہ کیا ہے ان کو لذت سے منقطع ہونے اور اپنی خواتین سے صرف حاجت روائی کی حد تک تعلق رکھنے کی طرف تو اگر وہ عورتیں (حسن صورت اور حسن سیرت میں) مثل امیر المومنین کے ہوں اور ان سے کشادہ دلی کا معاملہ کیا جائے تو (بالکل بدیہی بات ہے) کہ تیری بات المومنین کے لئے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی اور اگر عورتیں اس درجہ کی ہوں جن سے کشادہ دلی کا تعلق رکھا جائے جس درجہ کی تیری غیر مختون ماں تھی جن کی حرارت غیر نیویہ (یعنی مزاج کی اصلی حرارت طبعی) ضعیف اور صورت مکروہ تھی جیسے عورت سے تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہوا تو اسے کمینے ایسی عورتوں کے بارے میں بہت ہی مناسب ہے کہ تیری بات مان لی جائے۔ خدا

اسے قتل کرے جو کہتا ہے (۱) (یعنی کسی شاعر نے کیا اچھا کہا۔ ایسے جملوں سے دعا مقصود نہیں ہوتی):۔

اسد علی وفی المحروب نعامة

فتخاء تنفر من صفیر الصافر

(ترجمہ) میرے اوپر شیر بن گیا اور لڑائیوں میں ڈرپوک شتر مرغ جو سیٹی بجانے والوں کی سیٹی سے بھی بھاگ جائے۔

ھلا برزت الی غزالة فی الوغا

وقد کان قلبک فی جنا حی طائر

(ترجمہ) کیوں نہیں سامنے آیا تو لڑائی میں غزالہ کے تیرا حال یہ تھا کہ تیرا دل پرندہ کے بازوؤں میں تھا (اڑ کر فرار ہونے پر تیار)

غزالہ ایک خارجی شبیب بن یزید کی بیوی تھی جو بہت بہادر تھی اس نے کوفہ فتح کرلیا تھا حجاج اس سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔

پھر اس نے اپنی باندی کو حکم دیا اور اس نے حجاج کو قصر سے نکال دیا۔ جب وہ ولید کے پاس آیا تو اس سے ولید نے پوچھا اے ابو محمد وہاں کیا پیش آیا تو حجاج نے کہا اے امیر المؤمنین خدا کی قسم وہ خاموش ہی نہ ہوئی یہاں تک کہ مجھے (اس حال کو پہنچادیا) کہ زمین کا شکم مجھے اچھا معلوم ہونے لگا اس کی پیٹھ سے۔ ولید نے کہا کہ وہ عبدالعزیز کی بیٹی ہے۔

(۵۸۴) محمد بن عبداللہ بن طاہرہ کی ذہین شاعرہ کنیز:۔

ابن السکیت نے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کا ارادہ کرلیا تو اس کی ایک کنیز نے جو شاعرہ تھی نکل کر دیکھا تو جب سفر کی پوری تیاری کا مشاہدہ کیا تو وہ رونے لگی اس پر محمد بن عبداللہ بن کہا:۔

دمعه، کاللولو الر طب علی الخدّا لا سیل

(ترجمہ) اس کے آنسو تازے موتیوں کے طرح ہیں کتابی رخسار پر

هطلت في ساعة البين من الطرف الكحيل

(ترجمہ) لگا تار بہنے لگے جدائی کے وقت سرگیں آنکھ سے پھر محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اس پر شعر لگاؤ تو اس نے کہا

حين هم القمر البا

هر عنابا لا فول

(ترجمہ) جب (سب ستاروں سے زیادہ) روشن چاند نے ہم سے چھپنے کا ارادہ کیا۔

انما يفتضح العشاق في وقت الرحيل

(ترجمہ) عاشق تو کوچ کے وقت ہی رسوا ہوا کرتے ہیں۔

(۵۸۵) ہارون الرشید کی باندی کی شاعری:۔

ایوب الوزان سے منقول ہے کہ مفضل نے بیان کیا کہ میں ہارون الرشید کے یہاں حاضر ہوا اس وقت اس کے سامنے ایک طبق میں گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے اور ایک خوبصورت کنیز جو شاعرہ اور ادیب تھی اور ہارون کی خدمت میں ہدیہ پیش کی گئی تھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اور رشید نے کہا کہ اے مفضل اس گلاب کے پھول کو کسی مناسب چیز کے ساتھ موزوں تشبیہ دو تو میں نے یہ شعر کہا۔

كانه خد مر موق يقبله

فم الحبيب وقد ابدى به خجلا

(ترجمہ) گویا وہ (گلاب کا پھول) اس کا رخسار ہے جس پر دزدیدہ نگاہ ڈالی جاتی ہے (یعنی محبوب جس کو چاہنے والے کا منہ چوم رہا ہے اور اس رخسار پر شرمندگی (کی وجہ) (سے سرخی) چھا گئی اس پر اس کنیز نے یہ شعر کہا

كانه، لون خدي حين يد فعني

كف الرشيد لا مر يوجب الغسلا

(ترجمہ) گویا وہ میرے رخسار کا رنگ ہے جب مجھے رشید کی ہتھیلی نے دبالیا ہوا ایسے

امر کے لئے جو موجب غسل ہوتا ہے تو رشید نے کہا اے مفضل اٹھو اور باہر جاؤ کیونکہ اس چنچل نے ہم کو ہیجان میں ڈال دیا۔ میں فوراً اٹھ گیا اور میں (باہر ہوتے ہوئے پردہ اپنی طرف سے چھوڑتا گیا)

(۵۸۶) اصمعی اور ایک شاعرہ بھکارن:۔ اصمعی نے بیان کیا جب رشید نے بصرہ میں آ کر مکہ کے سفر کا قصد کیا تو تو میں بھی ہمرکاب ہوا جب ہم ضریہ پہنچے تو میں دیکھتا ہوں کہ کنارہ وادی پر ایک لڑکی ہے اور اس کے سامنے اس کا پیالہ ہے اور وہ کہہ رہی ہے

طحنتنا طواحن الاعوام

ورمتنا نوائب الایام

(ترجمہ) زمانوں کی چکیوں نے ہم کو پیس ڈالا اور ایام کی سختیوں نے ہمارے تیر مارے۔

فاتینا کمو تمد اکفاً

لفضالات زادکم والطعام

(ترجمہ) ہم تمہارے سامنے اپنی ہتھیلیاں تمہارے بچے کچھے زاد راہ اور کھانے کے لئے پسار رہے ہیں۔

فاطلبوا الاجر والمثوبة فینا

ایھا الزائرون بیت الحرام

(ترجمہ) تو ہماری امداد سے اجر اور ثواب حاصل کرواے بیت اللہ کی زیارت کرنے والو۔

من رانی فقد رانی ورحلی

فارحموا غربتی وذل مقامی

(ترجمہ) جس نے مجھے دیکھ لیا تو اس نے مجھے اور میرے جائے قیام (اور ہر ضرورت) کو دیکھ لیا تو میری غربت اور پستی مقام پر رحم کرو۔

رحمت کے سپرد کرتی ہوں اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔'' تو میں اس کے قریب گیا اور اس کو کچھ دیا پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کس خاندان کی ہیں۔ تو اس سے کہا آپ مجھے معلوم کرنے کی در پے نہ ہو۔ من قل مالہ وذھب رجالہ کیف یکون حالہ (جس کے پاس نہ مال باقی رہے اور نہ اس کے اقارب باقی رہیں اس کا کیا حال ہوگا) اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے۔

بعض بنات الرجال ابرزھا

الدھر لما قد تری اور اخرجھا

(ترجمہ) بعض (صاحب عزوہ جاہ) لوگوں کے بیٹیوں کو زمانہ (کے انقلاب) نے ظاہر کردیا اور پردہ سے باہر کردیا جس سبب سے کہ تم دیکھ رہے ہو۔

ابرزھا من جلیل نعمتھا

فابتزھا ملکھا واجو جھا

(ترجمہ) زمانہ نے ان کو نکال دیا (یعنی محروم کردیا) ان کو بڑی بڑی نعمتوں سے اور ان کی دولت مملوک چھین لی اور ان کو محتاج کردیا۔

وطالما کانت العیون اذا

ما اخرجت تستشف ھودجھا

(ترجمہ) اور بہت زمانہ تک (ایسا ہوتا رہا) کہ جب اس کی سواری نکلتی تو عام نظریں ان کے کجاوے کو غور سے دیکھتی تھیں۔

ان کان قد ساءھا واحزنھا

فطالما سرھا وابھجھا

(ترجمہ) اگر (آج) زمانہ نے اس کو دکھ اور رنج پہنچایا (تو صبر کرنا چاہیے) کہ عرصہ تک اس کو خوشی اور مسرت (بھی) پہنچائی تھی

الحمد اللہ رب معسرۃ

قد ضمن اللہ ان یفرجھا

(ترجمہ) اللہ کا شکر ہے بہت سی مفلس عورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہے کہ ان کو کشائش دے دے۔ ابن الشیظمی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پھر سوال کیا تو اس نے کہا کہ وہ حضرت حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اولاد میں سے ہے۔

(۵۸۸) کثیر عزہ اور بثینہ کے کنائی اشعار:۔

مروی ہے کہ کثیر عزہ کی جمیل سے ملاقات ہوئی تو کثیر نے اس سے پوچھا کہ ثبینہ سے تمہاری ملاقت کب ہوا کرتی ہے۔ جمیل نے کہا کہ مجھ سے اس کی ملاقات شروع سال سے جب کہ وہ وادی دوم میں کپڑے دھورہی تھی اب تک نہیں ہوئی۔ تو اس سے کثیر نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں آج رات اس سے تمہاری ملاقات کرا دوں۔ جمیل نے کہا ضرور تو فوراً کثیر ثبینہ کی طرف لوٹ گیا۔ اس کو دیکھ کر ثبینہ کے والد نے کہا اے کثیر کیا بات ہے؟ تم فوراً واپس آ گئے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تم ہمارے پاس نہیں بیٹھے تھے؟ کثیر نے کہا بے شک لیکن چند ابیات مجھے یاد آ گئے جو میں نے عزہ کے حق میں کہے تھے، اس نے کہا وہ کیا کہے تھے؟ تو کثیر نے کہا:۔

فقلت لها یا عزا رسل صاحبی

علی باب داری والرسول مؤکل

(ترجمہ) تو میں نے اس سے کہا کہ اے عزہ میں اپنے دوست کو بھیجتا ہوں اپنے گھر کے دروازے پر اور قاصد ذمہ دار ہوتا ہے

اما تذکرین العھد یوم لقیتکم

باسفل وادی الدوم االثوب یغل

(ترجمہ) کیا تجھے وہ زمانہ یاد نہیں جس دن میں نے تجھ سے ملاقات کی تھی وادی دوم کے نیچے والے مقام پر، جب کپڑے دھوئے جا رہے تھے تو ثبینہ نے زور سے کہا ''دور ہو جا'' تو ثبینہ کے باپ نے کہا اے ثبینہ کیا بات ہوئی تجھے کیوں جوش آیا۔

اس نے کہا ایک کتاہمیشہ ہمارے یہاں پہاڑ کے پیچھے سے رات کواور دوپہر کوآ جاتا ہے(اس کودھمکا رہی تھی)پھر کثیر واپس لوٹ کر جمیل کے پاس آیا اوراس سے کہا کہ ل ثینہ نے وعدہ کیا ہے وہ اس پہاڑ کے پیچھے تم سے رات میں اور دوپہر کے وقت ملے گی ۔اب تم جب چاہواس سے ملاقات کرلو۔

(۵۸۹)ایک عورت کی چالاکی کی حکایت :۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ایسی ہی چالاکی کی یہ حکایت منقول ہے کہ ایک عورت کے پاس ایک اعرابی نے اپنے غلام کواس لئے بھیجا کہ وہ اس سے ملاقات کی جگہ مقرار کرانا چاہتا تھا۔غلام نے جا کرعورت کو پیغام پہنچا دیا۔اس کو یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ آپس کے اقرار پر غلام کومطلع کرے تو عورت نے اس کو یہ جواب دیا کہ خدا کی قسم اگر میں نے تجھے پکڑلیا تو میں تیرا کان اتنے سخت مروڑوں گی کہ تو اس سے رو پڑے گا اوراس درخت سے جا کر سہارا لے گا اور عشاء کے وقت تک تجھ پر غشی طاری رہے گی۔ یہ غلام اس بات کا مطلب کچھ بھی نہ سمجھا اور اپنے مالک کے پاس واپس جا کر اس کی بات اس نے نقل کر دی۔وہ سمجھ گیا کہ اس نے اس درخت کے نیچے عشاء کے وقت ملنے کا وعدہ کیا ہے۔

(۵۹۰)ایک چالاک عورت کا مازنی سے خودداری سے سوال کرنا:۔

صولی کہتے ہیں کہ میں نے مبرد سے سناوہ کہتے تھے کہ ہم مازنی کے پاس موجود تھے کہ ان کے پاس ایک اعرابی عورت آئی جوان سے خودداری کے ساتھ سوال کیا کرتی تھی اووہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔بولی اللہ آپ کی صبح بخیر رکھے اے ابوعثان کیا ریتوں میں کچھ تری آ گئی انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ اس کولائے گا۔تو کہنے لگی :

تعلمن انی والذی حج القوم

لو لا خیال طارق عند النوم

(ترجمہ) ضرور سمجھ لیجئے کہ میں قسم ہے اس (کعبہ) کی جس کا قوم حج کرتی ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ نیند کے وقت (آپ کا) خیال چھاپہ مارے گا۔

والشوق من ذکراک ماجئت الیوم

(ترجمہ) اور آپ کی یاد سے شوق (ملاقات) ستائے گا تو میں آج نہ آتی۔ تو مازنی نے کہا۔ خدا اسے قتل کردے، کس قدر چالاک عورت ہے۔ میرے پاس طالب عطیہ کے لئے آئی جب دیکھا کہ کچھ نہیں ہے تو ہم پر احسان دھرگئی کہ بس ملنے ہی آئی تھی۔

(۵۹۱) میں نے کوئی اس جیسی نہیں دیکھی:۔

اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے بیان کیا کہ میرے سامنے اس عورت کے مانند کوئی نہیں آیا جو ایک مرتبہ آئی تھی اور اس نے کہا کہ اے قاضی میرے چچا کے بیٹے نے میرا نکاح اس شخص سے کردیا اور میں نہیں جانتی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اس کو رد کردیا۔ میں نے کہا اور تو نے کب رد کیا؟ جواب دیا جس وقت مجھے علم ہوا۔ میں نے کہا اور کب علم ہوا؟ تو بولی کہ جس وقت میں نے اس کو رد کیا، میں نے کوئی عورت اس جیسی نہیں دیکھی۔

(۵۹۲) ایک عورت کی دلیل پر قاضی موسیٰ بن اسحٰق کا پہلی بار مسکرانا:۔

قاضی علی بن القاسم سے مروی ہے انہوں نے ذکر کیا کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ موسیٰ بن اسحٰق کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے ان سے کہا کہ اے قاضی آپ کے لئے جائز نہیں کہ آپ دو آدمیوں کے مابین کوئی فیصلہ بحالت غصہ کریں۔ انہوں نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لا یقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان (کوئی قاضی دو (متخاصمین) کے مابین غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے) تو انہوں نے تبسم کیا۔

(۵۹۳) سلیمان بن عبدالملک کی کنیز بڑی زیرک شاعرہ تھی:

وہ بھی صاف نظر آتی ہیں۔

اس کی بلاغت نے رشید کو حیران کر دیا اور اس کو خرید لیا اور اس کو مرتبہ تقریب بخشا اور وہ تمام کنیزوں سے زیادہ اس کی مجالس میں حصہ لیتی تھی۔

(۵۹۵) لمبے قد کی ایک عورت کا جاحظ کو مسکت جواب:۔

جاحظ نے بیان کیا کہ میں نے لشکر میں ایک بہت لمبے قد کی عورت کو دیکھا اور ہم کھانے پر بیٹھے تھے۔ میں نے اس کو چھیڑنے کے ارادے سے "اتر آ ہمارے ساتھ کھانا کھائے" (گویا اس کا جسم ایک لمبی سیڑھی ہے جس پر کوئی عورت چڑھی ہوئی ہے) اس نے جواب دیا کہ تو ہی بلند ہو جا (اے اسفل درجہ کے شخص) یہاں تک کہ تو دنیا کو دیکھ لے۔

(۵۹۶) حجر اسود کو بوسہ دینا بغیر زاد و راحلہ نہیں ہوسکتا:۔

جاحظ نے بیان کیا کہ میں نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مکہ تو میں نے کہا کہ تو مجھے اجازت دے گی کہ تیرے حجر اسود کو بوسہ دوں۔ (رخساروں کا تل مراد ہے) اس نے کہا نہیں۔ بغیر زاد و راحلہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ (حج بغیر سفر کے صارف اور سواری پر قدرت کے فرض نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی بغیر ادا مہر و نکاح شرعی حرام ہے۔)

مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حکایت ہم سے ایک دوسری نوعیت کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے کہ جاحظ نے بیان کیا کہ میں نے بغداد کے بازار نخاسہ میں ایک جاریہ یعنی کنیز کو دیکھا جس پر آواز لگائی جا رہی تھی اور اس کے رخسار پر ایک تل تھا تو میں نے اس کو بلایا اور اس سے بات چیت شروع کی۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اس نے کہا مکہ۔ تو میں نے کہا اللہ اکبر حج قریب ہو گیا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دوں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے الگ رہو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا لم تکونوا بلغیہ الا بشق الانفس (تم اسی وقت تک نہیں

پہنچ سکتے مگر اپنے نفسوں کو مشقت میں ڈالنے سے)

(۵۹۷) ایک چور کی ذہین ماں منصور کے سامنے:۔

اصمعی نے بیان کیا کہ منصور کے سامنے ایک چور پیش کیا گیا تو اس نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس نے یہ شعر عرض کیے:

یدی یا امیر المؤمنین اعیذھا

بحقویک من عارٍ علیھا یشینھا

اے امیر المومنین میں اپنے ہاتھ کے بارے میں فریاد رسی چاہتا ہوں اس کا عیب دار ہونا میرے لئے موجب ننگ و عار ہوگا۔

فلا خیر فی الدنیا ولا فی نعیمھا

اذا ما شمال فارقتھا یمینھا

(ترجمہ) پھر نہ دنیا میں میرے لئے خیر باقی رہے گی اور نہ اس کی لذات میں جبکہ ہاتھ اس کے دائیں ہاتھ سے جدا ہو جائے گا۔ منصور نے کہا اے غلام قطع کر یہ سزا اللہ کی مقرر کی ہوئی سزاؤں میں سے اور ایسا حق ہے اللہ کے حقوق میں سے جس کو معطل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ چور کی ماں کہنے لگی، ہائے میرا ایک ہی بیٹا ہے اور میرا یہی محنت کرنے والا ہے اور یہی کمانے والا ہے۔ منصور نے کہا یہ تیرا ایک بدترین ہے اور بدترین محنت کرنے والا اور بدترین کمانے والا۔ (تو بدترین سزا ہی کا مستحق ہے) اے غلام قطع کر۔ پھر چور کی ماں نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ کے کچھ ایسے گناہ ہیں کہ آپ اللہ سے ان کی مغفرت کیا کرتے ہیں؟ منصور نے کہا کیوں نہیں تو اس نے کہا کہ اس کو مجھے بخش دیجئے اور اس گناہ کو بھی ان گناہوں میں شامل کر لیجئے جن کی آپ اللہ سے مغفرت مانگا کرتے ہیں۔

اور ایک روایت ہم تک یہ پہنچی کہ عبدالملک بن مروان کے سامنے ایک چور پیش کیا گیا تھا اور گواہی سے اس پر چوری ثابت ہوگئی تو اس نے وہ (مذکورہ بالا) شعر

پڑھے تھے اوراس کی ماں نے یہ گفتگو کی تھی اوراس پر عبدالملک نے حکم دیا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

(۵۹۸)حبان کی ذات ہی مقصود ہے:

ثعلب نے ابن الاعرابی سے یہ شعر روایت کیا

وسائلۃ عن رکب حبا کلھم
لیبلغ حسان بن زیھد سؤالہ

(ترجمہ)اورایک سوال کرنے والی ہے حبان کے تمام قافلہ سے تاکہ حبان ابن زید کو اس کے سوال کی خبر ہو جائے۔ابن الاعرابی نے کہا۔حقیقت یہ تھی کہ وہ حبان سے محبت کرتی تھی،تو اس نے یہ مکروہ سمجھا کہ سوال میں اس کی ذات کومخصوص کرے تو اس نے سارے قافلوں کا سوال کیا جس سے نتیجہ نکل آیا کہ حبان کی ذات ہی مقصود ہے۔

(۵۹۹)خیزران کا مہدی کوخوبصورت جواب:۔

ہارون بن عبداللہ بن المامون نے ذکر کیا کہ جب خیزران مہدی کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے خیزران سے کہا واللہ اے لڑکی تو ہماری پسند کے حد درجہ تک مطابق ہے لیکن تیری پنڈلیاں کھردری ہیں۔خیزران نے کہا اے امیر المومنین آپ کو سب سے زیادہ ضرورت اس شے کی ہے جوان کی جانب ہے۔آپ ان کو نہ دیکھے تو حکم دیا کہ اس کوخرید لیا جائے اور یہ مہدی کی بلند مرتبہ حرم بن گئی۔اسی سے موسیٰ اور ہارونؒ پیدا ہوئے۔

(۶۰۰)خلیفہ مہدی کا اپنی باندی کی محبت میں اشعار کہنا:۔

ابوبکر صولی سے منقول ہے کہ مہدی نے ایک کنیز خریدی اوراس کے ساتھ مہدی کو تعلق خاطر بہت زیادہ ہوگیا اوروہ بھی مہدی سے بہت محبت کرتی تھی۔لیکن اکثر مہدی سے کچھی کچھی رہتی تھی تو مہدی نے ایک ذریعہ اس پر مامور کیا جو پھسلا کر اس

کے دل کی بات معلوم کرے تو اس نے یہ بتایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کسی وقت مجھ سے خفا ہو جائیں اور چھوڑ دیں تو میں (ہجر) سے مر جاؤں گی تو میں اپنی ذات کو ان کو پورے طور پر لطف اندوز ہونے سے روک لیتی ہوں تا کہ زندگی گذار سکوں۔ تو مہدی نے یہ اشعار کہے

ظفرت بالقلب مسنی
غادة مثل الھلال

(ترجمہ) میرا دل مجھ سے چھین لے گئی ایک نازک بدن جو چاند کی مانند ہے

کلما صبح لھاود
ی جأت باعتلال

(ترجمہ) جب اس کے ساتھ میری محبت کامل ہوگئی تو اس نے حیلے بہانے شروع کر دیئے۔

لاتحب الھجر منی
والتناءی عن وصالی

(ترجمہ) وہ مجھ سے جدائی پسند نہیں کرتی اور نہ میرے وصل سے پہلو بچانا اس کو پسند ہے

بال لا نھا علی حبی
لھا خوف الملال

(ترجمہ) بلکہ اس کا یہ انداز اس بناء پر ہے کہ اس کو میری محبت میں رنج پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰۱) ابونواس شاعر اور خوبصورت عورت کا مکالمہ:۔

ابونواس نے بیان کیا کہ میرے سامنے ایک عورت آ گئی اور اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا تو وہ غایت درجہ خوبصورت تھی اس نے مجھ سے کہا آپ کا کیا نام ہے؟

میں نے کہا آپ کی صورت۔ بولی کہ اچھا تو آپ کا نام ''حسن'' ہے (ابونواس کا نام حسن بن ہانی تھا)

(۲۰۲) ایک لڑکی کا نکاح کے لئے حیلہ :۔

قبیلہ تغلب کے ایک شخص نے ہم سے بیان کیا کہ ہم میں ایک شخص تھا جس کی بیٹی جوان تھی اور ایک اس کا بھتیجا تھا جو اس کی لڑکی پر فریفتہ تھا اور وہ لڑکی اس پر فریفتہ تھی۔ اس طرح ایک زمانہ گذرتا رہا۔ پھر اس لڑکی سے ایک شریف آدمی نے پیغام دیا اور اس نے اچھے مہر سے رغبت دلائی تو اس لڑکی کے باپ نے نعم ہاں کہہ دیا اس کو منظور کرلیا اور قوم نکاح کے لئے جمع ہوگئی تو لڑکی نے اپنی ماں سے کہا کہ اے اماں، ابا کو اس بات سے کیا امر مانع ہے کہ میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کردیں۔ ماں نے کہا کہ یہ تو ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس نے کہا واللہ کس عمدگی سے اس چھوٹے سے کو پالا، پرورش کیا پھر جب وہ بڑا ہو گیا تو اس کو تم چھوڑ رہے ہو۔ پھر اس نے ماں سے کہا، اے اماں ہائے واللہ مجھے حمل ہے، اگر تم چاہو تو چھپالو اور چاہو تو مشہور کردو۔ یہ سن کر اس کی والدہ نے اس کے باپ کو بلا کر سب حال بیان کر دیا۔ اس نے کہا اس بات کو چھپالو۔ پھر وہ ان لوگوں کے پاس گیا (جو نکاح کے لئے جمع ہوگئے تھے) اور ان سے کہا کہ اے لوگو، میں نے آپ کا پیغام قبول کرلیا تھا اور اب ایک ایسی چیز پیش آ گئی کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھ کو اجر عطا فرمائے گا۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی جس کا نام یہ ہے اپنے فلاں بھتیجے سے نکاح کر دیا۔ جب نکاح سے فراغت ہوگئی تو شیخ نے کہا کہ لڑکی کو اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس پر لڑکی نے کہا وہ اللہ کے ساتھ کافر ہو جائے گی اگر ایک سال سے پہلے وہ شوہر سے تخلیہ کرے یا اس کا حمل ظاہر ہو جائے تو وہ ایک سال گذرنے سے پہلے شوہر کے پاس نہ گئی اور باپ کو معلوم ہو گیا کہ اس نے نکاح کے لئے اس کے ساتھ ایک حیلہ کیا تھا۔

(۲۰۳) ایک عورت کا عتبی کو خاموش کن جواب :۔

صولی نے ذکر کیا کہ عتبی نے بیان کیا کہ میں نے (جب کہ گھوڑے پر سوار تھا) ایک عورت کو دیکھا جس کی صورت مجھے عجیب معلوم ہوئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرا کوئی شوہر ہے؟ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا کیا تجھ کو مجھ سے نکاح کی رغبت ہے۔اس نے کہا ہاں، لیکن میری ایک صفت ہے کہ سمجھتی ہوں کہ آپ اس سے خوش نہ ہوں گے ۔میں نے کہا وہ کیا ہے؟ کہنے لگی میرے سر میں سفیدی ہے۔میں نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کی باگ کھینچی اور ذرا چلا ہی تھا کہ اس نے مجھ آواز دے کر کہا کہ میں آپ کو قسم دیتی ہوں آپ ٹھہر جائیں۔پھر آ کر (میرے ساتھ) ایسی موقع تک چلی جو (لوگوں سے) خالی تھا۔پھر اس نے اپنے بالوں سے کپڑا ہٹا دیا تو وہ ایسے سیاہ تھے جیسے سونائی انگور سیاہ ہوتے ہیں۔پھر وہ بولی اللہ میں ابھی بیس سال تک نہیں پہنچی۔لیکن میں نے تم کو اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا تھا کہ ہم بھی آپ کی اس صفت سے کراہت کرتے ہیں جس سے آپ کو ہم میں دیکھ کر کراہت ہوتی ہے۔میں بہت شرمندہ ہوا اور یہ کہتا ہوا روانہ ہوا:

فجعلت اطلب وصلها بتملق

والشیب یغمزها بان لاتفعلی

(ترجمہ) میں چاپلوسی کے ساتھ اس سے وصل کا طالب ہو رہا تھا اور میرا بڑھاپا اس سے یہ غمازی کر رہا تھا کہ ایسا نہ کرنا۔

(۲۰۴) شوہر کے اختیار کا خوبصورت استعمال :۔

عتبی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ”تیرے اپنے بارے میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں۔“ (اس طرح عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہو گیا۔) پھر وہ پچھتایا تو بیوی نے کہا دیکھئے آپ کے ہاتھ میں یہ اختیار بیس برس سے تھا۔آپ نے اس کی اچھی طرح حفاظت کی اور اس

کو برقرار رکھا تو میں دن کی ایک گھڑی میں ہرگز ضائع نہ کروں گی جب کہ وہ میرے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ اب میں اس کو آپ ہی کو واپس کرتی ہوں۔ اس کی گفتگو نے اس شخص کو حیرت میں ڈال دیا اور اس کو طلاق نہیں دی۔

(٦٠٥) شعیب کا ایک عورت سے اس کی ذہانت کی بنا پر نکاح:

یہ بھی ذکر ہے کہ شعیب نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا۔ پھر اس سے کہا میری عادت خراب ہے تو اس نے کہا کہ آپ سے زیادہ بری عادت اس کی ہو گی جو آپ کو بری عادت اختیار کرنے پر مجبور کر دے۔ شعیب نے کہا بس اب تو میری بیوی ہے۔

(٦٠٦) عورتیں پھولوں کا گلدستہ ہیں:۔

عتبی نے ذکر کیا کہ میں نے فضل بن ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ایک شاعر کا کچھ عورتوں پر گذر ا ہوا تو اس کو ان کی شان عجیب معلوم ہوئی تو اس نے کہنا شروع کر کیا

ان النساء شياطين خلق لنا
نعوذ بالله من شر الشياطين

(ترجمہ) عورتیں ہمارے شیاطین پیدا کی گئی ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں شیاطین کے شر سے۔

تو ان عورتوں میں ایک نے جواب دیا اور یہ کہنا شروع کیا۔

ان النساء رياحين خلقن لكم
وكلكم تشتهوا شم الرياحين

(ترجمہ) یہ عورتیں گلدستہ ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں اور تم سب ہی پھولوں کے سونگھنے کی خواہش رکھتے ہو۔

(٦٠٧) ایک اعراب کی بیٹی کی ذہانت اور غلام کی حماقت:۔

ابو عبد اللہ محمد بن العباس یزیدی سے منقول ہے کہ اعراب میں سے ایک شخص کی ایک

لڑکی تھی اور ایک اس کا غلام تھا۔ غلام نے اس لڑکی کو پھسلایا تو اس نے اس سے رات کا وعدہ کرلیا اور اس کے لئے ایک چھری تیار کر لی اور اس کو خوب تیز کرلیا۔ جب وہ اس کے پاس وعدہ کے لیے آیا تو اس نے اس کا جسم کاٹ دیا تو وہ ایڑا تا ہوا نکلا۔ اس کے آقا نے س کو پوچھا کہ تجھ سے ایسا کس نے کیا؟ تو اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی نے۔ وہ بیٹی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اس غلام کے ساتھ تو نے کیا کیا؟ تو اس نے کہا:

یا ابت العبد من نوکہ یشرب من سقاءلم یوکہ و من ورد غیر ماءہ صدر بمثل داءہ

اے باپ غلام نے اپنی حماقت سے ایسے ظرف سے پانی پینا چاہا جس کا بند نہیں کھولا گیا اور جو غیر کے پانی پر تصرف کرے گا اس کو ایسی تکلیف بھی پہنچے گی۔ باپ نے اس کو سن کر کہا تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۰۸) شن بن افصی بن عبدالقیس اور اس کی بیوی کی ذکاوت وفطانت:

شرقی بن قطامی نے بیان کیا کہ شن عرب (۱) کے بڑے دانشمندوں میں سے تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ میں سفر میں ہی اپنا وقت گذراتا رہوں گا جب تک مجھے کوئی عورت اپنی جیسی ملے اور سے نکاح کریں۔ وہ سفر میں تھا کہ اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو اس بستی میں جارہا تھا جہاں پہنچنے کا شن نے ارادہ کیا تھا تو یہ اس کا ساتھی ہوگیا۔ جبکہ دونوں روانہ ہوئے تو اس سے شن نے کہا تو مجھے اٹھا کر لے چلے گا یا میں تجھے اٹھاؤں۔ تو اس سے ساتھی نے کہا ”جاہل ایک سوار دوسرے سوار کو کیسے اٹھا سکتا ہے؟“ پھر دونوں چل رہے تھے تو انہوں نے ایک کھیت کو دیکھا جو پکا ہوا کھڑا تھا تو شن نے کہا کیا تم کو اس بات کی خبر ہے کہ یہ کھیت کھایا جا چکا یا نہیں؟ اس نے کہا ”اے جاہل کیا تو دیکھتا نہیں کہ یہ کھڑا ہے۔“ پھر دونوں کا گذر ایک جنازہ پر ہوا تو شن نے کہا تمہیں خبر ہے صاحب جنازہ زندہ ہے یا مردہ؟ اس نے کہا ”میں

نے تجھ سے زیادہ جاہل نہیں دیکھا۔ تیرا یہ خیال ہے کہ لوگ زندہ ہی کو دفن کرنے جارہے ہیں۔'' پھر وہ شخص اس کو اپنے گھر میں لے گیا اور اس شخص کی ایک کی بیٹی تھی جس کا نام طبقہ (۲) تھا اس شخص نے پورا قصہ اس کو سنایا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اس کا یہ قول کہ ''تو مجھے اٹھائے گا یا میں تجھے اٹھاؤں گا'' اس نیت سے تھا کہ تو مجھے کوئی بات سنائے گا یا میں تجھے سناؤں تا کہ ہم اپنا راستہ تفریح کے ساتھ پورا کرلیں۔ اور اس کا یہ کہنا کہ یہ کھیت کھایا جا چکا ہے یا نہیں'' اس کا مقصد اس سے دریافت کرنا تھا کہ کھیت والوں نے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت خرچ کرلی یا نہیں اور میت کے بارے میں اس کے سوال کا یہ مطلب تھا آیا اس نے اپنے پیچھے کوئی ایسا بھی چھوڑا ہے جو اس کے نام کو زندہ رکھ سکے یا نہیں؟ پھر یہ شخص گھر سے نکل کرشن سے ملا اور اس سے باتیں کیں اور اس کو اپنی بیٹی کی گفتگو سنائی تو اس نے اسی سے نکاح کا پیغام دیا اور اس کے ساتھ اس کا نکاح ہوگیا۔ اور وہ اس کو لے کر اپنے عزیزوں سے آملا۔ جب انہوں نے بھی اس عورت کی عقل و دانائی کو پہچان لیا تو کہا وافق شن طبقۃ (شن نے طبقۃ کو گلے سے لگالیا۔ اس ضرب المثل کی یہ وجہ ہے وافقہ اعتنقہ)

(۶۰۹) ایک شخص اور ایک جاریہ کا آمنا سامنا:۔

شرقی نے ذکر کیا کہ ابو محمد بن داستہ نے بیان کیا کہ ایک شخص کا راستہ میں ایک جاریہ سے آمنا سامنا ہوا۔ اس شخص نے اس سے پوچھا کیا تیرے ہاتھ میں کوئی صنعت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ رقاصہ ہے۔

(۶۱۰) جنت کے دروازہ پر کبوتر بنا کر بٹھاؤں گی:۔

محسن سے منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑ کر طلاق طلب کی۔ اس نے کہا کہ تو حاملہ ہے جب تو بچہ جن لے گی تو میں تجھ کو طلاق دے دوں گا۔ اس نے کہا تجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی (کہ تجھ سے حق پرورش کا کوئی معاوضہ طلب کیا جا سکے) شوہر نے کہا پھر تو اس سلسلہ میں کیا کرے گی؟ اس نے کہا میں

اس کو جنت کے دروازہ پر کبوتر بنا کر بٹھا دوں گی (اس کے شوہر کا بیان ہے کہ) میں نے اس بڑھیا سے دریافت کیا جو ہماری گفتگو میں واسطہ بنی ہوئی تھی کہ اس بات کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی مراد یہ ہے کہ وہ سداب کے ساتھ دوسری اسقاط کرنے والی دوائیں ملا کر رکھے گی تا کہ حمل ساقط ہو جائے او بچہ کی روح اڑ کر کبوتر کی طرح جنت میں پہنچ جائے۔

(۶۱۱) ایک بیوی کا اپنے شوہر کو دھوکہ دینا:۔

ابو بکر بن الازہر نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بعض دوستوں نے ذکر کیا کہ ایک شخص اہواز میں تھا اور وہ صاحب ثروت و دولت اور بیوی والا تھا۔ وہ ایک مرتبہ بصرہ گیا اور وہاں ایک عورت سے نکاح کر لیا اور (یہ معمول رکھا کہ) سال میں ایک دو مرتبہ اس عورت کے پاس جایا کرتا تھا اور اس بصرہ والی بیوی کا چچا اس شخص سے خط و کتابت کرتا تھا (اتفاق ایسا ہوا کہ) اس کا ایک خط اس اہواز والی بیوی کے ہاتھ لگ گیا۔ جس سے اس کو حقیقت حال کا علم ہوا تو اس نے اپنے ایک رشتہ دار سے جو بصرہ میں تھا اس مضمون کا خط لکھوا کر شوہر کے پاس روانہ کرایا کہ آپ کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ یہاں پہنچے (جب یہ خط اہواز میں اس کو ملا) تو اس نے پڑھ کر سفر کی تیاری شروع کر دی اور اہواز والی بیوی نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا دل کہیں اور لگا ہوا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ بصرہ میں کوئی بیوی آپ کی موجود ہے تو اس نے کہا معاذ اللہ عورت نے کہا میں اتنا کہنے سے مطمئن نہیں ہو سکتی بغیر قسم کے۔ آپ یہ حلف کریں کہ میرے سوا جو بھی آپ کی بیوی ہو غائب ہو یا حاضر ہو اس پر طلاق ہے۔ تو اس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا انتقال ہو ہی چکا ہے یہ حلف کر لیا۔ پھر اس نے کہا اب سفر کی ضرورت نہیں رہی اب وہ عورت آپ سے الگ ہو چکی ہے اور وہ زندہ ہے۔

(۶۱۲) علی ابن الجہم کی کنیز کی عقل و دانش:۔

علی ابن الجہم نے بیان کیا کہ میں نے ایک کنیز خریدی۔ میں نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو کنواری ہے تو اس نے کہا اے میرے سردار واثق کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئی ہیں (اشارہ اس طرف ہے کہ وہ کنواری نہیں ہے) میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ صبح میں کتنی دیر ہے تو اس نے جواب دیا مشتاق کی گردن کے برابر (جو ابھرتی ہی رہتی ہے یعنی زیادہ دیر ہے) اور ایک مرتبہ سورج کو گرہن لگتے ہوئے دیکھا تو بولی میرے حسن سے شرما کر منہ پر نقاب ڈال لی۔ میں نے اس سے ایک رات میں یہ کہا کہ آج رات ہم اپنی مجلس چاندنی میں کریں گے تو جواب دیا (کیا حرج ہے) یہ جمع بین الضرائر نہیں ہے (یعنی دو سوکنوں کو ایک جگہ جمع کرنا نہیں۔ یہ بات شرعاً مکروہ ہے کہ ایک بیوی سے ہمبستری ہو اور دوسری بھی موجود ہو۔ اس نے چاند کو اپنی سوت متخیل کر کے یہ جواب دیا) اور وہ زیور سے نفرت کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ محاسن کو چھپانا قبائح (برائیوں) کے چھپانے جیسا ہے۔

(۶۱۳) خلیفہ متوکل کو ایک کنیز کا جواب:۔

متوکل کے سامنے ایک کنیز پیش ہوئی تو اس سے پوچھا تو کنواری ہے یا اور کچھ تو اس نے جواب دیا اور کچھ اے امیر المومنین (یعنی مجھے یا اور کچھ والی قسم میں ہی شامل سمجھے) اس جواب سے متوکل ہنسا اور اس کو خرید لیا۔

(۶۱۴) ایک جاریہ کی تعلیم و تربیت:۔

معتضد علی اللہ نے اپنا سر ایک جاریہ کی گود میں رکھا (اور سو گئے) اس نے ان کے سر کے نیچے تکیہ لگا دیا اور چلی گئی۔ جب وہ بیدار ہوئے تو اس سے کہا کہ ایسا کیوں کیا؟ اور اس سے برا اثر لیا۔ اس نے کہا کہ ہم کو ایسی ہی تعلیم دی گئی کہ کوئی بیٹھنے والا سونے والے کے پاس نہ بیٹھے اور کوئی شخص کسی بیٹھے کے پاس نہ سوئے تو معتضد کو اس کی بات اچھی معلوم ہوئی اور اس کو عقل کی بات قرار دیا۔

(۶۱۵) جعفر بن یحییٰ برمکی کی بیٹی مغنیہ، بڑی زیرک اور شاعرہ تھی:۔

ہم کو ایک اجنبی عورت کی حکایت پہنچی اور اس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ جعفر بن یحییٰ برمکی کی بیٹی ہے اور وہ مغنیہ اور بڑی زیرک اور شاعرہ تھی۔ اس کو معتصم باللہ نے ایک لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا تو اس نے ایک شخص کو رقعہ لکھا اردت ولولا ولعلی (میں نے ارادہ کیا اور اگر نہ شاید میں) پھر اس شخص نے اردت کے نیچے لیت (کیا اچھا ہوتا) اور لولا کے نیچے ماذا (یہ کیا ہے) اور لعلی کے نیچے جو (میں امید کرتا ہوں) لکھا اور بھیج دیا پھر اس کے پاس چلی گئی۔

(۶۱۶) ایک مغنیہ کو ابو احمد حارثی کا دلچسپ لقمہ:۔

بوالحسن بن ہلال الصابی نے بیان کیا کہ ہم سے ابو احمد الحارثی نے ذکر کیا کہ ہمارے قریب واسط میں ایک خوشحال شخص تھا جس کو ابو محمد کہا جاتا تھا۔ اس کے پاس ایک مغنیہ گا رہی تھی خلیلی ھیبا نصطبح بسواد (میرے پیارو آ جاؤ صبح کو شراب اندھیرے ہی سے پی لیں) اس نے اس سے کہا تجھے خدا کی قسم میرے لئے اس طرح گا خلیل ھیبا نصطبح بسھاد (میرے پیارے آ صبح کر دیں جاگ کر) اس نے جواب دیا جب تم نے ارادہ کر لیا تو اکیلے ہی آ جانا۔

(۶۱۷) ایک عورت کا امام ابو حنیفہ کو دھوکہ دینا:۔

امام ابو حنیفہؒ نے ذکر کیا کہ مجھے ایک عورت دھوکہ دے گئی۔ ایک تھیلی کی طرف سے اس نے اشارہ کیا جو راستہ میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ اسی کی ہے میں تھیلی اٹھا کر اس کے پاس لے گیا تو کہنے لگی کہ اس کو محفوظ رکھئے جب تک اس کا مالک ملے۔

(۶۱۸) بزرجمہر کی بیٹی کی ذہانت:۔

جب کسریٰ نے بزرجمہر کو قتل کر دیا تو ارادہ کیا کہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے تو اس نے خاص عورتوں سے کہا تمہارا بادشاہ محتاط ہوتا تو اپنے اندر باہر کے کپڑوں میں اپنے سے زخم خوردہ کو داخل کرنے کا کبھی خیال نہ کرتا۔

(۶۱۹) شہوت پرست بوڑھے کو کنیز کا جواب:۔

ایک شخص نے ایک کنیز سے کہا جس کو خرید کرنے کا ارادہ کیا تھا تجھ کو میرا یہ بڑھاپا جس کو تو دیکھ رہی ہے ناگوار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میرے پاس آنکھوں کی ٹھنڈک موجود ہے تو اس نے کہا کیا آپ بھی اس سے خوش ہو سکتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی شہوت پرست بڑھیا ہو۔

(۶۲۰) اللہ رحم کرے علی بن جہم اور ابو العلاء المعری پر:۔

ابن المبارک بن احمد نے بیان کیا کہ ایک شخص بطور دل بستگی نکل کر پل پر جا بیٹھا۔ پھر ایک عورت رصافہ کی طرف سے آئی جو غربی سمت جانے لگی۔ پھر سامنے سے ایک جوان آیا اور اس نے عورت سے کہا اللہ رحمت نازل کرے علی بن اجہم پر۔ عورت نے فوراً جواب دیا اللہ رحمت بھیجے ابو العلاء المعری پر اور ٹھہرے نہیں اور مشرق و مغرب کی طرف چل دیئے۔ میں فوراً عورت کے پیچھے ہولیا اور میں نے اس سے کہا یا تو مجھے اس گفتگو کا مطلب بتا جو تم دونوں میں ہوئی تھی ورنہ میں تجھے رسوا کردوں اور تجھے لپٹ جاؤں گا تو اس نے کہا کہ مجھ سے اس جوان نے کہا تھا اللہ رحمت نازل کرے علی بن الجہم پر۔ اس سے اس کا یہ قول مراد تھا

عیون المها بین الرصافة والجسر
جلبن الهوی من حیث ادری ولا ادری

نیل گایوں (خوبصورت عورتوں) کی آنکھوں نے رصافہ اور جسر کے درمیان محبت کو کھینچ لیا اس صورت سے کہ میں محسوس کر رہا ہوں اور اس کو نہیں جانتا) اور میں نے جو کہا اللہ رحمت بھیجے ابو العلاء العمری پر میں نے اس کے اس قول کی طرف اشارہ کیا

فیا دارها بالحزم ان مزارها
قریب ولکن دون ذلک اهوال

(ترجمہ) تو اے معشوقہ کے گھر ہوشیار رہ اس سے ملاقات قریب ہے مگر اس کے پیچھے خطرات بہت ہیں۔

(۶۲۱) کیا خلفاء کا کلام ایسا ہوتا ہے؟

ابن الزبیرؓ نے خارجیوں کی ایک عورت سے کہا وہ مال نکال جو تو نے اپنی سرین کے نیچے دبا رکھا ہے تو اس نے ان لوگوں سے جو اس کے پاس تھے مخاطب ہو کر کہا۔ تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں کیا خلفاء کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر اس نے ابن الزبیر سے کہا آپ کیا رائے رکھتے ہیں اس خفی قسم کی (خلافت) سے دستبرداری میں؟

(۶۲۲) اپنی بیوی کو ایک خط میں بطور تمثیل متنبی کا شعر لکھنا:۔

متنبی نے بیان کیا کہ محمد سے بنی ہاشم کے ایک شخص نے ذکر کیا کہ جب میں سفر میں تھا تو میں نے اپنی بیوی کو ایک خط میں بطور تمثیل کے آپ کا یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

بم التعلل لا اهل ولا وطن
ولا نديم ولا كاس ولا سكن

(ترجمہ) کس چیز سے دل بہلاتا ہے (ایسے شخص کا جس کا یہاں) نہ کوئی اہل ہے اور نہ وطن اور نہ ہمنشین اور نہ ہم پیالہ اور نہ دلی سکون کا سامنا) تو اس نے لکھا واللہ آپ کا حال اس بیت کے مطابق نہیں ہے جو آپ نے لکھی ہے بلکہ اس بیت کے مثل ہے جو کسی شاعر نے کہا:

سهرت بعد رحيلي ووحشته لكم
ثم استمر منامي وارعوى الوسن

(ترجمہ) کوچ کرنے کے بعد اور (تم سے جدائی کی بنا پر) وحشت میں مبتلا ہو کر میں بیدار رہا اس کے بعد پھر میری نیند دائمی ہوگئی اور نیند کی کمی رک گئی۔

(۶۲۳) ایک عورت کا قاضی کے سامنے قرآن مجید سے زبردست

استدلال:۔

یہ حکایت میں نے شیخ ابوالوفا ابن عقیل کی تحریر سے نقل کی کہ ایک حنفی قاضی تھے جن کا مسلک یہ تھا کہ جب ان کو گواہوں پر شک ہوتا تو ان کو الگ الگ کر دیتے تھے (تا کہ ایک کی شہادت دوسرا نہ سن سکے) تو ایک مرتبہ ایک ایسے معاملے میں جس میں عورتوں کی شہادت ضروری ہوتی ہے) اس کے سامنے ایک مرد اور عورتیں گواہی کے لئے پیش ہوئیں تو انہوں نے حسب عادت دونوں عورتوں کو الگ کرنا چاہا تو ان میں سے ایک عورت نے قاضی صاحب سے کہا کہ آپ سے خطا ہوئی کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے فتذکر احدھما الاخریٰ (تا کہ ایک دوسرے کو یاد دلائے) جب آپ نے الگ الگ کر دیا تو وہ مقصد ہی فوت ہو گیا جو شریعت میں مطلوب تھا۔ تو وہ رگ گئے۔

(۶۲۴) ایک ذہین جاریہ کے اشعار سن کر حاضرین اور مبرد کا وجد میں آنا اور کپڑے پھاڑنا:۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے مبرد کو مع جماعت کے بصرہ بلایا۔ ان کے سامنے ایک جاریہ نے پردے کے پیچھے سے گانا شروع کیا اور اس نے یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

وقالوا لها هذا حبيبك معرضاً

فقالت الى اعراضه ايسر الخطب

(ترجمہ) اور انہوں نے محبوبہ سے کہا تیرا چاہنے والا کنارہ کش جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا اس کا اعراض میرے لئے سب سے زیادہ آسان معاملہ ہے۔

فما هي الا نظرة بتبسم

فتصطك رجلاه ويسقط للجنب

اس کی حقیقت محض یہ ہے تبسم کے ساتھ صرف ایک نگاہ جس سے اس کے پاؤں ڈگمگا جائیں گے اور پہلو پر گر پڑے گا

ایک تجلی، ایک تبسم، ایک نگاہ بندہ نواز
اس سے زیادہ اے غم جاں دل کی قیمت کیا کیجیے

یہ سن کر تمام حاضرین جھوم گئے سوائے مبرد کے تو ان سے صاحب مجلس نے کہا۔ سب لوگوں سے زیادہ طرب آپ کو ہونا چاہیے تھا یہ سن کر۔ جاریہ بولی اے میرے آقا اس کو چھوڑو انہوں نے سنا کہ میں کہہ رہی ہوں ھذا حبیبک معرضا تو انہوں نے خیال کرلیا کہ میں معرض کے بجائے معرضا کہہ کرنحوی غلطی کر رہی ہوں اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ ابن مسعودؓ کی قرأت میں ہے وھذا بعلی شیخا اب یہ سننے کے بعد مبرد پھڑک اٹھے اور یہ حالت ہوگئی کہ انہوں نے اپنے کپڑے بھی پھاڑ لیے۔

(۶۲۵) اہل سنت اور قدریہ کا عقیدہ:۔

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ دو گانے بجانے والی عورتیں آئیں، ان میں سے ایک کا یہ حال تھا کہ وہ جس سے بھی موقع ملتا تھا ہنسی مذاق کرتی تھی اور دوسری خاموش تھی۔ میں نے خاموش رہنے والی سے کہا کہ تیری رفیقہ کسی ایک سے قرار نہیں پکڑتی۔ اس نے کہا ہاں یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر ہے (کہ بندہ کاسب ہے) اور میں قدریہ عقیدے پر ہوں (کہ کسب کچھ نہیں جو مقدر میں ہے وہ خود ہی پورا ہو جائے گا۔)

(۶۲۶) ذہین باندی کا خط کے مضمون سے مامون کا ارادہ جاننا:۔

مامون ایک دن عبداللہ بن طاہر پر غضبناک ہوگیا اور طاہر نے اس پر حملہ کا ارادہ کیا (یہ طاہر مامون کا کمانڈر تھا اس قصہ کی اطلاع عبداللہ کے ایک دوست کو ہوگئی جو اہل دربار میں سے تھا اس نے اس کو مطلع کرنا چاہا) تو عبداللہ کے پاس اس کے دوست کا خط پہنچا جس میں صرف السلام علیکم لکھا تھا اور خط کے حاشیہ پر صرف یا موسیٰ تو یہ دیکھ کر اس نے سوچنا شروع کیا اور اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا (اس خط کو دیکھ کر

)اس کی ایک جاریہ نے کہا جو بڑی ذہن تھی کہ یا موسیٰ سے مراد یہ ہے یا موسی ان الملایاتمرون بک لیقتلوک تو آپ کو مامون کے ارادہ سے ہوشیار ہو جانا چاہیے۔

(۶۲۷) کنواری اور ثیب کے درمیان فرق :۔

ایک شخص کے سامنے دو جاریہ پیش کی گئیں ۔ایک کنواری تھی دوسری ثیب (وہ عورت جس سے ہمبستر ہو چکی ہو)اس شخص کو کنواری کی طرف رغبت ہوئی تو ثیب نے کہا اس کی طرف آپ کیوں راغب ہوئے ۔میرے اور اس کے درمیان صرف ایک ہی رات کا فرق ہے۔ کنواری نے جواب دیا۔ وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون (ترجمہ)اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہاری شمار کے حساب سے ہزار سال کے برابر ہے۔اس پر اس کو دونوں ہی پسند آ گئیں تو دونوں ہی کو خرید لیا۔

(۶۲۸)اخراجات میں تنگی کرنے پر ایک خاتون کا شوہر پر تبصرہ :۔

ایک عورت اپنے شوہر سے اس بناء پر جھگڑی کہ وہ اخراجات میں اس پر تنگی کرتا تھا اور اپنی ذات پر بھی ،تو کہنے لگی خدا کی قسم تیرے گھر میں چوہے بھی صرف وطن کی محبت کی وجہ سے مقیم ہیں ورنہ وہ تو پڑوسیوں کے گھر سے پیٹ بھرتے ہیں۔

(۶۲۹)خدا کی پناہ کھوٹ سے :۔

جاحظ نے بیان کیا کہ میں نے بغداد میں ایک جاریہ سے پوچھا کیا تو کنواری ہے تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی پناہ کھوٹ سے۔ کھوٹ سے ثیب ہونا مراد لیا (ثیب اس عورت کو کہتے ہیں جس سے ہمبستری ہو چکی ہو)۔

(۶۳۰)ایک دلالہ کا ایک شخص کے نکاح کے لئے کوشش اور حیلہ :۔

ایک دلالہ یعنی ایک عورت جو کسی شخص کے نکاح کے لئے کوشاں تھی کچھ لوگوں کے پاس پہنچی اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایسا شوہر (امیدوار) ہے جو لوہے سے لکھتا ہے اور شیشہ سے مہر کرتا ہے۔وہ راضی ہو گئے اور نکاح کر دیا تو وہ نائی ثابت ہوا۔

(۶۳۱) نرگس کی طاق:۔

ایک دلالہ نے ایک مرد سے کہا کہ میرے پاس ایک عورت ہے گویا وہ نرگس کی طاق ہے۔اس نے نکاح کر لیا۔ جب دیکھا تو بدصورت بڑھیا نکلی۔اس شخص نے دلالہ سے کہا کہ تو نے ہم سے جھوٹ بولا اور دھوکہ دیا۔اس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے اس کو نرگس کی طاق سے تشبیہ دی تھی۔ کیونکہ اس کے بال سفید اور چہرہ زرد اور پنڈلیں سبز ہیں (اور یہ سب باتیں نرگس میں موجود ہیں)

(۶۳۲) ایک باندی کا لطیفہ:۔

ایک عورت نے اپنی باندی کو ایک درہم دیا اور کہا حلیم (کھچڑ) خرید لا۔اس نے واپس آ کر کہا اے میری سردار۔ درہم میرے ہاتھ سے گر پڑا اور کھو گیا۔اس نے کہا بدکار سارا منہ کھول کر کہہ رہی ہے درہم جاتا رہا۔ باندی نے اپنا ہاتھ آدھے منہ پر رکھ کر دوسری آدھی طرف سے کہا اور میری آقا وہ مٹی کا پیالہ ٹوٹ گیا۔

(۶۳۳) ایک عورت کا ایک مرد کو شرمندہ کرنا:۔

ایک شخص ایک عورت کے (گھر کے) روشندان کے نیچے کھڑا رہتا تھا اور یہ اس عورت کو ناگوار تھا۔اس عورت نے بیان کیا کہ وہ ایک دن آیا اور اس کے بدن پر دیبا (ریشم) کی قمیص تھی جس کو دھوبی سے دھلوایا اور خوب کلف دیا گیا تھا اور اس کے نیچے ایک دری قمیص تھی اور بعض لوگوں کے سنگتروں میں سے گلے ہوئے سنگترے تین رطل (تقریباً پندرہ سیر چھانٹ کر پھینک دیئے گئے) تھے (جو ہم نے اٹھا لئے تھے تو جب وہ آیا) تو میں نے ایک خربوزہ نکالا اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ لے لے تو وہ اسی روشندان کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ پھر کہا اپنی گود مضبوطی سے سنبھال لے تا کہ نیچے گر کر ٹوٹ نہ جائے تو اس نے مضبوطی سے دامن سنبھال لیا تو میں نے خربوزہ نکالا گویا وہ اس پر پھینکا ہی جا رہا ہے۔ لیکن (پھرتی کے ساتھ وہ سب گلے سڑے سنگترے اس کی گود میں پھینک دیئے) پندرہ سیر بھاری بوجھ گرنے سے

دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور سب زمین پر بکھر گئے۔ اس نے ان کو جمع کیا اور شرمندہ ہو کر بھاگ گیا اور اس کے بعد کبھی نہیں آیا۔

(۶۳۴) صدقہ لینا اور زکوۃ واجب ہونا:۔

ایک بڑھیا ایک میت پر روئی۔ اس سے کہا گیا کہ اس میت کو یہ حق کیسے حاصل ہوا کہ تم اس کو روؤ۔ اس نے کہا ہمارے پڑوس میں رہتا تھا اور یہاں اس کے سوا اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو صدقہ لینا حلال ہو اور وہی مر گیا (اس لئے روئی ہوں) اور ہم میں جو کوئی بھی ہے وہ ایسا ہے کہ خود اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۶۳۵) جو بوڑھا لڑکیوں پر عاشق ہوتا ہے وہ احمق ہے:۔

ایک بڑے مرتبہ کے شخص کی ایک کنیز تھی اور پاک دامن تھی مگر مذاق میں فحش بات بھی کہہ جاتی تھی۔ اس سے اس کے آقا نے کہا کہ لوگوں کے مجمع میں ایسی فحش باتیں نہ کیا کرو۔ اس نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ فحش بات یہ ہے کہ آپ سب کے سامنے میرے سبب سے ان سے درہم وصول کریں (بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہا گانا سننے والے جو اس جاریہ کو انعام کے طور پر دیتے ہوں گے وہ بوجہ مالک ہونے کے اس کو دیتے ہوں) ایک مرتبہ حاضرین میں سے ایک شخص نے جو بوڑھا تھا اس سے کہا

یـــا احســن الـنـــاس وجهـــاً

مــنـــی عـلـــی بـقـبـلـة

(ترجمہ) اے سب سے زیادہ خوبصورت، ایک بوسہ دے کر مجھ پر احسان کر۔ اس نے فوراً جواب دیا:

یـــا اقبـــح الـنـــاس وجهـــاً

واسـخـــن الـخـلـــق مـقـلـــه

(ترجمہ) اے سب سے زیادہ قبیح صورت والے اور سب سے زیادہ سڑے ہوئے گوشہ چشم والے (جس سے گندہ پانی بہہ رہا ہے)

انا سمحت لما رمته فانی بذله

اگر میں سخاوت کروں اس امر میں جس کا تو نے قصد کیا تو میں گری پڑی ہوں گی۔

و کیف یوجد بین الحمار و الحشف وصله

اور گدھے اور ہرنی کے بچے میں ملاپ کیسے پایا جا سکتا ہے

فلا تطف بالغوانی

فما یردنک خملہ

اس لئے تو خوبصورت لڑکیوں میں چکر نہ لگا وہ ہرگز تجھے ایک رواں بھی نہ دیں گی۔

و کل شیخ تصابی

علی الصبایا فابلہ

اور جو بوڑھا عاشق بنتا ہے لڑکیوں پر وہ بڑا احمق ہے۔

(۶۳۶) تیرے رب کے لشکروں کا حال اس کے سوا کوئی نہیں جانتا:۔

ایک شخص نے ایک کنیز سے جس کو خرید نے کا ارادہ کیا تھا اس کی قیمت کے بارے میں سوال کیا کہ یا جاریۃ کم دفعوا فیک (اے لڑکی تجھ پر کتنے لگ چکے ہیں؟) تو اس نے جواب دیا و ما یعلم جنود ربک الا ھو (تیرے رب کے لشکروں کا حال اس کے سوا کوئی نہیں جانتا)

(۶۳۷) نہایت ہی مضبوط دل کا مالک حسنی ادرع اور ایک لڑکی کا واقعہ:۔

ابو القاسم عبداللہ بن محمد کاتب نے بیان کیا کہ مجھ سے کوفہ کے بعض بڑے لوگوں نے ذکر کیا کہ کوفہ میں ایک شخص حسنی جو ادرع کے نام سے مشہور تھا۔ نہایت ہی مضبوط دل کا انسان تھا اور کوفہ کے ایک ویران علاقہ میں ایک چیز گذرنے والوں پر ظاہر ہوا

کرتی تھی۔ ایک آگ نظر آتی تھی جو کبھی خوب اونچی ہو جاتی تھی اور کبھی نیچی ہو جاتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ غول بیابانی ہے اور اس سے گھبراتے تھے۔ ایک رات میں یہ قصہ پیش آیا کہ ادرع اپنی کسی ضرورت کے لئے گھوڑے پر سوار ہو جا رہا تھا۔ مجھ سے ادرع نے ذکر کیا کہ میرے سامنے ایک سیاہی اور آگ نمودار ہوئی۔ پھر وہ وجود میرے سامنے لمبا ہو گیا تو میں اس سے جھجکا اب میں نے اپنے دل میں سوچا اور کہا کہ کوئی شیطان ہے یا غول بیابانی یہ سب فضول سی باتیں ہیں۔ یہ آدمی کے سوا اور کچھ نہیں تو میں تو اللہ کو یاد کیا اور اس کے نبی ﷺ پر درود بھیجا اور اپنے گھوڑے کی باگ سنبھالی اور اس کے چابک مارا اور اس شخص کی طرف بڑھا دیا تو اس کی لمبائی اور بڑھ گئی اور روشنی بھی زیادہ ہو گئی تو گھوڑا بدکا اور میں نے پھر اس کے چابک مارا تو اس نے اپنے آپ کو اس پر چڑھایا تو وہ وجود چھوٹا ہو گیا۔ یہاں تک کہ بقدر انسان کے قد کے ہو گیا۔ جب قریب گیا کہ گھوڑا اس سے جا ملا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا میں نے گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا تو وہ ایک ڈھنڈ کی طرف جا کر رکا اور اس میں گھس کر بھی اس کے پیچھے وہیں پہنچا۔ وہاں ایک تہ خانہ محسوس ہوا جس میں وہ جا گھسا۔ میں نے اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے باندھا اور تہ خانہ میں اتر گیا اور میرے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی تو جب میں تہ خانہ میں پہنچ چکا تو (اندھیرے) میں نے اس شخص کی حرکت محسوس کی کہ وہ مجھ سے بھاگنا چاہتا ہے تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تو میرا ہاتھ ایک انسان کے بدن پر پڑا تو میں نے اس کو قابو میں کر لیا اور باہر کھینچ کر لایا تو وہ ایک کالے رنگ کی لڑکی نکلی۔ تو میں نے کہا بتاؤ کیا چیز ہے ورنہ ابھی قتل کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا پہلے تو یہ بتا کہ آدمی ہے یا جن کہ میں نے تجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں دیکھا۔ پھر میں نے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں کوفہ کے فلاں خاندان کی باندی ہوں بہت برس ہوئے کہ ان سے بھاگ کر اس ویرانہ میں آ چھپی تھی۔ میں نے سوچا کہ اس حیلہ کو عمل میں لاؤں اور اس کے نتیجہ میں لوگوں میں یہ

وہم پھیل گیا کہ میں ایک بھوت ہوں یہاں تک کوئی اس مقام کے قریب بھی نہیں آتا اور میں رات کو نو عمروں کے سامنے آتی رہی ہوں اور بسا اوقات (گھبراہٹ میں) ان میں سے کوئی اپنا رومال یا لنگی چھوڑ جاتا ہے تو میں اس کو لے کر دن میں بیچ کر اس سے اپنے چند دن کے کھانے کا انتظام کر لیتی ہوں۔ میں نے کہا یہ وجود کیسا ہے جو بڑھتا اور گھٹتا تھا اور وہ آگ کیسی تھی جو ظاہر ہو رہی تھی تو اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک سیاہ رنگ کی لمبی چادر ہے اور وہ اس کو تہہ خانہ سے نکال کر لائی اور چند چھڑیاں ہیں جن کے سروں پر لوہے کی شامیں لگی ہوئی ہیں کہ چادر کے اندر دے کر ایک چھڑی میں دوسری دے کر اس کو اونچا کرتی رہتی ہوں تو کافی اونچی ہو جاتی ہی۔ جب کم کرنا چاہی ہوں تو ان کے سروں کو ایک ایک کرکے سوراخوں میں سے الگ کر دیتی ہوں تو وہ چھوٹی ہو جاتی ہے اور آگ جو ہے وہ ایک موم بتی ہے جو میرے ہاتھ میں میرے ساتھ ہوتی ہے میں صرف اس کا سرا اتنی مقدار میں نکالتی ہوں جس سے چادر روشن ہو جائے اور اس نے مجھے موم بتی اور چادر اور چھڑیاں سب دکھائیں۔ پھر کہا یہ حیلہ بیس برس سے کچھ زیادہ عرصہ چل رہا ہے اور کوفہ کے سواروں کے سامنے بھی آئی ہوں اور بہادروں کے بھی۔ ہر ایک ہی کے سامنے آئی مگر تیرے سوا کوئی بھی میرا پیچھا نہ کر سکا اور میں نے تیرے سے زیادہ سخت دل کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر ادرع اس کو کوفہ لے کر آیا اور اس کو اس کے مولی کے حوالہ کیا اور وہ اپنا قصہ سنایا کرتی تھی اور بعد میں پھر وہ بھوت کا اثر کبھی نہیں دیکھا گیا تو معلوم ہو گیا کہ یہ سب واقعہ سچا ہے۔

(۶۳۸) بڑھیا کا قاضی کو مسکت جواب:۔

قاضی ابو حامد خراسانی نے بیان کیا کہ ابن عبدالسلام الہاشمی نے بصرہ میں اپنا محل بنانا شروع کیا اور اس کے چاروں جانبیں ٹھیک نہیں ہوتی تھیں۔ جب تک اس میں برابر کا ایک چھوٹا سا گھر نہ شامل کر لیا جائے جو ایک بڑھیا کا تھا اس نے اس کے فروخت

کرنے سے انکار کر دیا اور باوجود یہ کہ ہاشمی نے اس کی قیمت کئی گناہ زیادہ لگادی مگر وہ اپنے انکار پر قائم رہی۔انہوں نے اس کی شکایت مجھ سے کی۔میں نے کہا یہ تو آسان بات ہے۔ہم اس کو بیچنے پر مجبور کر دیں گے کہ وہ خود آ کر آپ سے سوال کرے گی اور اب صرف اصلی قیمت پر خریدیں۔پھر میں نے اس کو بلایا اور اس سے کہا کہ اے عورت تیرے گھر کی قیمت اس سے کم ہے جو تجھے دی جاتی ہے اور اصل سے کئی گنا زیادہ ہوگی اگر تو اس کو قبول نہ کرے گی تو میں تجھ پر حجر کا حکم نافذ کروں گا۔(یعنی پابندی لگادی جائے گی یہ اپنا مال فروخت نہ کر سکے گی۔قاضی کو اختیار رہے کہ بڑھاپے یا دیوانگی کی وجہ سے کسی پر ایسی پابندی عائد کر دے تاکہ وہ اپنی چیز کو ضائع کر کے ورثاء کا حق تلف نہ کر سکے اس کو حجر کہتے ہیں) کیونکہ تیری طرف سے مال کا ضائع ہونا ثابت ہو جائے گا اور عورت نے کہا میں آپ کے قربان جاؤں قاضی صاحب۔یہ حجر اس شخص پر نافذ کیوں نہیں ہوتا جو ایک درہم کی چیز کے دس درہم دینا چاہتا ہے۔اور (بہت اچھا) میں نے اپنا (حق) گھر (اسے) چھوڑا پھر مجھے اس کی فروخت کا اختیار ہی باقی نہیں رہا۔اب میں اس کے ہاتھ میں کٹ کر رہ گیا۔(کوئی جواب ہی نہ بن پڑا)

(۶۳۹) ایک سیاہ رنگ کی لڑکی اور ملل:۔

اہل حجاز میں سے ایک شخص (دوران سفر میں) ملل پر اتر گیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا یہ کونسی بستی ہے؟ تو اس کو بتایا گیا کہ ملل۔اور اس کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی لڑکی کھڑی ہوئی تھی جو عجم کے لب ولہجہ میں بولتی تھی۔وہ کہیں دور جانے والی تھی تو حجازی نے (ملل کا نام سن کر) کہا خدا قتل کرے اس شخص کو جس نے یہ شعر کہا:

اخذت علی ماءِ الشعیرۃ والھویٰ

علی ملل یا لھف قلبی علی ملل

(ترجمہ) میں نے ملل کی صحبت میں (یہاں) جو کہ پانی (ستو) پر اکتفا کیا۔دلی

افسوس ہے ملل پر کہ تمام راحتیں قربان ہو گئیں۔ اور کونسی چیز ہے ملل کی جس پر وہ اتنا فریفتہ تھا۔ یہ محض ایک سیاہ پتھریلی جگہ ہے۔ اس لڑکی نے کہا ہاں! باپ کی قسم اس شخص کے لئے یہاں اس طرح کا غم موجود تھا جس سے تو نا آشنا ہے۔

(۶۴۰) یسار الکواعب کا قصہ:۔

مبرد نے بیان کیا کہ یسار الکواعب بنی حرث بن سعد بن قضاء کے لوگوں کا غلام تھا اور یہ ان کے اونٹوں کا چرواہا تھا۔ اس نے قبیلہ کی بعض عورتوں سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی اور یہ غلام سیاہ رنگ تھا تو ان میں سے ایک عورت نے اس کو دھوکہ دیا اور ایسا انداز دکھایا کہ گویا اس نے اس کو قبول کر لیا اور اس سے ایک دن کا وعدہ کر لیا اس نے اپنے بعض چرواہے دوستوں سے اس کا اظہار کیا تو انہوں نے اس کو اس حرکت سے منع کیا اور اس سے کہا یا یسار کل من لحم الحوار واشرب من لبن العشار و دع عنک بنات الاحوار (ترجمہ) اے یسار اونٹنی کے بچہ کا گوشت کھاتا رہ اور قریب الولادت اونٹنی کا دودھ پیتا رہ۔ آزاد عورتوں کا خیال چھوڑ۔ اس پر یسار نے کہا اذا جئتھا زحلت اس نے ضحلت کہنا چاہا (یعنی جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ ہنسی) اور مجھ پر خفا نہیں ہوئی۔ پھر جس دن کا اس عورت نے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق یسار پہنچ گیا۔ اس نے کہا ٹھہر جا۔ پہلے میں تجھے سنوار دوں اور اس کے بعد اس کو پکڑ کر اس کی ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ پھر یسار اپنے اس ساتھی کے پاس آیا جس نے اس کو منع کیا تھا تو اس نے اس کو نہ پہچانا اور کہا کمبخت تو کون ہے؟ اس نے کہا یسار۔ ساتھی نے کہا تو یسار ایسا ہو گیا کہ اس کی نہ ناک باقی رہی اور نہ کان۔ یسار نے کہا تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے تجھ پر افسوس ہے کھلی آنکھ والے۔ تو یہ ایک ضرب المثل بن گئی (یعنی جملہ فماتری ویحک وبیض العینین) تو کیا تو دیکھ رہا ہے تجھ پر افسوس ہے۔ آنکھوں کی روشنی ہوتے ہوئے یعنی یہ تو موجود ہیں) اور یہ غلام یسار الکواعب کے نام سے مشہور ہو گیا اور جریر نے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کیا تھا جب کہ فرزدق نے بنی

شیبان کی ایک عورت سے نکاح کیا تھا اور پیغام کے وقت مہر میں اضافہ کیا تھا تو جریر نے اس سے عار دلاتے ہوئے کہا تھا:

وانـــی لا خشـــی ان خـــطبـت الیھـــمو
عـلیک الـذی لاتـی یســـار الکـواعـب

(ترجمہ) اور مجھے تجھ پر بڑا اندیشہ ہے کہ اگر تو نے ان کے پاس پیغام نکاح بھیجا تو تیرے ساتھ وہی معاملہ پیش آئے جو یسار الکواعب نے بھگتا تھا۔

(٦٤١) ایک کنیز کا ہدیہ لے کر ابن قتیبہ کے پاس آنا:۔

ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک کنیز ہدیہ لے کر آئی۔ میں نے کہا تیرے آقا کو معلوم ہے کہ میں ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں قبول کرتے؟ میں نے کہا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اس ہدیہ کی بناء پر پھر ہدیہ لانے والے مجھ سے پڑھنے کے لئے مدد مانگنے آ جائیں گے۔ اس نے کہا جس قدر امداد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے لی ہے وہ کہیں زیادہ ہے اور آپ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔ تو میں نے قبول کر لیا اور وہ کنیز مجھ سے زیادہ دین میں سمجھدار نکلی۔

(٦٤٢) ایک شخص کا ایک عورت کی محبت میں گرفتار ہونا:۔

ہم کو یہ حکایت پہنچی کہ ایک شخص ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے امام ابو حنیفہؒ کے پاس آ کر عرض کیا کہ میرے پاس تھوڑی پونجی ہے اور (وہ لوگ محض دنیا پرست ہیں) اگر ان کو علم ہو گیا تو وہ نکاح نہ کریں گے۔ (یہ سن کر ابو حنیفہؒ اس کی امداد کے لئے آمادہ ہو گئے) اور اس سے انہوں نے کہا کہ تم میرے ہاتھ اپنا حشفہ بارہ ہزار درہم میں فروخت کرنے پر تیار ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اب (جس وقت تم ان لوگوں کو پیغام بھیجو تو) ان سے کہہ دینا کہ ابو حنیفہ میرے حالات سے واقف ہیں۔ اس شخص نے جا کر اپنا رشتہ پہنچا دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم سے کون واقف ہے؟ اس نے کہا ابو حنیفہؒ۔ پھر ان لوگوں نے اس کے بارے میں

ابو حنیفہؒ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا میں اس کو اس سے زیادہ نہیں پہچانتا کہ وہ ایک دن میرے پاس آیا تو اس سے ایک شے کا جو اس کے پاس تھی بارہ ہزار درہم پر معاملہ کیا گیا مگر اس نے نہیں بیچی تو انہوں نے کہا یہ بات دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ وہ مالدار شخص ہے تو اس سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد جب عورت کو اس کا حال پورے طور پر معلوم ہو گیا تو اس نے شوہر سے کہا تمہیں مال نہ ہونے سے تنگ دل نہ ہونا چاہیے اور میرا سب مال تمہارے اختیار میں ہے۔ پھر وہ عورت اپنا زیور اور خاص جوڑا پہن کر ابو حنیفہ کے پاس پہنچی اور ظاہر کیا کہ ایک فتوے کی وجہ سے آئی ہے اور گھر میں داخل ہو گئی اور جا کر چہرہ کھول دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا پردہ کر تو اس نے کہا ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک ایسی بات میں مبتلا ہو گئی ہوں کہ اس سے خلاصی صرف آپ ہی دلا سکتے ہیں۔ میں اس بقال کی بیٹی ہوں جس کی دوکان اس گلی کے سرے پر ہے اور میری اچھی خاصی عمر ہو گئی ہے۔ مجھے شوہر کی ضرورت ہے اور وہ میرا نکاح نہیں کرتا اور جو شخص رشتہ لے کر آتا ہے وہ اس سے کہتا ہے کہ میری بیٹی کانی ہے، گنجی ہے اور لُنجی ہے۔ پھر اس نے اپنے منہ سے اور سر سے اور ہاتھوں سے کپڑا ہٹا کر دکھایا اور یہ بھی کہتا ہے کہ میری بیٹی لنگڑی ہے اور اس نے (یہ کہہ کر) پنڈلی سے کپڑا ہٹا دیا اور کہا اب میں چاہتی ہوں کہ آپ کوئی تدبیر میرے لئے کر دیں۔ انہوں نے کہا کیا تو میری زوجہ بننے پر رضامند ہے تو اس نے ان کے قدم چوم لئے اور کہا میں تو آپ کے غلام کے قابل بھی نہیں۔ آپ نے کہا اب تم جاؤ فی امان اللہ۔ وہ چلی گئی۔ پھر ابو حنیفہؒ نے بقال کو بلایا اور اس کو پچاس دینار دیئے اور کہا کہ مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور ایک سو دینار مہر کا بیع نامہ لکھ دیا۔ اس نے کہا اے میرے سردار آپ کو اس امر کی پردہ پوشی کرنا ہو گی جس کی اللہ نے کی۔ میرے ایک ہی بیٹی ہے جس کا نکاح آپ سے کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا یہ بات چھوڑو میں تمہاری بیٹی سے جو گنجی اور لنگڑی ہے راضی ہوں۔ اب اس نے ڈیڑھ سو دینار مہر پر ان سے نکاح

کر دیا اور چلا گیا اور اپنی بیوی کو سب قصہ سنایا۔ اس نے کہا واللہ (خوب ہوا) سوائے ابو حنیفہؒ کے ہاتھ کے اور کسی پر اس کی ذمہ داری عائد ہی نہیں ہوتی۔ پھر جب عشاء کا وقت ہوا تو اس کے باپ نے اس لڑکی کو ایک ٹوکرے میں بٹھایا اور وہ اور اس کا غلام لگوا کر لائے۔ جب اس کو ابو حنیفہ نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے (اور لڑکی کے آنے کا قصہ سنایا) تو بقال نے کہا اس کی ماں پر طلاق ہے اگر اس کے سوا میرے کوئی اور بیٹی ہو تو ابو حنیفہؒ نے کہا میں اس کو تین طلاق دیتا ہوں تم میری وہ تحریر واپس کر دو اور وہ پچاس دینار میں نے تم کو دیئے۔ اس بارے میں ابو حنیفہ ایک مہینہ تک سوچتے رہے (کہ کیا راز تھا) پھر وہ عورت ان کی طرف آئی تو انہوں نے اس سے کہا۔ کس نے تجھے اس امر پر اکسایا جو تو نے ہمارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا اور آپ کو کس نے اس امر پر اکسایا کہ آپ نے ایک فقیر شخص کے بارے میں ہم کو دھوکے میں ڈالا۔ اس قصہ کا انتساب امام ابو حنیفہؒ جیسے متقی امام پر کیسے عقل قبول کر سکتی ہے اور آپ کی معاصرین میں سے کسی نے بھی کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی۔ یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کے ساتھ انہوں نے اپنی عادت کے مطابق کوئی سند بیان نہیں کی۔ صرف بلغنا لکھ دیا۔ اس کہانی کی حیثیت بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ عوام کی عادت ہے کہ جو شخص کسی صفت میں مشہور ہوتا ہے اگر کوئی شخص اسی صفت سے تعلق رکھنے والی داستان تصنیف کرتا ہے یا واقعہ کسی سے متعلق ہوتا ہے مگر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس کا قصہ ہے تو اس کا ہیرو اسی مشہور شخصیت کو تجویز کرنے میں تامل نہیں کرتے جیسا کہ مسخرا پن کے سینکڑوں واقعات کا ہیرو ملا دو پیازہ کو اور حاضر جوابی کی داستانوں کے لئے بیربل کو اور عیاشیوں کی داستانوں کے لئے ہارون رشید وغیرہ کو بنا لیا جاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کی ذکاوت مسلّم تھی اور ہر زمانہ میں مسلّم رہی اسی لئے آپ کو بھی نہ چھوڑا گیا اور ہو سکتا ہے ایسے قصوں کا منشاء عوام کو مسلک حنیفہ سے متنفر کرنا ہو۔ (واللہ اعلم

نے کہا ہمیں بتاؤ اس نے بیان کیا کہ میں اس کے ساتھ قاضی کے یہاں پہنچا تو اس نے مجھ پر زوجیت کا دعویٰ کیا اور دس سال تک غائب رہنے کا اور درخواست کی کہ میں اس کا راستہ صاف کردوں۔ میں نے اس کے بیان کی تصدیق کر دی تو اس سے قاضی نے کہا کیا تو اس سے (ابھی) علیحدگی چاہتی ہے اس نے کہا نہیں واللہ۔ اس کے ذمہ میرا مہر ہے اور دس سال کا خرچہ مجھے اس کا حق ہے تو مجھ سے قاضی نے کہا کہ اس کا حق ادا کرو اور تجھے اختیار ہے اس کو طلاق دینے یا روکے رکھنے کے بارے میں تو میرا یہ حال ہوگیا کہ میں متحیر رہ گیا اور یہ ہمت نہ کر سکا کہ اصل صورت واقعہ بیان کرسکوں اور اس کے بیان کی تصدیق نہ کروں۔ اب قاضی نے یہ اقدام کیا کہ مجھے کوڑے والے کے سپرد کرے۔ بالآخر دس دیناروں پر باہمی تصفیہ ہوا جو اس نے مجھ سے وصول کیے اور وہ چاروں رباعیاں جو اس نے مجھے دی تھیں وہ وکلاء اور قاضی کے اہلکاروں کو دینے میں خرچ ہوگئیں اور اتنی ہی اپنے پاس سے خرچ ہوئیں۔ ہم نے اس کا بہت مذاق اڑایا۔ وہ شرمندہ ہوکر مصر ہی سے چلا گیا اور پھر اس کا کچھ حال معلوم نہ ہوسکا۔

(۲۴۴) لوگوں کے گہرے حیلوں سے چوکنا رہنا چاہیے:۔

یہ حکایت شیخ ابوالوفاء بن عقیل کی تحریر سے نقل کی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض دوستوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک عورت ایک پنساری کی دوکان پر جو رنڈوا تھا آ کر بیٹھ گئی اور شام تک بیٹھی رہی۔ جب اس نے دوکان بند کرنے کا ارادہ کیا تو اس عورت نے اپنا چہرہ اس کے سامنے کر دیا۔ دوکاندار نے اس سے کہا اب شام کو کیا ہوگا۔ عورت نے کہ واللہ میرے پاس کوئی مکان نہیں ہے جس میں رات گذاروں۔ تو اس عورت سے کہا کہ تو میرے ساتھ گھر پر چل۔ وہ آمادہ ہوگئی اور اس کے ساتھ اس کے گھر چلی گئی اور اس شخص نے اس کو پیغام دیا تو اس نے قبول کرلیا اور اس سے نکاح کرلیا اور اس سے نکاح ہوگیا اور وہ اس کے ساتھ تین دن رہی۔ جب چوتھا دن ہوا

باب ۳۲

ایسے چوپایہ جانوروں کا ذکر جن کی باتیں انسان کے مشابہ ہیں

(۶۴۵) مکھی کی ذکاوت :۔

ابوسعید روایت کرتے ہیں ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکھی کے دونوں پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور وہ اپنا بچاؤ اس طرف کے پر سے کرتی ہے جس میں بیماری ہے (یعنی جب کسی شے پر گرتی ہے تو اس طرف سے گرتی ہے) تو جب وہ تمہارے کسی برتن میں گر جائے (جس میں شوربہ وغیرہ ہو) تو چاہیے کہ اسے پوری کو غوطہ دو پھر نکال کر پھینک دو۔ (یہ مکھی کی ذکاوت ہے کہ وہ اچھے حصے کو نقصان سے بچانا چاہتی ہے۔)

(۶۴۶) بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشا دکھایا :۔

ابو صالح ابو ہریرہؓ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کشتی میں شراب فروخت کیا کرتا تھا اور اس میں پانی ملا دیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کشتی میں ایک بندر بھی تھا۔ ایک مرتبہ اس کی وہ تھیلی جس میں اس کے دینار تھے اس بندر کے ہاتھ آ گئی۔ وہ اس کو لے کر کشتی کے مستول کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس تھیلی کو کھول کر ایک دینار دریا میں پھینکتا اور ایک کشتی میں ڈالنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ تھیلی میں کچھ باقی نہ رہا۔ (بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشہ دکھایا کہ پانی کے حصہ کی قیمت دریا کے حوالہ کی اور اصل شے کی قیمت مالک کو دے دی۔)

(۶۴۷) کتے کی وفاداری کا پہلا واقعہ :۔

محمد بن ناصر نے بیان کیا کہ ایک شخص بعض سلاطین کی طرف پہنچا تھا اور اس کے ساتھ ارمینیہ کا حاکم تھا۔ یہ اپنے جائے اقامت کو واپس ہو رہا تھا اس کا گذر ایک مقبرہ پر ہوا اس میں ایک قبہ تعمیر کیا گیا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ کتے کی قبر ہے۔ جس

شخص کو اس کا حال معلوم کرنا ہے اس کو چاہئے کہ فلاں بستی میں جائے جو ایسی اور ایسی ہے (یعنی بستی کا محل وقوع اور پتہ نشان دیا گیا تھا) وہاں ایک شخص اس کا حال بتائے گا۔ اس شخص نے بستی کا راستہ معلوم کیا تو لوگوں نے راستہ بتا دیا۔ یہ بستی میں پہنچا اور بستی والوں نے دریافت کیا تو انہوں نے ایک بوڑھی کا پتہ دیا جس کی عمر سو برس سے متجاوز تھی۔ اس نے اس سے مل کر سوال کیا تو اس نے قصہ سنایا کہ میرے نواح میں ایک عظیم الشان بادشاہ تھا اور وہ سیر و شکار اور سفر میں مشہور تھا اس کے پاس ایک گھر کا پلا ہوا کتا تھا جو اس سے جدا نہ ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اپنی کسی شکار گاہ کی طرف جانے لگا تو اپنے بعض غلاموں کو اس نے حکم دیا کہ باروچی سے کہہ دیں کہ ہمارے لئے دودھ کی کھیر تیار کرے۔ اس کی ہم کو خواہش ہے اس لئے یہ بنالینا اور اپنی سیر گاہ کو روانہ ہو گیا۔ باورچی نے اس کی تیاری شروع کردی۔ دودھ لایا اور اس نے بادشاہ کے لئے بہت سی کھیر تیار کردی اور یہ بھول گیا کہ اس کو کسی چیز سے ڈھک دیتا اور دوسرے کھانوں کی تیاری میں مشغول ہو گیا تو دیوار کے ایک سوراخ سے ایک زہریلا سانپ نکلا اور اس نے اس دودھ میں منہ ڈال دیا اور کھیر میں اپنا زہر چھوڑ دیا اور کتا کھڑا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور اگر اس کے اختیار میں سانپ کے بھگانے کا کوئی حیلہ ہوتا تو وہ اس کو دور کر دیتا اور وہیں ایک باندی تھی۔ کمزور، نازک، گونگی، جس کی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں وہ بھی سانپ کی حرکات کو دیکھ رہی تھی اور بادشاہ شکار سے آخر دن میں واپس آیا اور غلاموں کو حکم دیا کہ سب سے پہلے میرے سامنے کھیر لاؤ۔ جب وہ اس کے سامنے رکھی گئی تو گونگی نے اس کو اشارہ کیا مگر وہ سمجھا نہیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہے اور کتے نے بھونکنا اور چلانا شروع کیا۔ مگر اس نے اس کی طرف بھی التفاف نہ کیا۔ کتا اور زور سے چلایا پھر بھی وہ اس کا مطلب نہ سمجھا اور اس کے سامنے جو کھانے کے لئے روزانہ ڈالا کرتا تھا ڈال دیا۔ مگر کتا اس کے قریب بھی نہ گیا اور چلاتا ہی رہا تو اس نے غلاموں سے کہا کہ اس کو ہمارے سامنے

سے ہٹادو۔ یہ اس کی عادت ہے اور دودھ کی طرف ہاتھ بڑھادیا۔ جب کتے نے بادشاہ کو دیکھا کہ اس نے کھانے کا ارادہ ہی کرہی لیا تو دستر خوان پر جا چڑھا اور اپنا منہ بڑے پیالے میں ڈال دیا اور دودھ میں سے ایک گھونٹ پی لیا اور فوراً مر گیا۔ اور اس کا گوشت بھی پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا اور بادشاہ کتے کی اس حالت اور اس کی حرکات سے حیران رہ گیا۔ پھر اس کو گونگی نے اشارے کئے اس وقت وہ کتے کی حرکات کا مطلب سمجھے۔ بادشاہ نے اپنے مصاحبوں اور خادموں سے کہا کہ جس نے اپنی جان کو قربان کر دیا وہ خاص سلوک کا حق دار ہے اس کو میرے سوا نہ کوئی اٹھائے اور نہ دفن کرے تو بادشاہ نے اس کو خود دفن کیا اور اس پر قبہ تعمیر کرایا اور اس پر وہ تحریر لگائی جو تم نے پڑھی۔

(۵۴۸) دوسرا واقعہ:۔

ابو عثمان مدائنی نے بیان کیا کہ بغداد میں ایک شخص ہمارے پڑوس میں رہتا تھا جو بہت سے کتے کھیل کے لیے رکھے ہوئے تھا۔ ایک دن علی الصباح اس نے کسی ضرورت کے لئے جانا چاہا اس کے پیچھے ایک کتا چلنے لگا۔ جو اس کے دوسرے کتوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ خصوصیت رکھتا تھا اور اس نے اس کو لوٹانا چاہا مگر وہ نہیں لوٹا۔ یہ شخص چل دیا۔ یہاں تک کہ چند ایسے لوگوں کے سامنے پہنچ گیا جن سے اس کی دشمنی تھی تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قابو میں کر لیا اور کتا بھی ان کو دیکھ رہا تھا تو کتا وہاں سے نکلا اور مالک کی حمایت میں اس پر بھی ایک زخم لگا تھا۔ وہ اپنے مالک کی دکان پر آیا اور بھونکتا تھا اور اس شخص کی ماں اپنے بیٹے کو ڈھونڈ رہی تھی۔ کتے کے زخم دیکھ کر اس کو یقین ہو گیا کہ بیٹے کے قتل کے نتیجہ میں ہی اس کے ذخم آیا ہے اور پورا یقین ہو گیا کہ وہ ختم ہو چکا۔ وہ اس پر ماتم کرنے لگی اور سب کتوں کو گھر سے نکال دیا اور کتا برابر اس قاتل کے فکر میں لگا رہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ یہ قاتل ادھر سے چلا جا رہا تھا اور وہ کتا بھی کھڑا تھا۔ کتے نے اس کو پہچانا اور اس کو جھنجھوڑ ڈالا اور

اس کو چمٹ گیا۔ راستہ والوں نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی مگر کوئی پیش نہ چلی تو ایک شور مچ گیا۔ ایک گلی کا محافظ آیا اور اس نے دیکھ کر کہا کتے کا اس کو چپٹ جانا یوں ہی بے معنی نہیں۔ ضرور اس میں کوئی راز ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ وہ شخص ہو جس نے اس کو زخمی کیا تھا (اور شور و شغب کو سن کر) اس مقتول کی ماں بھی نکل آئی۔ اس نے کتے کو دیکھا کہ وہ اس شخص کو چمٹا ہوا ہے اور محافظ کی گفتگو بھی اس کے کانوں میں پڑی تو اس کو یاد آ گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو اس کے بیٹے کا دشمن تھا وہ بھی اس کو لپٹ گئی اور اس نے اس پر دعوی قتل دائر کیا۔ دونوں پولیس افسر کے سامنے پیش ہوئے تو حاکم (۱) نے اس شخص کو مار پیٹ کر کے قید کر دیا۔ مگر اس نے اقرار نہ کیا او ر کتا قید خانہ کے دروازے سے لگا ہی رہا (اور پیچھا نہ چھوڑا) جب چند دن گذر گئے (اور ثبوت نہ ملا) تو اس شخص کو چھوڑ دیا گیا۔ جب یہ شخص نکلا تو کتا پھر لپٹ گیا تو دونوں کو جدا کیا گیا۔ لیکن وہ برابر اس کے پیچھے چلتا اور بھونکتا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہوا تو یہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گھر میں جا گھسا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک پولیس افسر اس طرح جا رہا تھا کہ یہ شخص نہیں سمجھ سکا اور وہ بھی گھر میں گھس گیا کتے نے اندر جا کر جس جگہ مقتول دبا ہوا تھا اپنے پنجوں سے وہاں کی مٹی ہٹانا شروع کر دی پھر اس جگہ کو کھودا گیا تو لاش دستیاب ہوگئی۔ پھر اس متہم (ملزم) کو گرفتار کر کے زدوکوب کیا گیا تو اس نے اقبال جرم کر لیا اور دوسروں کے نام بھی بتا دیئے تو یہ شخص بھی قتل کیا گیا اور ان کو بھی سولی دی گئی۔

(۲۴۹) تیسرا واقعہ:۔

محمد بن الحسین بن شداد نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ایک کتا تھا اس کو اپنے قریب بٹھا رکھا تھا اور خوبصورت دیباج سے اس کی پشت کو ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نے (اس قدر انس کا) سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ میرا ایک ساتھی تھا جس کا رہنا سہنا میرے ساتھ تھا۔ ہم دونوں ایک سفر کے لئے روانہ ہوئے (اور کتا

بھی ہمراہ تھا) اور میری کمر میں ایک ہمیانی بندھی ہوئی تھی جس میں دینار ہی دینار بھرے ہوئے تھے اور میرے ساتھ کافی سامان تھا۔ ہم نے (دوران سفر میں) ایک جگہ قیام کیا تو میرے ساتھی نے مجھ پر حملہ کیا اور میری مشکیں کس دیں اور مجھے وادی میں ڈال دیا اور جو کچھ میرے پاس تھا سب چھین کر چلتا ہوا اور یہ کتا میرے ساتھ بیٹھا رہا۔ پھر مجھے چھوڑ کر بھاگا اور جلدی ہی واپس میرے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ایک روٹی تھی جس کو اس نے میرے سامنے ڈال دیا۔ میں نے اسے کھایا اور گھسرتا ہوا ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں پانی تھا تو میں نے اس میں سے پیا اور کتے نے باقی تمام رات میرے ساتھ گذراری۔ پھر میں سو گیا۔ جب جاگا تو اس کو نہ پایا۔ پھر زیادہ دیر نہ لگی کہ وہ میرے پاس آ گیا اور روٹی لئے ہوئے تھا۔ میں نے اس کو کھایا۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ میرے لئے روٹی لے کر آ جائے گا۔ چنانچہ وہ روٹی لے کر آ گیا اور میرے سامنے ڈال دی۔ ابھی میں اس روٹی کو پورا کھانے نہ پایا تھا کہ میں نے اپنے سرہانے اپنے بیٹے کے رونے کی آواز سنی اور اس نے (گھبرا کر) کہا یہاں آپ کیا کر رہے ہو اور آپ کو کیا قصہ پیش آیا؟ وہ سواری سے اتر اپڑا اور اس نے میری مشکیں کھولیں اور مجھے اس بندش سے نکالا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ یہاں میرے موجود ہونے کا تم کو کیسے علم ہوا اور کس نے تم کو مجھ تک پہنچایا؟ اس نے کہا کہ کتا ہمارے پاس روزانہ آتا رہا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کے حصہ کی روٹی ڈالتے تھے، وہ اس کو کھاتا نہیں تھا (اور لے کر بھاگ جاتا تھا) چونکہ وہ آپ کے ساتھ تھا تو ہم کو اس سے تشویش پیدا ہو گئی کہ وہ بغیر آپ کے تنہا کیسے آتا ہے اور وہ روٹی کو اپنے منہ میں اٹھا کر لے جاتا ہے اور اس کو چکھتا بھی نہیں۔ پھر اگلے دن بھی اس نے وہی کیا تو ہم کو سخت تشویش ہو گئی۔ پھر میں اس کے پیچھے پیچھے چلا، یہاں تک کہ آپ تک پہنچ گیا۔ یہ ہے میرا اور میرے کتے کا قصہ۔

(٦٥٠) حارث بن صعصعہ کا وفادار کتا:۔

یہ قصہ بھی بیان کیا کہ حارث بن صعصعہ کے چند ایسے دوست تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان میں سے ایک دوست نے ان کی بیوی سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اس سے راہ رسم پیدا کی اور حارث کے پاس ایک کتا تھا جس کو اسی نے پالا تھا۔ ایک مرتبہ حارث اپنی سیرگاہ کی طرف نکلا اور وہ شخص اس کے ساتھ نہیں گیا اور وہ اس کی بیوی کے پاس پہنچا اور اس سے اختلاط شروع کر دیا۔ جب اس کے ساتھ جماع میں مشغول ہو گیا تو کتے نے دونوں پر حملہ کر دیا اور دونوں کو پھاڑ دیا۔ جب حارث واپس آیا تو اس نے دونوں کو دیکھا اور ماجرا سمجھ گیا اور اس کے بعد تمام دوستوں سے ترک تعلق کر دیا اور کتے ہی کو اپنا ہمدم بنالیا۔ عرب میں یہ قصہ مشہور ہو گیا۔ اس نے یہ شعر کہے (۱)

فللکلب خیر من خلیل یخوننی

وینکح عرسی بعد وقت رحیلی

یقیناً کیا بہتر ہے اس دوست سے جو میرے ساتھ خیانت کرتا ہے اور میری بیوی سے میرے کوچ کرنے کے بعد ہمبستری کرتا ہے۔

ساجعل کلبی ما حییت منادمی

وامنحہ ودی وصفر خلیلی

اب میں جب تک زندہ ہوں کتے ہی کو اپنا ہمدم بنائے رکھوں گا اور اپنی تمام محبت اور دل کا لگاؤ اسی کو بخشوں گا۔

(٦٥١) چوتھا واقعہ:۔

ابن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ سے سفر میں نکلا تو اس کے پیچھے پیچھے ایک کتا بھی ہولیا (راستہ میں) اس شخص پر چند لوگوں نے حملہ کیا اور اس کو زخمی کر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے پاٹ دیا۔ جب وہ لوگ وہاں سے گذر

گئے تو کتے نے اس گڑھے پر آ کر پنجوں سے مٹی ہٹانا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ اس شخص کا سر ظاہر ہو گیا اور اس میں سانس کی آمد و رفت باقی تھی۔ پھر کچھ لوگوں کا گذر ہوا تو انہوں نے اس کو زندہ نکال لیا۔

(۶۵۲) ابن خلف اور اس کی سلامتی کا باعث:۔

ابن خلف نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ میں باغ میں گیا اور میرے دو کتے میرے ساتھ تھے جو میرے پالے ہوئے تھے۔ میں باغ میں سو گیا۔ دفعتا دونوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ جس سے میں بیدار ہوا تو میں نے کوئی بری چیز نہ دیکھی۔ وہ پھر بھونکے تو میں نے ان کو مارا اور سو گیا تو دفعتاً دونوں نے اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں سے مجھے اس طرح ہلانا شروع کر دیا جس طرح سونے والے کو جگایا جاتا ہے۔ میں فوراً اٹھ بیٹھا تو دیکھا کہ ایک کالا زہریلا سانپ میرے قریب آ چکا ہے۔ میں فوراً اٹھا اور اس کو مار ڈالا۔ تو یہ دونوں کتے میری سلامتی کا باعث ہوئے۔

(۶۵۳) کتے کی شکار کرنے میں سمجھداری:۔

حکماء کا مقولہ ہے کہ کتے کی ذہانت کی ایک بات یہ ہے کہ جب وہ ہرن کو دیکھتا ہے چاہے وہ قریب ہو اور چاہے دور ہو وہ پہچان جاتا ہے کہ وہ ہماری طرف آنے کا ارادہ رکھتا ہے یا پیٹھ پھیر کر جانے والا ہے اور نر کو اور مادہ کو پہچان لیتا ہے تو شکار میں صرف نر کا ہی پیچھا کرتا ہے، اگرچہ یہ بھی جانتا ہے کہ نر زیادہ تیز دوڑتا ہے۔ اور مادہ کی بہ نسبت بڑی چوکڑی لگاتا ہے اور مادہ کو چھوڑ دیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی دوڑ میں تیزی کم ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو معلوم ہے کہ نر جب جنگل کے ایک دو چکر لگاتا ہے تو اس کا پیشاب زور کرنے لگتا ہے اور ایسا ہی ہر ایک حیوان کا حال ہے کہ جب اس کی گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے تو اس کا پیشاب زور کرنے لگتا ہے اور جب نر ہرن کا پیشاب زور کرتا ہے اور تیز دوڑنے کی وجہ سے کرنے کا موقع نہیں

ملتا تو اس کی دوڑ سست اور چوکڑی گھٹ جاتی ہے تو کتا اس کو دبوچ لیتا ہے۔ لیکن ہرنی کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا با آسانی نکال دیتی ہے کشادہ سوراخ اور زم مخرج کی بناء پر تو وہ پھرتا زم دم ہو جاتی ہے اور کتے کی ایک بڑی سمجھداری یہ ہے کہ جب شکار کے لئے ایسے وقت نکلتا ہے کہ پالا اور برف پڑا ہو اور زمین پر اس کی تہہ جم گئی ہو اور شکاری ایسے وقت میں نہیں پتہ لگا سکتا کہ ہرن کی کھوری کدھر ہے اور خرگوش کا سوراخ کہاں تو کتا دوڑتا اور دیکھتا ہوا وہیں سوراخ کے موقع پر ہی ٹھہرتا ہے اور اس کے پہچاننے کا معیار یہ ہے کہ حیوانات کے سانس اور پیٹ کے بخارات سوراخ کے منہ پر جس قدر برف کا حصہ منجمد ہوتا ہے اس سے ٹکرا کر گلاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ رقیق ہو جاتا ہے یعنی برف کی تہ پتلی ہو جاتی ہے اور یہ ایسی باریک اور گہری بات ہے جس کو کتا ہی پہچانتا ہے اور کتا جب کسی کو پورے طور پر گھیر لیتا ہے تو اس سے بچنا مشکل ہے بجز اس کے کہ زمین پر اس کے سامنے عاجزی سے بیٹھ جائیں تو پھر وہ اس پر بھونکنا بھی بند کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کو بالکل اپنے قابو میں سمجھ لیتا ہے اور اس بیٹھنے کو عاجزی کی علامت قرار دیتا ہے۔

(۲۵۴) چوہے کی ذہانت :۔

ابوبکر بن الخاضنہ نے اپنے اتالیق ابی طالب المعروف بابن الدلو سے نقل ہے اور وہ ایک نیک مرد تھے۔ مقام نہر طابق میں رہتے تھے کہ وہ ایک رات بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تنگدست تھا تو ایک بڑا چوہا نکلا اور اس نے گھر میں دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر دوسرا نکل آیا اور دونوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور میرے سامنے ایک طشت تھا۔ میں نے ان میں سے ایک پر اسے الٹا کر دیا تو دوسرا چوہا آیا اور طشت کے گرد پھرنے لگا اور میں خاموش (دیکھ رہا تھا) پھر وہ اپنے بل میں گھسا اور منہ میں ایک کھرا دینار لے کر نکلا اور اس کو میرے سامنے ڈال دیا۔ میں لکھنے میں مشغول رہا اور وہ ایک گھڑی تک بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا، پھر واپس گیا

اور دوسرا دینار لے کر آیا اور پھر کچھ دیر بیٹھا۔ یہاں تک کہ چار یا پانچ دینار لے کر آیا اس مرتبہ ہر بار سے زیادہ دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر واپس گیا اور ایک چمڑے کی خالی تھیلی کھینچ کر لایا جس میں یہ دینار رکھے ہوئے تھے اور اس کو ان دیناروں کے اوپر رکھ دیا تو میں سمجھ گیا کہ اب اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو میں نے طشت اٹھا دیا تو دونوں بھاگ کر بل میں گھس گئے اور میں نے دینار لے لئے۔

(۲۵۵) استقلال کامیابی کی دلیل ہے (بلی کا سبق):

محمد بن عجلان نے بیان کیا جو زیاد کے آقا تھے کہ زیاد ایک دن ان کی بیٹھک میں آیا تو اس کی نظر ایک بلاؤ پر پڑی جو کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھا تھا۔ میں اس کو بھگانے کے لئے گیا تو زیاد نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں یہ کیوں بیٹھا ہے؟ پھر زیاد نے ظہر کی نماز پڑھی اور واپس بیٹھک میں آ گیا پھر عصر کی نماز پڑھ کر واپس آ گیا اور تمام وقت میں وہ بلاؤ کو دیکھتا رہا (وہ اسی جگہ جما کر بیٹھا ہوا تھا) پھر جب غروب شمس سے کچھ پہلے کا وقت ہوا تو ایک موٹا چوہا (گھونس) نکلا تو اس پر بلاؤ جھپٹا اور اس کو پکڑ لیا تو زیادہ نے کہا جو شخص کوئی کام کرنا چاہے تو چاہے کہ اس پر اس طرح استقلال کے ساتھ جم جائے جس طرح بلاؤ جما رہا تو وہ ضرور کامیاب ہوگا۔

(۲۵۶) بچاؤ والا تیتر:۔

قاسم بن ابی طالب التنوخی نے بیان کیا کہ میں انبار میں سلطان کے

بازدار ساتھیوں کے ساتھ (شکار میں) جاتا تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ باز کو ایک تیتر پر چھوڑا باز اڑ کر تیتر سے جا ملا۔ تیتر نے فوراً ایک جھنڈ میں گھس کر اپنے آپ کو کانٹوں کے درمیان پہنچا دیا جو وہاں پڑے ہوئے تھے اور ان میں سے کانٹوں کی دو لمبی شاخیں اپنے پنجوں سے پکڑ کر گدی کے بل زمین پر لیٹ گیا اور ٹانگیں اٹھا دیں اس طرح باز سے چھپنا چاہا۔ جب باز اس سے قریب آ گیا تو اڑا اور اس کا باز نے

اوراس کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے اس کے منہ میں ایک چھوٹی سی ہڈی ڈال دی جو اس کے حلق میں اٹک گئی۔ یہاں تک کہ سانپ اس سے مر گیا۔

(۶۵۹) سلیمان علیہ السلام اور لشکر کو ہدہد کی دعوت :۔

مروی ہے کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ سلیمان نے پوچھا کہ میری تنہا کی؟ اس نے کہا نہیں بلکہ پورے لشکر کی فلاں جزیرہ میں فلاں دن۔ تو حضرت سلیمانؑ وہاں پہنچ گئے تو ہدہد نے فضا میں اڑ کر ایک ٹڈی کا شکار کیا اور اس کو توڑ مروڑ کر دریا میں ڈال دیا اور کہا کہ اے نبی اللہ! اگر گوشت تھوڑا ہے تو شوربا بہت ہے۔ سب کھاؤ جس کو گوشت نہ ملے شوربا تو مل ہی جائے گا۔ سلیمان علیہ السلام ایک سال تک (جب اس کو یاد کرتے تو) ہنستے رہے۔

(۶۶۰) ایک ٹھکانے پر رہنے والے جانوروں کی ذہانت :۔

میں کہتا ہوں کہ ایک ٹھکانے پر رہنے والے جانوروں میں سے جن کے افعال ان کی ذہانت پر دلالت کرتے ہیں ایک یہ بھی یہ ہے کہ چڑیا صرف اسی گھر میں رہتی ہے جو آباد ہو۔ اگر لوگ اس گھر میں رہنا ترک کردیں تو وہ بھی نہیں ٹھہرتی اور بلی کو گھر سے محبت ہوتی ہے۔ وہ اس کو نہیں چھوڑتی۔ خواہ گھر والے وہاں سے چلے جائیں اور کتا گھر والوں کے ساتھ جاتا ہے اور گھر کی طرف التفات نہیں کرتا اور جب چڑیا پر کوئی آفت آتی ہے تو اس کے شور مچانے پر تمام چڑیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اس کا بچہ گھونسلے سے گر جائے تو وہ فریاد کرتی (یعنی شور مچاتی) ہے تو کوئی چڑیا باقی نہ رہتی جو سن کر نہ آجائے اور سب اس بچے کے گرد اڑتی ہیں اور اس کو اپنے افعال سے حرکت دیتی ہیں اور اس میں قوت اور حرکت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ حتی کہ وہ ان کے ساتھ اڑنے لگتا ہے۔

بعض شکاریوں نے بیان کیا کہ میں نے بسا اوقات چڑیوں کو دیوار پر دیکھ کر اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی کہ گویا میں اس پر کچھ پھینکنا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں

اڑتی پھر میں زمین کی طرف ہاتھ لے جاتا ہوں گویا کوئی چیز اٹھا رہا ہوں۔ پھر بھی حرکت نہیں کرتی۔ لیکن اگر میں اپنے ہاتھ سے کوئی کنکری چھو بھی لوں گا تو اس کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ہی اڑ جاتی ہے۔

(۲۶۱) کبوتر اور کبوتری کا طریقہ:۔

کبوتر کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ کبوتری باردار ہوگئی تو کبوتر اور کبوتری دونوں اپنے نشیمن کو ٹھیک کرنے میں لگ جاتے ہیں اس کے لئے تنکے جمع کرتے ہیں جن سے انڈے محفوظ رہیں۔ پھر ان کو گرم کرتے بیٹھتے ہیں اور اس عمل سے ان کے مزاج میں تغیر پیدا کرتے ہیں جو ان کے جسم کی بو سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ان انڈوں کا رخ بدلتے ہیں تاکہ انڈے کے تمام حصے پر بیٹھنے کا اثر ہموار ہو جائے اور بیٹھنے کے اوقات کا زیادہ حصہ مادہ کے ذمہ ہوتا ہے کہ جس طرح بچے کو پالنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پھر جب انڈے کا بچہ بن گیا تو چگا دینے کا کام زیادہ تر نر کے ذمہ ہوتا ہے اور جب بیضہ پھٹ کر بچہ باہر آ جاتا ہے تو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بچہ کا پوٹا غذا کی گنجائش نہیں رکھتا تو بچوں کے حلق میں اپنے حلق سے پھونکتے ہیں تاکہ پوٹا پھول جائے اور اس میں وسعت پیدا ہو جائے پھر وہ جانتے ہیں کہ ابھی اس میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ کھانے کو سہار سکے تو وہ اسے چگا دیتے ہیں۔ جس میں کھانے کی قوت کے ساتھ ان کی طبعی قوت بھی مخلوط ہوتی ہے۔ جس طرح تھن کا کھیس۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ پوٹے کو پختگی اور تقویت کی ضرورت ہے تو دیواروں کا شورہ کھلاتے ہیں اور وہ ایک ایسی چیز ہے جو خالص نمک اور مٹی کی درمیانی چیز ہے تو وہ اس کو چگا دیتے ہیں۔ جب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب پوٹا مضبوط ہو گیا پھر دانے کا چگا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ جان لیتے ہیں کہ اب اس میں یہ طاقت آ گئی کہ وہ زمین سے چگ لے تو چگا دینے سے تھوڑا تھوڑا رکتے ہیں تاکہ وہ چگنے کی ضرورت محسوس کرے اور اس کو اٹھانے کے لئے چونچ لے جائے۔ پھر جب جان لیتے ہیں کہ اب

اس میں طاقت پیدا ہو چکی ہے تو اگر وہ پھر بھی ان سے ہی چگا لینا چاہتا ہے تو اس کو مارتے ہیں اور نہیں دیتے۔ پھر دوسرے بچے پیدا کرنے کی تیاری میں لگ جاتے ہیں تو نر کی طرف سے بلانے کی ابتداء ہوتی ہے اور مادہ کی طرف سے دیر لگانے کی اور بلانے رہنے کی خواہش ہوتی ہے پھر نرم ہو جاتی ہے اور طرح طرح سے پہلو بدلتی ہے، پھرکتی ہے۔ حرکت کرتی ہے۔ پھر دونوں میں عشق بازی شروع ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کی مانتا ہے اور دونوں سے محبت کی باتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں اور بوسے بھی اور جفتی بھی۔

(۶۶۲) اژدھا کی مادہ اژدھا ہلاک ہو جائے تو دوسری سے میل نہیں کھاتا:۔

اور اژدہا کی مادہ جب ہلاک ہو جاتی ہے تو دوسری مادہ سے میل نہیں کھاتا، یہی حال مادہ اژدھا کا ہے۔

(۶۶۳) مکڑی کی ہوشیاری:۔

اور مکڑی (کی ہوشیاری یہ ہے کہ) وہ اپنے رہنے کا گھر ایک ایسا جال بناتی ہے جس میں مکھی پھنس جائے تو جب کوئی مکھی اس میں الجھ جاتی ہے تو اس کا شکار کر لیتی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ لیث جو مکڑی کی ایک قسم میں سے ہے زمین پر چمٹ کر اور سانس روک کر بیٹھ جاتی ہے اور جب اندازہ کر لیتی ہے کہ مکھی اس سے غافل ہے تو چیتے کی طرح جست لگا کر اس کو شکار کر لیتی ہے۔

(۶۶۴) لومڑی کی ہوشیاری:۔

اور لومڑی (کی ہوشیاری یہ ہے کہ) جب اس کو غذا کی دشواری پیش آتی ہے تو مردہ بن جاتی ہے اور اپنا پیٹ پھلا لیتی ہے تو کوئی پرندہ اس کو مردہ سمجھ کر اس پر آ پڑتا ہے تو اس پر حملہ کر دیتی ہے۔

(۶۶۵) چمگادڑ کی ہوشیاری:۔

اور چمگادڑ (کی ہوشیاری یہ کہ) اس کی نگاہ کمزور ہے وہ صرف غروب ہی کے وقت اڑتا ہے کیونکہ وہ ایساوقت ہے جس میں نہ اتنی روشنی ہوتی ہے جواس کی نظر پر غالب آجائے اور نہ اندھیرا ہوتا ہے۔

(۶۶۶) چیونٹے اور چیونٹی کی ذخیرہ اندوزی:۔

اور چیونٹے اور چیونٹی گرمی کے موسم میں سردی کے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔پھر ذخیرہ کئے ہوئے دانوں کے بارے میں ان کو سڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو ان کو نکال کر پھیلاتی ہیں تاکہ ہوا لگ جائے اور اکثر یہ کام چاندنی راتوں میں کرتی ہیں کیونکہ اس میں ان کو اچھی طرح نظر آتا ہے۔پھر اگر رہنے کی جگہ نمی ہے اور یہ اندیشہ کرتی ہیں کہ بیج پھوٹ آئے گا تو بیج کے وسط میں سوراخ کر دیتی ہیں۔پھر اگر دھنئے کا بیج ہے تو اس کے چار ٹکڑے کرتی ہیں، کیونکہ تمام بیجوں میں سے دھنئے کا بیج ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آدھے آدھے حصے بھی پھوٹ آتے ہیں تو وہ اس حیثیت سے ہوشیاری میں تمام حیوانات سے بڑھ گئی اور باوجود بہت چھوٹا جسم ہونے کے اس کے سونگھنے کی طاقت اس قدر قوی ہے کہ اور کسی کی نہیں بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کوئی ٹڈی وغیرہ کھاتا ہے اور وہ اسکے ہاتھ سے پوری یا اس کا کوئی حصہ گر جاتا ہے اور اس کے قریب میں کوئی چیونٹی نہیں ہوتی تو زیادہ دیر نہیں لگتی کہ کوئی چیونٹا یا چیونٹی اس کو لے جانے کے ارادہ سے آلیتی ہے اور اس کو اپنے ٹھکانے پر لے جانے کی کوشش کرتی ہے۔تو اگر عاجز ہو جاتی ہے تو اپنے سوراخ میں پلٹ جاتی ہے تو پھر کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی کہ وہ آگے ہوتی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک لمبے ڈورے کی طرح چیونٹیوں کی قطار چلتی ہوتی ہے اور ان کی امداد سے اٹھا لے جاتی ہے۔تو غور کیجئے کہ کتنی اعلیٰ شامہ ہے جو انسان کو بھی میسر نہیں۔پھر خالص ہمت و جرأت پر نظر کیجئے کہ کتنی کہ ایسی چیز کو لے جانے کی کوشش کر رہی ہے جو اس کے وزن سے کم و بیش پانچ سو گنا ہوتی ہے اور

احساس کرتا ہے دوسرے راستہ سے نکل جاتا ہے اور اس کو اپنی ذات کے بارے میں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بہت بھولنے والا ہے تو اپنا بھٹ ہمیشہ کسی ٹیلے یا پتھر کی چٹان یا درخت کے پاس ہی بناتا ہے تاکہ اگر وہ اپنی غذا کی جستجو یا کسی خطرہ کی وجہ سے بھٹ سے دور نکل جائے تو آسانی کے ساتھ پھر وہاں واپس آ جائے۔

(۶۶۹) ہرن ہمیشہ اپنی کھوری میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے:۔

اور ہرن ہمیشہ اپنی کھوری میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے اور اپنی آنکھوں کو باہر کی طرف رکھتا ہے تاکہ اپنی ذات کو اور بچہ کو اگر کوئی خطرہ واقع ہوسکتا ہو تو اس کا علم ہو جائے۔

(۶۷۰) مادہ بجو کا طریقہ پیدائش:۔

مادہ بجو ساٹھ انڈے دیتی ہے (پھر جس سوراخ میں انڈے دیتی ہے اس) سوراخ کا دروازہ بالکل بند دیتی ہے اور اس کو چالیس دن بند چھوڑے رکھتی ہے پھر کھود کر راستہ کھول دیتی ہے تو بیضے پھٹ چکے ہوتے ہیں۔

(۶۷۱) گدھ بہت حریص ہوتا ہے:۔

اور گدھ بہت حریص ہے۔ جب مردار گوشت سے خوب ڈٹ جاتا ہے تو اڑنے کی قوت نہیں رہتی تو جب اڑنا چاہتا ہے تو متعدد بار کودتا رہتا ہے اور اس میدان کے گرد جہاں مردار پر گرا تھا چند بار کودتا ہوا گھومتا ہے پھر آہستہ آہستہ چکر باندھ کر اپنے کو ہوا میں اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا کی بڑی مقدار اس کے جسم کے نیچے آ جائے پھر بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔

(۶۷۲) بلی کی نگاہ کا اثر:۔

اور بلی چوہے کو چھت میں دیکھتی ہے تو اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دیتی ہے گویا اس کو نیچے اترنے کا اشارہ کر رہی ہے۔ بار بار ایسا ہی کرتی ہے تو وہ واپس آ جاتا ہے اور وہ ایسا اپنی نگاہ کا اثر ڈالنے کے لئے کرتی ہے اور اس وقت تک کرتی رہتی ہے کہ وہ

گر پڑے (یہ ضروری نہیں کہ تمام اقسام ایسا ہی کیا کرتی ہوں ایسی کوئی خاص قسم ہوگی۔مترجم)

(۶۷۳)شیر کا بکری کو شکار کرنا:۔

اور شیر اکثر اوقات بکری کو اپنے دائیں پنجہ سے تھام کر بائیں پنجہ سے اس کا سینہ پھاڑتا ہے اور اس کو اس کے پچھلے حصے پر جھکا لیتا ہے تو اس کے خون کی دھار اس کے منہ میں جانے لگتی ہے گویا وہ کسی فوراہ کے پاس کھڑا ہے۔ یہاں تک کہ جب پی لیتا ہے اور اس کو خون سے خالی کر لیتا ہے تو پھر اس کا پیٹ پھاڑتا ہے۔

(۶۷۴)مچھر خون کا عاشق ہے،مچھر کی زندگی خون میں ہے:۔

اور مچھر جب اپنے رزق کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ پہچانتا ہے کہ اس کو جو چیز زندہ رکھنے والی ہے وہ خون ہے تو جب بھینسے کو دیکھتا ہے جانتا ہے کہ اس کی جلد کے نیچے اس کی غذا ہے تو اس پر جا پڑتا ہے اور اپنی سونڈ اس میں چھبو دیتا ہے اور اپنے ہتھیار کے پہنچا دینے پر بھروسہ رکھنے والا ہے۔

(۶۷۵)شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ بھی نہیں کرتا ہے:۔

اور شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ بلکہ کسی اونچے مقام پر ٹھہر جاتا ہے۔ جب کوئی جانور شکار کرتا ہے تو اس پر دفعتاً ٹوٹ پڑتا ہے، جب وہ اس کو دیکھتا ہے تو اس کی ہمت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ بھاگ نکلے اور شکار کو اس کے ہاتھ میں چھوڑ جائے۔

اور اسی طرح سانپ اپنے رہنے کے لیے جگہ نہیں کھودتا اور اس کا کوئی اہتمام نہیں کرتا بلکہ دوسرے جانوروں کی کھودی ہوئی جگہ بل میں گھس جاتا ہے اور اس میں رہنا شروع کر دیتا ہے تو وہ جانور اس جگہ سے بھاگ جاتا ہے۔

(۶۷۶)بارہ سنگھے کی ذہانت:۔

اور بارہ سنگھے کے سینگ ہر سال گر جاتے ہیں تو جب وہ جانتا ہے کہ اب اس کا

ہتھیار جاتا رہا تو درندوں کے خوف سے ظاہر نہیں ہوتا تو جب وہ ایک ہی مقام میں ٹھہرا رہتا ہے تو موٹا ہو جاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ موٹا ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت سست ہو چکی ہے۔ اس لئے چھپے رہنے کی اور زیادہ کوشش کرتا ہے۔ پھر جب اس کے سینگ نکل آتے ہیں تو دھوپ اور ہوا میں آتا ہے اور حرکت اور دوڑ شروع کرتا ہے تاکہ چربی پگھل جائے اور گوشت کم ہو جائے۔ پھر جب اس کے سینگ پورے پختہ ہو جاتے ہیں تو اپنی پچھلی عادت پر لوٹ جاتا ہے اور یہ جانور سانپوں کو کھاتا ہے تو اس کو سخت پیاس لاحق ہوتی ہے تو وہ پانی کے گرد پھرتا ہے مگر پیتا نہیں اور پانی سے صرف اس وجہ سے رکا رہتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ پانی زہروں کو جسم میں پھیلا دیتا ہے پھر ہلاکت جلد واقع ہو جاتی ہے

(٦٧٧) شہد کی مکھیاں اپنا علاج جنگلی شاہترہ سے کرتی ہیں:۔

اور شہد کی مکھیوں کے چھتے سیلابوں کے جھاگ سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور سیہ اور نیولا جب افعی اور دوسرے زہریلے سانپوں سے لڑ کر ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں تو یہ دونوں اپنا علاج جنگلی شاہترہ سے کرتے ہیں۔

(٦٧٨) شہباز اپنے جگر کا علاج خرگوش اور لومڑی کے جگر سے کرتا ہے:۔

اور شہباز کو جب جگر کی تکلیف ہوتی ہے تو وہ خرگوش اور لومڑی کا جگر کھاتا ہے اور اس طرح حاصل کرتا ہے کہ ان کو اٹھا کر ہوا میں لے جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔ چند بار ایسا کر کے صرف جگر نکال کر کھاتا ہے اور اس سے تندرست ہو جاتا ہے۔

(٦٧٩) چوہا بچھو کو مار دیتا ہے:۔

اور جب چوہے اور بچھو کو ایک شیشے کے برتن میں بند کر دیا جائے تو چوہا بچھو کے ڈنک کی سمیت کاٹ دیتا ہے۔ اب اس کے شر سے بے خوف ہو کر جس طرح چاہتا ہے مار دیتا ہے۔

(٦٨٠) ریچھنی کی ذہانت:۔

اور جب ریچھنی بچہ دیتی ہے تو وہ اس وقت گوشت کی ہنڈیا جیسا ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کچھ نظر نہیں آتے تو اس کو چیونٹیوں کے چمٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے چند دنوں تک ہوا میں اٹھائے ایک جگہ سے دوسری جگہ لئے لئے پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سختی آ جائے۔

(۶۸۱) مچھلی کی جال سے نکلنے کی کوشش:۔

اور مچھلی جب جال میں پھنس جاتی ہے اور نکل نہیں سکتی تو وہ جانتی ہے کہ اب بچنے کو کودنے کے سوا اور کوئی صورت نہیں تو بقدر نیزے کے اچھل جاتی ہے۔ پھر کوشش کرنے لگتی ہے اور بقدر دس ہاتھ اچھل جاتی ہے جس سے جال پھٹ جاتا ہے۔

(۶۸۲) چیتا کی ذہانت:۔

اور چیتا جب موٹا ہونے لگتا ہے تو جانتا ہے کہ (اب موسمی اثر سے) مجبور ہوا چاہتا ہے اور یہ کہ اس کی حرکت سست پڑ گئی تو اپنے آپ کو چھپانے کی پوری کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ زمانہ گذر جائے جس میں چیتے موٹے ہو جاتے ہیں۔

باب ۴۳

ایسی ضرب الامثال جو عرب اور دیگر حکماء کی زبانوں پر بے زبان حیوانات کے کلام کے حوالے سے جاری ہیں اور بڑی دانشمندی کی دلیل ہیں

(٦٨٣) عرب کا مقولہ احذر من غراب (کوے سے زیادہ محتاط):۔

عرب کا مقولہ ہے احذر من غراب (کوے سے زیادہ محتاط) اور کہتے ہیں کہ کوے نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تجھ کو نشانہ بنایا جائے تو جگہ چھوڑ دے۔ یعنی نشانہ سے بچ۔ اس نے کہا ابا جان میں تو نشانہ بننے سے پہلے ہی بچ نکلوں گا۔

(٦٨٤) لومڑی کی ذہانت اور چالاکی:۔

شعبیؒ نے فرمایا کہ شیر بیماری ہو گیا تو اس کی مزاج پرسی کے لیے سب درندے آئے بجز لومڑی کے۔ تو بھیڑے نے کہا اے بادشاہ آپ بیمار ہوئے تو مزاج پرسی کے لیے سب ہی درندے حاضر ہوئے مگر لومڑی نہیں آئی شیر نے کہا جب وہ آئے تو ہمیں یاد دلانا دینا۔ اس کی اطلاع لومڑی کو بھی ہو گئی تو وہ آئی۔ اس سے شیر نے کہا او لومڑی میں بیمار ہوا تو میری مزاج پرسی کے لئے تیرے سوا سب آئے مگر تو ہی نہیں آئی۔ اس نے کہا مجھے بادشاہ کی بیماری کی اطلاع مل گئی تھی تو میں اسی وقت بیماری کی دوا ڈھونڈنے میں لگ رہی تھی۔ شیر نے کہا پھر تو کسی نتیجہ پر پہنچی۔ لومڑی نے کہا کہ مجھے بتایا گیا کہ بھیڑیے کی پنڈلی میں ایک مہرہ ہے وہ نکال لینا چاہیے (اس کا کھانا مفید ہوگا) تو شیر نے بھیڑیے کی پنڈلی پر پنجہ مارا اور لومڑی سرک گئی اور نکل کر راستہ پر بیٹھ گئی۔ جب ادھر سے بھیڑیا ایسی حالت میں گذرا کہ اس سے خون جاری تھا تو اس سے لومڑی نے کہا کہ اے لال موزے والے! جب تو آئندہ بادشاہ کا ہم نشین بنے تو اس کا دھیان رکھ کہ تیرے سر میں سے کیا (خیال منہ کے راستہ سے)

نکل رہا ہے۔

(٦٨٥) چنڈول (ایک چڑیا کی) شکاری کو نصیحت:۔

شعبیؒ نے یہ حکایت سنائی کہ ہم سے کہا گیا کہ ایک شخص نے چنڈول (ایک چڑیا جس کے سر پر کلغی کی طرح کا ابھار ہوتا ہے) کا شکار کیا۔ جب وہ اس کے ہاتھ میں آ گئی تو اس نے کہا تو میرے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا۔ اس نے کہا نہ کسی مرض کا علاج ہوں اور نہ (اپنے تھوڑے سے گوشت سے) کسی کا پیٹ بھر سکتی ہوں۔ لیکن میں تجھے تین ایسے کلمات سکھا سکتی ہوں جو میرے کھانے سے زیادہ تجھے نفع دیں گے۔ ان میں سے ایک تو ابھی تیرے ہاتھ میں ہی سکھا دوں گی اور دوسرا درخت پر اور تیسرا پہاڑ پر جا کر۔ اس نے کہا۔ پہلا بیان کر۔ اس نے کہا جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہی اور اس پر افسوس نہ کرنا۔ پھر جب وہ درخت پر پہنچ گئی تو شکاری نے کہا اب دوسری بات بیان کر تو اس نے کہا کہ نہ ہونے والی بات کا کبھی یقین نہ کرنا۔ جب وہ پہاڑ پر پہنچ گئی تو بولی کہ او بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے میں سے ایسے دو موتی نکلتے جن میں سے ہر ایک کا وزن بیس مثقال ہے۔ یعنی تقریباً سات تولہ یہ سن کر شکاری اپنے ہونٹ چبانے لگا اور متاسف ہوا۔ پھر شکاری نے کہا، اچھا وہ تیسری بات بیان کر۔ تو اس نے کہا تو نے پچھلی دو باتیں تو ابھی بھلا دیں، اب تیسری کیا کہوں کیا میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہے اس پر افسوس نہ کرنا۔ میں اور میرے پر سب مل کر بھی بیس مثقال نہیں ہو سکتے اور تو نے اس کا یقین بھی کر لیا اور ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر افسوس بھی کیا) یہ کہا اور اڑ کر چلتی ہوئی۔

(٦٨٦) تیرے بعد مجھے کوئی ریا کاری دھوکہ نہ دے (ایک محاورہ):

عثمان بن عطاء نے اپنے والد سے نقل کیا کہ بنی اسرائیل میں کے ایک شخص نے عام آمد و رفت سے ایک طرف ایک جال لگایا تو ایک چڑیا نیچے اتری اور جال کی طرف

چل کر جال سے کہنے لگی۔ کیا بات ہے میں تجھے راستہ سے ایک طرف ہٹا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اس نے کہا میں لوگوں کے شر سے الگ رہنا چاہتا ہوں۔ چڑیا نے کہا کیا بات ہے، میں تجھ بہت دبلا دیکھ رہی ہوں۔ جال نے کہا مجھے عبادت نے گھلا دیا۔ چڑیا نے کہا یہ تیرے کندھوں پر رسی کیسی ہے؟ جال نے کہا تارک الدنیا اور زاہدوں کا لباس تو ٹاٹ اور کمبل ہی ہوتا ہے۔ چڑیا نے کہا یہ تیرے منہ میں بیچ کیسے ہیں؟ جال بولا کہ یہ میں نے مسافروں اور محتاجوں کے لئے رکھ چھوڑے ہیں ہیں۔ چڑیا نے کہا مسافر اور محتاج تو میں بھی ہوں۔ جال نے کہا تو لے لے۔ پھر چڑیا نے اپنا سر جال میں دے دیا۔ اور اس نے چڑیا کی گردن پکڑ لی۔ تو چڑیا چلائی۔ سیق سیق (دھوکہ دیا گیا دھوکہ دیا گیا) پھر کہ (خدا کرے) تیرے بعد مجھے کوئی ریا کار قاری دھوکہ نہ دے۔ مجاہد نے کہا یہ ایک ضرب المثل ہے۔ جس کی طرف آخر زمانہ کے ریا کار قاریوں کی طرف اللہ عزوجل نے ارشاد کیا ہے۔

مالک بن دینار نے کہا ہے کہ اس زمانہ کے قاری اس شخص کی مانند ہیں جس نے جال کھڑا کیا اور اس میں گیہوں ڈال دیئے۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کہنے لگی کہ کس چیز نے تجھے مٹی میں ملا دیا؟ جال نے کہا تواضع نے۔ چڑیا نے کہا تو ایسا دبلا کیوں ہو گیا؟ جال نے کہا طویل عبادت کرنے سے۔ چڑیا نے کہا یہ تجھ میں گیہوں کیوں رکھے ہیں؟ جال نے کہا یہ میں نے روزہ داروں کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ چڑیا نے کہا کہ تو بہت ہی اچھا بزرگ ہے۔ جب مغرب کا وقت ہوا تو چڑیا دانہ لینے کے لئے آئی تو جال نے اس کا گلا دبالیا تو چڑیا نے کہا کہ عبادت گذار لوگ اسی طرح گلا دبالیا کرتے ہیں جیسا تو دبا رہا ہے پھر تو آج کے عابدوں میں خیر مفقود ہو گئی۔

(۶۸۷) بے انصاف بھیڑیئے کے سر نے مجھے اچھا فیصلہ کرنا سکھایا:۔

معافی بن زکریا نے حکایت بیان کی کہ کہتے ہیں ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی ساتھی بن گئے اور شکار کے لئے نکلے تو انہوں نے گدھے، ہرن اور خرگوش کا شکار

کیا۔تو شیر نے بھیڑیئے سے کہا کہ شکار کی تقسیم تو کر دے۔تو اس نے کہا یہ تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے گدھا تیرا ہے اور خرگوش ابو معاویہ یعنی لومڑی کا اور ہرن میرا۔تو شیر نے پنجہ مار کر اس کی کھوپڑی جدا کر دی۔پھر لومڑی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا خدا اسے ہلاک کرے۔تقسیم کے بارے میں یہ کس قدر جاہل واقع ہوا۔پھر کہا یہ کام تو کر۔لومڑی نے کہا کہ اے ابوالحارث (یعنی شیر) بالکل واضح بات ہے۔گدھا آپ کے ناشتہ کے لئے ہے اور ہرن رات کے کھانے کے لئے اور خرگوش کا نقل درمیان میں کر لیجئے۔شیر نے کہا ارے کمبخت اور کتنا اچھا فیصلہ تو نے کیا۔یہ فیصلہ تجھے کس نے سکھایا؟لومڑی نے کہا بے انصاف بھیڑیئے کا سر میرے سامنے ہے۔(اسی نے سکھایا)۔

(۶۸۸) میں اپنی ذات کے لئے دوڑتا ہوں اور کتا اپنے مالک کے لئے:۔

حکماء نے امثال میں ذکر کیا ہے کہ بھیڑیے سے پوچھا گیا کہ کیا بات ہے کہ تو کتے سے زیادہ تیز دوڑتا ہے۔اس نے کہا اس لئے کہ میں اپنی ذات کے لئے دوڑتا ہوں اور کتا اپنے مالک کے لئے۔

(۶۸۹) بجو اور لومڑی کے درمیان گوہ کا فیصلہ:۔

ابو ہلال عسکری نے بیان کیا۔عرب کا مقولہ ہے کہ ایک بجو کو کھجور مل گئی۔پھر اس سے لومڑی نے جھپٹ لی تو بجو نے لومڑی کے تھپڑ مارا۔دونوں فیصلہ کرانے کے لئے گوہ کے پاس گئے۔گوہ نے کہا اے ابالحسل (گوہ کی کنیت) گوہ نے (تواضع سے) کہا تم سننے والے کو پکار رہے ہو یعنی کہو میں بخوشی سنوں گی) بجو نے کہا ہم تیرے پاس ایک فیصلہ کرانے آئے ہیں۔گوہ نے کہا اس گھر کے فیصلے حکمت بھرے ہی ہوتے ہیں۔بجو نے کہا میں نے ایک کھجور چگی تھی۔گوہ نے کہا میٹھا پھل لیا تھا۔بجو نے کہا اس کو لومڑی نے لے لیا۔گوہ نے کہا ایک بدکردار نے اپنے نفس کو لذت پہنچائی۔بجو نے

کہا تو میں نے اس کو تھپڑ مارا۔ گوہ نے کہا تو نے اپنے نفس کو تسکین دی۔ اور بڑا ظالم تو پہل کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ بجو نے کہا پھر اس نے بھی تھپڑ مارا۔ گوہ نے کہا ایک آزاد نے اپنے نفس کی مدد کرنا چاہی۔ بجو نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ گوہ نے کہا کر چکی ہوں۔

(۶۹۰) عرب حکماء کے ایک مقولہ کی توجیہ میں ایک عالم کی ذہانت :۔

عرب کے حکماء کا قول ہے "مخاطب سے دو باتیں بیان کرو۔ پھر اگر وہ نہ سمجھے تو (فاربعتہ یعنی) چار عسکری نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ دو باتیں نہیں سمجھا تو قیاس کے قریب یہ بات ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو چار کو بھی نہ سمجھے گا۔ عسکری نے کہا بعض علماء نے کہا کہ "یہ لفظ (فاربعتہ نہیں) فاربع ہے۔ یعنی فامسک (تو روک لے آگے مت بول) اور وہ (یعنی پہلی توجیہ) غلط ہے۔ (اس مقولہ میں اس عالم کی ذکاوت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ خوب سمجھے۔

(۶۹۱) مچھلی کا چیل کو ذہانت سے بھرپور جواب:

کہتے ہیں کہ ایک چیل نے مچھلی کا شکار کیا۔ پھر اس کو نگلنے کی کوشش کی۔ مچھلی نے کہا ایسا نہ کرنا۔ اگر تو نے مجھے کھالیا تو میں تیرا پیٹ نہیں بھر سکتی۔ لیکن تو مجھ سے جس چیز کو چاہے قسم لے لے میں تیرے پاس روزانہ ایک مچھلی لاتی رہوں گی۔ چیل نے اسے قسم دلانے کے لئے منہ کھولا تو منہ سے نکل کر تیرتی ہوئی صاف ہوگئی تو چیل نے کہا واپس آ۔ تو مچھلی نے کہا میں نے پہلے تیرے پاس آ کر کون سی خیر دیکھی تھی کہ اب لوٹ کر آؤں۔

(۶۹۲) شیر، ریچھ اور آدمی کا قصہ :۔

ایک شخص ایک میدان میں تھا۔ اس کے سامنے شیر آ گیا تو یہ اس سے بھاگا اور ایک گہرے گڑھے میں جا گرا تو اس کے پیچھے شیر بھی اس میں گر گیا۔ دیکھا تو اس میں ایک ریچھ بھی موجود تھا۔ اس سے شیر نے کہا کہ تو یہاں کب سے ہے؟ اس نے کہا

کئی دن سے اور مجھے بھوک نے مار ڈالا۔ تو شیر نے کہا کہ میں اور تو دونوں اس کو کھالیں گے تو دونوں کا پیٹ بھر جائے گا۔ ریچھ نے کہا جب دوبارہ بھوک لگے گی پھر ہم کیا کریں گے اور مناسب یہ ہے کہ ہم اس آدمی سے حلف کر لیں کہ ہم اس کو نہیں ستائیں گے تا کہ یہ ہماری اور اپنی رہائی کی کوئی تدبیر کرے، کیونکہ یہ ہماری نسبت حیلہ نکالنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے تو دونوں نے آدمی سے حلف کیا۔ اب وہ شخص کوئی رہائی کی صورت نکالنے میں لگا تو اس کو ایک طرف سے کچھ روشنی نظر آئی۔ اس نے اس طرف سے سوراخ بڑھانا شروع کیا اور فضا تک راستہ بنالیا تو خود بھی آزاد ہو گیا اور ان کو بھی آزاد کر دیا۔

(۲۹۳) باز اور مرغ کا مناظرہ:۔

ایوب المرزبانی منصور کا وزیر تھا۔ جب منصور اس کو طلب کیا کرتا تھا تو سکڑ جاتا اور گھبرا جاتا تھا۔ پھر جب اس کے پاس سے واپس آتا تو اس کا رنگ بحال ہو جاتا۔ بعض لوگوں نے اس سے کہا آپ کو دیکھتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ کی باریابی امیر المومنین کے یہاں بکثرت ہوتی ہے اور امیر المومنین آپ سے مانوس بھی ہیں، جب آپ ان کے حضور میں جاتے ہیں تو متغیر ہو جاتے ہیں۔ ایوب نے کہا اس بارے میں، میری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی سی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے سے مناظرہ کیا۔ باز نے مرغ سے کہا میں نے تجھ سے زیادہ بے وفا نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیسے؟ باز نے کہا تو انڈے کی صورت میں لیا گیا، تیرے مالک نے تجھے سینے کا انتظام کیا اور ان کے ہاتھوں میں تو بچہ بن کر نکلا۔ پھر انہوں نے اپنی ہتھیلیوں سے تجھے کھلایا۔ یہاں تک کہ تو بڑا ہو گیا تو ایسا بن گیا کہ تیرے پاس بھی اگر کوئی آئے تو ادھر ادھر اڑتا اور چیختا پھرتا ہے۔ اگر تو کسی اونچی دیوار پر جا بیٹھتا ہے تو ہاں تو مدتیں گذار دیتا ہے۔ وہاں سے اڑ کر تو دوسری دیوار پر پہنچ جاتا ہے اور میں پہاڑوں سے ایسے حال میں پکڑا جاتا ہوں کہ میری عمر بھی بڑی ہوتی ہے اور

مجھے تھوڑا سا ہی کھلایا جاتا ہے اور ایک ایک دو دن تک بندش میں بھی رہتا ہوں۔ پھر جب شکار پر چھوڑا جاتا ہوں تو اکیلا ہی اڑتا ہوں۔ مگر پکڑ کر مالک کے پاس لے آتا ہوں۔ اب مرغ بولا کہ تیری دلیل بے کار ہے۔ یاد رکھ اگر تو سیخ پر چڑھے ہوئے کبھی دو باز بھی دیکھ لیتا تو کبھی ان کے پاس لوٹ کر نہ آتا اور میں ہر وقت سیخوں کو مرغوں سے بھری ہوئی دیکھتا ہوں مگر پھر بھی ان کے ساتھ رات بسر کر لیتا ہوں۔ تو میں تجھ سے زیادہ وفادار ہوں (ابوایوب (ا) نے یہ قصہ سنا کر کہا) لیکن اگر تم منصور کی عادات کو اس قدر پہچانتے جس قدر میں پہچانتا ہوں تو اس کی طلبی کے وقت تمہارا حال میرے حال سے بھی زیادہ خراب ہوتا۔

(۲۹۴) ہرن اور بجو کا مکالمہ:۔

کہتے ہیں کہ ایک بجو نے ہرن کو گدھے پر چڑھے ہوئے دیکھا تو ہرن سے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لے تو اس نے بجو کو بٹھا لیا۔ اس نے بیٹھ کر کہا تیرا گدھا کیسا اچھا ہے۔ پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد کہا تیرا گدھا اچھا ہے۔ ہرن نے کہا، اچھا اتر۔ اس سے پہلے کہ تو یہ کہے کہ میرا گدھا کیسا اچھا ہے۔

(۲۹۵) لومڑی کی چالاکی:۔

کہتے ہیں کہ ایک بجو نے لومڑی کو شکار کیا تو لومڑی بولی کہ ام عامر (لومڑی کی کنیت) کے ساتھ احسان کر۔ تو اس نے کہا کہ میں تجھے دو میں سے ایک بات کا اختیار دیتا ہوں (ایک کو ان میں سے پسند کر کے مجھے بتا) یا یہ کہ میں تجھے خود کھالوں یا (کسی اور کو) کھلا دوں۔ لومڑی نے کہا کیا تجھے یاد ہے وہ ام عامر (لومڑی) جس نے اپنے گھر میں تجھ سے نکاح کیا تھا۔ تو بجو نے کہا کب کیا تھا۔ یہ بات کرتے ہی اس کا منہ کھلا تو لومڑی چھوٹ کر صاف گئی۔

(۲۹۶) پرندوں کی دعوت میں قنبرہ کا حیلہ:۔

ایک پرندے نے ولیمہ کیا اور اپنے بعض بھائیوں کو مدعو کرنے کے لئے قاصد روانہ

کئے۔ ایک قاصد نے غلطی کی اور وہ لومڑی کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہا کہ تمہارے بھائی نے تم کو دعوت دی ہے۔ لومڑی نے کہا سر آنکھوں پر۔ قاصد نے واپس آکر منظوری دعوت کی اطلاع دی تو تمام پرندے گھبرا گئے اور انہوں نے کہا تو نے ہمیں ہلاک کر ڈالا اور ہمیں موت کے سامنے پیش کر دیا تو قنبرہ نے کہا۔ میں ایک حیلہ سے اس کو تمہارے سر سے ٹالے دیتی ہوں۔ قنبرہ نے جا کر لومڑی سے کہا کہ تمہارے بھائی نے سلام کے بعد یہ کہا کہ ولیمہ پیر کے دن ہوگا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کس جماعت کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں گی۔ آیا سلوقی کتوں کے ساتھ یا کردی کتوں کے ساتھ۔ یہ سن کر لومڑی گھبرا گئی اور کہنے لگی کہ میرے بھائی کو میری طرف سے سلام کہہ دو اور کہہ دینا کہ ابوالسرور نے (کینت نرلومڑی) سلام کے بعد یہ کہا ہے کہ مجھ پر ایک نذر کا پورا کرنا مقدم ہے جو ایک عرصہ سے جاری ہے۔ میں پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتی ہوں۔

(۶۹۷) ایک بکرا اور ایک مشک کی باتیں:۔

ابوعمیر الصوری نے کہا ایک بکرا ایک مشک کے پاس سے گذرا پھر اس کو دیکھ کر بھاگا تو مشک نے اس سے کہا تو مجھ سے بھاگتا ہے میں کبھی تیرے ہی مانند تھی اور میرے ہی مانند تو بھی ہو جائے گا۔

(۶۹۸) میں تجھ سے بھلائی نہیں چاہتا (بس) مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہ:۔

ابوسلیم الخطابی نے بیان کیا کہ عرب کی امثال میں سے یہ قول بھی لااریدثوابک اکفنی عذابک (میں تجھے سے بھلائی نہیں چاہتا (بس) مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہ) ایسا ہی کوئی شاعر کا قول ہے

کفانی اللہ شرک یا خلیلی
فاما الخیر منک فقد کفانی

(ترجمہ) اے میرے دوست اللہ مجھے تیرے شر سے بچالے۔ رہا تیری طرف سے خیر کا پہنچنا تو اس سے تو نے (پہلے ہی) مجھے بچا رکھا ہے (م مرا ب خیر مر تو وامید نیست بدمرساں۔ مترجم)

(۶۹۹) عرب کا ایک ضرب المثل:۔

ابوسلیمان نے کہا اسی کی نظیر ہے عرب کا مقولہ یدک عنی وانا فی عافیۃ اپنا ہاتھ مجھ سے دور رکھ اور عافیت میں ہوں۔ اور اس کی اصل یہ ہے جو اس سلسلہ کی ایک بات ہے جو باتیں لوگ جانوروں کی زبان کی طرف منسوب کرکے کیا کرتے ہیں کہ ایک چوہا چھت سے گرا تو بلی اس کو اٹھنے پر سہارا دینے کے حیلہ سے یہ کہتی ہوئی کامیاب ہونا چاہتی تھی بسم اللہ علیک (بسم اللہ میں ابھی پہنچی) تو چوہے نے کہا یدک عنی وانا فی عافیۃ کہ اپنا دست شفقت دور ہی رکھئے میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔

(۷۰۰) غداری کا زہر سب سے زیادہ نقصان دہ ہے:۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن الحسین الواعظ سے سنا۔ وہ یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ عیسٰی بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گذر ایک سپیرے پر ہوا جو ایک سانپ کو پکڑنے کے لئے روک رہا تھا۔ تو سانپ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کہا کہ اے روح اللہ اس سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ مجھ سے باز نہ رہا تو میں اس پر ایسی سخت ضرب لگاؤں گا کہ اس کے پرخچے اڑا دوں گا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام گذر گئے۔ پھر دیکھا کہ سانپ سپیرے کی ٹوکری میں آ چکا تھا تو سانپ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا کہ تو ایسا اور ایسا نہیں کہہ رہا تھا، اب تو کیسے اس کے ساتھ ہو گیا؟ تو اس نے کہا اے روح اللہ! اس نے مجھ سے حلف کرلیا ہے (کہ اتنے دنوں کے بعد رہا کردے گا تو اگر اس نے میرے ساتھ غداری (بدعہدی) کی تو اس غداری کا زہر اس کو میرے زہر سے بھی زیادہ نقصان دینے والا ہوگا۔)

واللہ الموفق بالصواب۔

الحمد اللہ علی احسانہ کہ ترجمہ کتاب الاذکیا آج مورخہ ۲۳ صفر ۱۳۷۲ء شب پنجشنبہ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء تمام ہوا۔

عبدہ الضعیف اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

اس ترجمہ کی تکمیل میں حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ احقر کی بہت کچھ ہمت افزائی فرماتے رہے۔ کتاب میں جس قدر عربی اشعار ہیں بندہ کی درخواست پر بالاستیعاب ان کے ترجمہ کا مطالعہ فرمایا اور اصل کتاب کو پیش نظر رکھ کر بہت سے ابواب کا پورا ترجمہ احقر سے مختلف اوقات میں سنتے بھی رہے۔ مرحوم نے کتاب کے ختم پر چند دعائیہ کلمات اپنے قلم سے تحریر فرما دیئے جو درج ذیل ہیں:۔

اللهم وفق لمترجمه ماينفعه ليومه وغده ، واخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمين

محمد اعزاز علی عفی عنہ

-----------------The End--------------------